اسلامی مہینوں کی مناسبت سے

خطباتِ حاصلپوری

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

الفرقان کمپنی

اسلامی مہینوں کی مناسبت سے
خطبات
حاصل پوری
تصنیف
فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصلپوری
معاون
مجیب الرحمٰن ضیا
www.KitaboSunnat.com
الفرقان کمپنی

کتاب .... اسلامی مہینوں کی مناسبت سے خطبات حاصلپوری

تالیف .... فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

اشاعت 2016ء

قیمت ....

ملنے کا پتا

اسلامک بک کمپنی

مین امین پور بازار بالمقابل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان

041-2647308 - 0321-6607308

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

0333-6607308 - 0300-8658535

e-mail: islamicbookcompany@gmail.com

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور

0301-8131916 - 0313-2501221

اسلامی مہینوں کی مناسبت سے خطبات

فہرست

ماہ صفر کے خطبات

تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے

ماہ ربیع الاول کے خطبات

ماہ ربیع الثانی کے خطبات

امیر بننے کے طریقے 381

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حالات وواقعات کی تعیین کے لیے سورج و چاند کی منازل سے حساب کیا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ﴾ (یونس ۱۰: ۵)

''وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم سالوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو۔''

﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ (الانعام ۶: ۹۶)

''وہی (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے یہ اللہ کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے۔''

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ (یٰس ۳۶: ۴۰)

''نہ تو سورج ہی سے ہوسکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔''

دور حاضر میں ہمارے ہاں پرنٹ ہونے والے کیلنڈروں پر عموماً تین کیلنڈروں کی تاریخیں رقم ہوتیں ہیں۔ انگریزی تاریخ، اسلامی تاریخ اور ہندی یا بکرمی تقویم۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں اصل تاریخ، اسلامی تاریخ ہے، جو قمری حساب سے ہے، جیسا کہ سورۃ یونس کی آیت مذکورہ سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اسلامی تاریخ کے مہینے بارہ مقرر فرمائے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (التوبة۹ :۳۶)

''اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کتابِ الٰہی میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں، اُن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔یہی دین کا سیدھا راستہ ہے تو ان مہینوں میں (قتالِ ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے۔''

اور وہ بارہ مہینے یہ ہیں:

1. محرم
2. صفر
3. ربیع الاول
4. ربیع الثانی
5. جمادی الاولیٰ
6. جمادی الثانی
7. رجب
8. شعبان
9. رمضان
10. شوال
11. ذی القعدہ
12. ذی الحجہ

اسی اسلامی تقویم کو دیکھ کر شمسی تقویم کی تعین کرنے والوں نے انگریزی مہینے کی تعداد بھی بارہ رکھی ہے۔

1. جنوری
2. فروری
3. مارچ
4. اپریل
5. مئی
6. جون
7. جولائی
8. اگست
9. ستمبر
10. اکتوبر
11. نومبر
12. دسمبر

اور ہندی یا بکرمی تقویم میں بھی مہینے بارہ ہیں۔

1. چیت
2. بیساکھ
3. جیٹھ
4. ہاڑ
5. ساون
6. بھادوں
7. اسوج
8. کاتک
9. مگھر
10. پوہ
11. ماگھ
12. پھاگن

حقیقی اور قدرتی تقویم قمری ہی ہے، مگر دورِ حاضر میں ہم بہت سے امور میں شمسی تقویم

کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا دونوں کی مناسبت سے روزمرہ کے امور کو سرانجام دینا زندگی کا جزو لازم بن چکا ہے۔

اسلامی معاشرے میں بطور رہبر راہنما امام و خطیب ہوتا ہے، جس کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ وقت، دن اور مہینوں کی مناسبت سے قوم کی راہنمائی کرے۔

ایسا نہ ہو کہ عید الفطر پر عید الاضحیٰ کے مسائل سنائے جائیں اور ایسے ہی اسلامی اور انگریزی مہینوں کی مناسبت سے جو مذہب کے نام پر لوگوں نے تہوار بنائے ہوئے ہیں، اگر ان کی کوئی حقیقت ہے، تو وہ بیان کی جائے اور اگر اس کا بدعات سے تعلق ہے، تو اس سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

1. ان خطبات کی تیاری میں موضوع کے متعلق رطب و یابس سے بچتے ہوئے صحیح اور حسن روایات و واقعات کو ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
2. شعر گوئی اور قافیہ بندی سے گریز کرتے ہوئے انداز سادہ اور سہل رکھا گیا ہے۔
3. ہر خطبہ کے شروع میں موضوع کے مطابق قرآنی آیت اور پھر موضوع کی اہمیت کے پیش نظر تمہیدی کلمات لکھے گئے ہیں۔
4. امت محمدیہ بہترین امت ہے اور اسے جو دن عبادت کے لیے ملا ہے، وہ بہترین دن ہے اور اس دن خطبہ دینے والے انبیاء کے وارث ہیں لہٰذا اس منبر پر انبیاء ہی کے مشن کو بیان کیا جائے اور بات صاف، سیدھی اور بدعات سے پاک توحید و سنت پر مبنی ہی کی جائے۔ جس کے لیے خطباء اور واعظین کے لیے اس میں راہنمائی دی گئی ہے۔
5. مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا اعتراف ہے اور یہ بھی کہ میں ایک شعلہ بیان خطیب بھی نہیں ہوں، تاہم ان خطبات میں واعظین کے لیے کتاب و سنت سے زیادہ سے زیادہ علمی مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خطبات کے نام کی تعیین میں دوستوں سے مشورہ طلب کیا، تو الشیخ رحمت اللہ شاکر (مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ) نے اپنی رائے دینے کی بجائے حکم صادر فرما دیا کہ ان خطبات کا نام "**خطبات حاصلپوری**" ہی ہونا چاہیے اور بلا تعمل اس

کی تکمیل کی جائے۔

ان خطبات کی تیاری میں صرف راقم ہی کی محنت نہیں، بلکہ فضیلۃ الشیخ مجیب الرحمٰن سیاف (مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ) بھی برابر کے شریک ہیں۔

میں ان تمام بھائیوں کا ممنون ہوں، جنہوں نے اس کی تیاری میں کسی بھی قسم کی معاونت کی، جن میں فضیلۃ الشیخ مجیب الرحمٰن سیاف حفظہ اللہ، مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ، محمد یحییٰ طاہر حفظہ اللہ، حافظ زبیر الرحمٰن حاصل پوری حفظہ اللہ شامل ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

محمد عظیم حاصلپوری
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور
0301-6131916

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ (النساء ٤: ١٦٥)

''(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام سے ان کی بیوی حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا، پھر ان دونوں سے انسانی نسل کا سلسلہ جاری فرما کر ان کی ہدایت اور رہنمائی اور تہذیب و تمدن کی تعلیم کا بندوبست فرمایا۔ اس کے لیے بنیادی دو طریقے اختیار فرمائے آسمانوں سے کتب اور صحیفے نازل فرمائے، ان کتب و صحائف کی تشریح و تفصیل اور عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے انبیاء و رسل کا انتخاب فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (ابراهيم ١٤: ٤)

''ہم نے ہر نبی کو اس قوم کی زبان (بولنے والا) بنا کر بھیجا ہے، تاکہ وہ (قوم کے سامنے) کھول کھول کر بیان کردے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور بہت زیادہ غالب اور بڑا حکمت والا ہے۔''

یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہا، ہر نبی نے قوم کو سمجھانے، رہنمائی کرنے، خیر و شر سے آگاہ کرنے اور جنت و جہنم کی تفصیلات بیان کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ قسمت و مقدر کی بات ہے کسی نے قبول کیا تو کسی نے انکار کیا، نتیجۃً ﴿ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ (الاعراف ٧: ٣) ''بہت تھوڑے

نصیحت حاصل کرتے ہو۔" ﴿ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴾(الحاقة٦٩ :٤١)"بہت تھوڑے تم ایمان لاتے ہو" ﴿ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴾(الاعراف٧: ١٠) "بہت کم تم شکر کرتے ہو۔" ﴿ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾(النساء٤: ٤٦)"وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔"﴿ لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾(الفتح٤٨ :١٥)"وہ بہت کم سمجھتے ہیں۔"جیسے فرامین جاری فرمائے۔نبی کریم ﷺ کو اعلیٰ وارفع رتبہ دے کر ختم نبوت کا تاج سجا کر بھیجا اور نبوت کا دروازہ بند کرنے کے ساتھ وحی کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔جبرائیل امین علیہ السلام جو ہر نبی اور رسول پر وحی لے کر آتے تھے، اللہ رب العالمین نے ان کی یہ ذمہ داری ختم فرمادی۔ہدایت اور رہنمائی مکمل خزانہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے سینہ اطہر پر نازل فرما دیا۔اور آپ ﷺ نے نبوت کے تئیس سالہ دور میں یہ مکمل خزانہ پوری تفصیل و تکمیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے عملی نمونے کی شکل میں پیش فرما کر اللہ تعالیٰ کے فرمان :﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (احزاب٣٣ :٢١)" رسول کی زندگی تمہارے لیے نمونہ ہے۔" تصدیق وتائید فرمادی۔اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد بھی جاری فرمایا:((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) (صحیح بخاری، الحج، باب الخطبة ایام منی: ١٧٣٩) "جو موجود ہیں،ان کو بتادیں جو موجود نہیں ہیں۔"

یہ ایسا مبارک مختصر اور جامع ترین فرمان ہے،جس میں قیامت تک آنے والوں کی ذمہ داری بیان کردی گئی ہے۔اور یہ اس لیے ہے کہ دین اسلام ایک کامل واکمل دین اور ضابطہ حیات ہے، جو قیامت تک جاری رہے گا، اس میں کوئی تبدیلی چاہنے کے باوجود بھی نہیں کر سکتا۔جو تبدیلی کرنے کی کوشش کرے گا، ذلت ورسوائی اس کا مقدر بنی اور بنتی رہے گی، فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

تبلیغ دین یہ علماء کی ذمہ داری ہے، چونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں، تبلیغ کئی انداز سے کی جاتی ہے، لیکن سب سے موثر ترین طریقہ خطابت کا ہے۔انبیاء علیہم السلام بھی وعظ کی شکل میں دین لوگوں تک پہنچاتے رہے، اللہ رب العالمین کی بہت ساری نعمتیں ہیں، جن میں سے ایک اچھا انداز خطابت بھی ہے۔جس سے سامعین فوراً اثر قبول کرتے ہیں۔ہر انسان کو ایک الگ

خوبی سے نوازا جاتا ہے۔ بات ایک ،موضوع ایک ہی ہوتا ہے، مگر اندازِ بیان اور ترتیب ہر ایک کی الگ ہوتی ہے۔زورِ بیان سے بات اور موضوع کے حسن میں اضافہ ہوجاتا ہے۔
نبی کریم ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ،وعظ ونصیحت کی مجلسیں قائم ہوتیں ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے خشوع وخضوع اور توجہ سے نبی کریم ﷺ کی باتیں سنتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے۔
آپ ﷺ کے خطبات محفوظ ہیں،آپ ﷺ کے لکھے ہوئے خطوط بھی موجود ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسجد میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور جب خلیفہ مقرر ہوئے تب بھی خطبہ دیا۔حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خطبات تاریخ کی زینت ہیں اور لوگوں کے لیے مشعل راہ بھی ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں خطبات محمدی کے نام سے مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ کے خطبات شائع ہوئے اور اسی طرح خطبات اسلامی کے نام سے مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ کے خطبات شائع ہوئے۔جس سے بہت سے خطباء، مبلغین اور واعظین مستفید ہوتے رہے۔
اس کے کافی عرصہ بعد یکے بعد دیگرے مختلف خطباء کے خطبات شائع ہونے لگے۔سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر آٹھ خطبے ''خطبات مدراس'' کے نام سے شائع ہوئے، جو مولانا سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے سیرت کے عنوان پر خطاب فرمائے۔اسی طرح خطبات احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ شائع ہوئے یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ہر خطیب کے الگ خطبے شائع ہونے لگے۔اشاعت کا انداز یہ تھا کہ کسی چاہنے والے نے کیسٹ سے نقل کر کے اسی طرح شائع کردیے، حوالہ جات کا کوئی خاص اہتمام بھی نہیں تھا۔اگر کہیں حوالہ ہے تو صحت وضعف کا لحاظ نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ کو انہوں نے زاد الخطیب کے نام سے دو جلدوں میں اسلامی مہینوں کی ترتیب اور متفرق عنوانات کے تحت صحیح احادیث کی روشنی میں خطبات جمع کر کے شائع کیے۔جس کی تیسری جلد بھی منظر عام پر آچکی ہے۔انتہائی سنجیدہ انداز اپنایا ہے۔قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین موضوعات بڑی ذمہ داری کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔مولانا عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ نے بھی اسی انداز پر مصباح الخطیب، منہاج الخطیب وغیرہ کئی الگ الگ جلدیں شائع کی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان

سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کافی عرصہ پہلے رسائل بہاول پوری اور خطبات بہاول پوری مارکیٹ میں دیکھے گئے اور لائبریریوں کی زینت بنے۔ حضرت حافظ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری رحمہ اللہ انتہائی سادہ مگر بڑے پختہ اور مضبوط عقیدے کے مالک تھے۔ انداز بیان بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا بارعب عطا کیا تھا۔ پانچ جلدوں میں ان کے خطبات ہیں۔ تکرار بہت زیادہ ہے یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے، کاش کوئی صاحب ذوق ان کو نئے سرے سے مرتب کر کے باحوالہ اور تحقیق و تنقیح سے مزین کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کسی صاحب قلم کو فرصت اور توفیق سے نوازدے۔

زیر نظر ''خطبات حاصل پوری'' کی وجہ تسمیہ بھی اصل میں خطبات بہاول پوری ہے۔ علاقہ بھی ایک ہی ہے۔ مولانا محمد عظیم حاصل پوری صاحب کا مسکن بہاول پور کی تحصیل حاصل پور ہے۔ موصوف حفظہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی تھوڑی عمر میں بہت زیادہ مقبولیت سے نوازا ہے، یہ وہ مصنف ہیں، جس کی زندگی میں زبان سے نکلا ہر لفظ اور قلم سے لکھا ہر جملہ تقریباً چھپ جاتا ہے اور لوگ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ نئی کتاب کب مارکیٹ میں آرہی ہے۔ اور اکثر مکتبے اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ ہمیں کون سی کتاب شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تقریباً ہر موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور لکھا جارہا ہے، اللہ کرے اور زور قلم زیادہ۔

سات جلدوں پر مشتمل خطبات حاصل پوری شائع کر کے حاصل پوری صاحب نے بھی اپنا نام مذکورہ بالا سعادت مندوں میں لکھوانے کی کوشش کی ہے۔ اس سعادت میں ان کے معاون مولانا مجیب الرحمن سیاف حفظہ اللہ مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ ہیں۔ یہ بہت اچھی کاوش ہے۔ عربی اور انگریزی مہینوں کی ترتیب سے مختلف عنوانات کے تحت خطبات تحریر کیے ہیں، جس میں مختلف مہینوں میں ہونے والی بدعات

وخرافات اور غیر مسلموں کے وہ تہوار جو مسلمانوں میں رواج پا رہے ہیں، ان کی خوب تردید کی گئی ہے۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان خرافات سے آگاہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت کے صحیح دلائل پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف، معاونین اور ناشرین کے لیے نجات کا سبب بنائے۔ اور نہایت ہی مقبولیت عطا فرمائے۔ وہ دعائیں قبول کرنے والا ہے، اسی پر ہمارا توکل اور بھروسہ ہے اور وہی ہم سب کا حامی وناصر ہے۔

والسلام

رحمت اللہ شاکر

مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

04-01-2015

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب کتاب ایک نظر میں

تحریر...... حکیم مدثر محمد خان، ۴۸۵ گ ب، سمندری، فیصل آباد

فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن محمد عظیم بن غلام مصطفی بن محمد شریف بن علم دین ۱۹۸۴ء کو چک نمبر ۷۵ فتح تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول سے حاصل کی، مڈل تک تعلیم حاصل پور کے مفتاح العلوم سکول سے پائی اور پھر جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مریدکے میں داخل ہوئے۔تین سال یہاں اکتساب کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا رخ کیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔

وفاق المدارس کے امتحانات جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے پاس کیے اور ہیرا ایجوکیشن اسلام آباد سے ایکول (مقابل ایم عربی، ایم اسلامیات) بھی حاصل کیا۔علم طب حکیم انقلاب میڈیکل کالج گوجرانوالہ میں پڑھا، اسی دوران میں میٹرک، ایف اے، فاضل عربی اور اے ٹی سی کے امتحانات پاس کیے۔انھوں نے زمانہ طالب علمی میں بہت محنت کی اور اپنے رفقاء میں ہمیشہ ممتاز رہے۔

موصوف کے اساتذہ کرام میں حافظ عبدالمنان نور پوری، حافظ عبدالسلام بھٹوی، مولانا عبدالحمید ہزاروی، قاری سعید احمد کلیروی، مولانا محمد رفیق سلفی، حافظ خالد بن بشیر مرجالوی، مفتی عبدالرحمٰن عابد، مولانا عبداللطیف ملتانی، مولانا عبداللہ شرقپوری، حافظ عبدالرحمٰن ثانی، حافظ جمیل احمد، مولانا عبدالرؤف عابد، مفتی عبدالولی حقانی، مولانا محمد یوسف صارم، حافظ مبشر حسین لاہوری، حافظ عمران ایوب لاہوری، حافظ ابو موسیٰ شہید، مولانا محمد ادریس اثری، مولانا محمد زبیر جھجھوی، خواجہ محمد عدنان، مولانا محمد مالک بھنڈر، مولانا ابو یاسر عبداللہ بن بشیر، حافظ شاہد تبسم، قاری منظور احمد، حافظ رضاء اللہ رؤف، حافظ عبدالصبور ظفر، قاری نصیر احمد، حافظ رضوان کوثر، پروفیسر عمر فاروق اور حکیم شبیر احمد شامل ہیں۔

مولانا ممدوح نے اپنی عملی زندگی کا آغاز جامع مسجد تاج گوجرانوالہ سے کیا۔ یہاں خطبہ جمعہ کے علاوہ روزانہ فجر اور عصر کے بعد درس دیتے اور ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ تبلیغی پروگرام کراتے تھے۔ ۲۰۰۸ء میں جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ میں استاد مقرر ہوئے۔ یہاں سے انھوں نے سہ ماہی مجلہ المکرم بھی جاری کیا اور اس کے مدیر بنائے گئے۔ مدیر مکتبۃ الجامعہ کی ذمہ داری بھی خوش اسلوبی سے نبھائی، اور ہر جمعے کو حاصل پور جا کر خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ جون ۲۰۱۳ء کو حاصل پور مستقل منتقل ہو گے، وہاں ایک مدرسہ جامعہ محمدیہ اور محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر کی بنیاد رکھ چکے ہیں اور وہاں سے آپ نے مئی 2014ء کو ماہنامہ مجلہ ''المحمدیہ'' کا اجراء کیا جو اعزازی پاکستان بھر کے سلفی مدارس اور شیوخ تک پہنچ رہا ہے۔

مولانا محمد عظیم صاحب کا قلم سے رشتہ عہد طالب علمی ہی میں استوار ہو گیا تھا اس عہد میں موصوف نے سترہ (۱۷) برس کی عمر میں ایک کتاب ''میں محبت کس سے کروں'' مرتب کر کے شائع کی۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور اسے بہت سراہا گیا۔ حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کی ''مراۃ التفسیر'' انہی کی کوششوں سے پہلی بار دستیاب ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف کا قلم سے رشتہ اور بروز ترقی پذیر ہے، تصنیفی خدمات کا دائرہ وسعت پذیر ہے تھوڑے ہی عرصے میں ان کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہونے لگا ہے ہماری بھی دعا ہے کہ

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

مولانا کے قلم سے نکلنے والی چند کتابوں کے نام یہ ہیں، دروس المساجد (دو جلدوں میں)، دروس القرآن اول، دوم، صحیح منتخب واقعات، سب سے پہلے (الاوائل)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں، جنت میں لے جانے والے چالیس عمل، جنت سے محروم کر دینے والے چالیس عمل، چالیس آسان نیکیاں، چالیس خصوصیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بچوں کے لیے چالیس نصیحتیں، تاجروں کو چالیس نصیحتیں، شہید کے چالیس انعامات، خواتین کو چالیس نصیحتیں، راستے کے حقوق، الاصطلاحات فی العلوم والفنون، گلدستہ احادیث مع سنہرے اقوال، فرشتوں کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار، آسمانوں کی سیر، آیات شفا اور طب نبوی، زکوۃ وعشر

وصدقہ فطر، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا، رحمت الٰہی کے مستحق لوگ، رحمت الٰہی سے محروم لوگ، پیارے اسلامی نام، میں محبت کس سے کروں؟ پریشانیاں کیوں آتی ہیں، اسلام اور آسانیاں، دعائے رسول ﷺ پانے والے، نماز رسول ﷺ، ہم شب وروز کیسے بسر کریں؟ حج وعمرہ کا طریقہ، میت کو نفع دینے والے اعمال، دکھوں کا علاج، شب برأت حقیقت کے آئینے میں، ذرا بتاؤ تو، خواتین پر اسلام کی مہربانیاں، جنت کے متلاشی، نیکیوں کے ثمرات، خوشخبری، قرآن سے انٹرویو، میدان محشر میں عزت اور ذلت بخشنے والے اعمال، درجات کی بلندی مگر کیسے۔؟ طلبہ کو چالیس نصیحتیں، سیرت النبی ﷺ، انبیاء کی دعائیں، عذاب قبر دلانے اور روکنے والے اعمال، صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم، سیرت ابراہیم علیہ السلام، ایمان کی شاخیں، پسند میرے حضورؐ کی، اور سات حصوں پر مشتمل یہ کتاب ''خطبات حاصل پوری''۔

اللہ تعالیٰ حاصل پوری صاحب کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے، انہیں ہر حاسد شر اور فتنے سے محفوظ فرمائے اور ان کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

اسلامی سال کا پہلا مہینہ

محرم الحرام

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے، جس کے معنی حرام کیا گیا، عزت سے نوازا گیا، قابل احترام وغیرہ کے ہیں، اس مہینے کا نام محرم اس لیے رکھا گیا کہ اس میں اہل عرب قتل کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے۔ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس ماہ کے کئی اور نام بھی ہیں، مثلاً: شہر اللہ، شہر الحرام وغیرہ، بعض جاہل اسے سوگ کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔

محرم الحرام کے خطبات

ماہِ محرم کے احکام و مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ ﴾ ❶

''اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کتابِ الٰہی میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں، اُن میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔ یہی دین کا سیدھا راستہ ہے، تو ان مہینوں میں (قتالِ ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے۔''

تمہیدی کلمات

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے، جس کا معنی حرام کیا گیا، عزت سے نوازا گیا، قابل احترام وغیرہ کے ہیں۔ اس مہینے کا نام محرم اس لیے رکھا گیا کہ اس میں اہل عرب قتل کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے، یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ یعنی ماہِ محرم اسلامی سال کا اور چار مہینوں میں پہلا مہینہ ہے، جنہیں قرآن مجید میں ﴿ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ ﴾ ❷ ﴿ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ ﴾ ❸ اور ﴿ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ﴾ ❹ کہا ہے۔ بعض جاہل اسے سوگ کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ آج کے خطبہ میں ہم فضائل ماہ محرم اور اس میں ہونے والی بدعات کا ذکر کریں گے۔

---

❶ التوبۃ ۹: ۳۶۔ ❷ البقرۃ ۲: ۱۹۴۔
❸ التوبۃ ۹: ۵۔ ❹ التوبۃ ۹: ۳۶۔

فضائل محرم

یہ عزت وحرمت والے مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ)) [1]

"سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، تین تو مسلسل (لگاتار) ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم جبکہ چوتھا رجب مضر ہے، جو جمادی اور شعبان کے درمیان پڑتا ہے۔"

نئے اسلامی سال کا آغاز

ماہِ محرم کو ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ سن ہجری یعنی نئے اسلامی سال کا آغاز اسی ماہ مقدس سے ہوتا ہے اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح اور مسلم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد عظیم سے لے کر آج تک پوری امت اس پر متفق چلی آ رہی ہے کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے اور یہ ایک ایسی یکتا فضیلت وخصوصیت ہے جو کسی اور مہینے کو حاصل نہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تاریخ کا مسئلہ سامنے آیا، تو مختلف آراء کے بالاتفاق ہجرت نبوی کو اسلامی تاریخ کا نقطہ آغاز تسلیم کیا گیا اور اسی طرح مہینے کے سلسلے میں بھی ماہِ محرم ہی سال کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا، جس کی کئی وجوہات تھیں۔

1. حرمت والا مہینہ ہے۔
2. لوگوں کی حج سے واپسی کا مہینہ ہے۔
3. قدیم عرب میں بھی محرم ہی کو اول مہینہ شمار کیا جاتا تھا۔
4. شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محرم کو اسلامی مہینہ اس لیے قرار دیا گیا ہے، کیونکہ ہجرت کا ابتدائی عزم محرم ہی میں ہوا تھا، کیونکہ بیعت عقبہ ذوالحجہ میں ہوئی، یہی ہجرت کی تمہید اور اس کا محرک بنا، اس کے بعد پہلا چاند ہلال محرم ہی تھا، تو اس سے

---

[1] صحيح بخاري، التفسير: ٣٦٦٢۔

ابتدائے تاریخ مناسب تھی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول یہ سب سے زیادہ قوی مناسبت ہے۔

اسلامی کیلنڈر کا آغاز اور وجہ تسمیہ

اس وقت دنیا میں بہت سے کیلنڈر رائج ہیں۔ایک جو مروجہ ہے، ہمارے ہاں عام چلتا ہے، اس کو عیسوی کہا جاتا ہے اس کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے کہ یہ آپ کی پیدائش سے شروع ہوا۔ایک یہودیوں کا ہے، جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی فلسطین پر تخت نشینی سے شروع ہوتا ہے۔ایک بکرمی سن ہے، جو بکرماجیت کی پیدائش کی یادگار ہے، اسی کو دیسی سن بھی کہا جاتا ہے۔اسی طرح لیبیا میں معمر قذافی نے نبی علیہ السلام کی وفات کے حوالے سے سن شروع کروا رکھا تھا۔اور جو اسلامی کیلنڈر ہے، اس کی ابتداء ہجرت مدینہ سے کی گئی ہے۔

سبب تقویم

ایک شخص یمن سے آیا، اس نے آکر بتایا کہ میں نے وہاں ایک چیز دیکھی ہے، جسے تاریخ کہتے ہیں، وہ لوگ سال اور ماہ کا اپنے معاملات میں تذکرہ کرتے ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اچھا ہے۔اس کے بعد مشاورت ہوئی کہ ہم اپنے سن کا آغاز کہاں سے کریں، تو کچھ نے مشورہ دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے، کسی نے کہا: بعثت سے، کسی نے ہجرت کا مشورہ دیا، پھر مہینے کا مشورہ ہوا، کچھ نے رمضان کا کہا، کچھ نے رجب کا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محرم کا مشورہ دیا، اسی پر اتفاق ہوا۔ [1]

حضرت علی، حضرت عثمان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سب کی رائے بھی یہی تھی۔

ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آپ کے خطوط آتے ہیں، جن میں تاریخ درج نہیں ہوتی، جس سے پہلے اور بعد کا پتہ نہیں چلتا، آپ نے تمام لوگوں کو جمع کیا، کچھ نے کہا کہ اسلامی تاریخ کا آغاز بعثت سے کیا جائے، کچھ نے کہا: ہجرت سے کیا جائے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہجرت نے حق و باطل میں تفریق کی ہے، تو پھر اسی سے تاریخ کا آغاز کرلو، اس پر سب کا اتفاق ہوگیا، یہ سترہ ہجری کی بات ہے۔کچھ نے کہا: سال کا آغاز رمضان کے مہینے سے کیا جائے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

---

[1] فتح الباری: ۷۲٦۹۔

محرم سے کیا جائے۔ اس مہینہ میں لوگ حج سے واپس پلٹتے ہیں، پھر اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ ❶

ہجرت کی تیاری ذوالحجہ میں ہوئی اور ہجرت محرم میں ہوئی۔

شہر اللہ

ماہ محرم کی فضیلت اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے، جس میں اس مہینہ کی نسبت (تشریفاً) اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ)) ❷

"ماہ رمضان کے بعد سب مہینوں سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ میں اس مہینہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے اس کی فضیلت کو واضح کیا گیا ہے، جیسا قرآن مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ، کلمۃ اللہ اور سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ کہا گیا ہے۔

انہی نسبتوں کی طرح ماہ محرم کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے، اسے شہر اللہ قرار دیا گیا ہے۔

ماہِ محرم کے روزوں کی فضیلت

اس مہینہ کے روزے رمضان کے علاوہ بقیہ تمام مہینوں کے روزوں سے افضل ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ)) ❸

"رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد

---

❶ فتح الباري: ٧/٢٦٨۔

❷ صحيح مسلم، الصوم، باب فضل صوم المحرم: ١١٦٣۔ ❸ صحيح مسلم، باب فضل صوم المحرم: ١١٦٣؛ مسند احمد: ٨٥٣٤۔

افضل نماز رات کی نماز ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)) ❶

"اللہ تعالیٰ یوم عاشورا کے روزے کے عوض گزشتہ سال کے گناہ معاف فرمادیں گے۔"

یوم عاشورا کی فضیلت

لوگوں میں یہ بات معروف ہے کہ محرم اور بالخصوص یوم عاشورا کی فضیلت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں، اس مہینے کی فضیلت کو بالعموم اور یوم عاشورا کی عظمت کو بالخصوص سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں، کیونکہ دین اسلام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تقریباً نصف صدی پہلے مکمل ہو گیا تھا اور نبی ﷺ سے عاشورا کے درج ذیل فضائل منقول ہیں:

❶ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ)) "یہ نیک دن ہے۔" ❷

❷ ((هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ)) ❸

"اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی۔"

❸ ((هٰذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ)) ❹ "یہ ایک عظیم دن ہے۔"

❹ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے تھے۔ ❺

❺ سیدنا موسیٰ علیہ السلام شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ ❻

---

❶ صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صیام ثلاثه___ ١١٦٢؛ سنن ابی داود: ٢٣٢٥۔

❷ صحیح بخاري: ٦٠٠٤۔

❸ صحیح بخاري: ٢٠٠٤۔ ❹ صحیح مسلم: ١٤٣٠۔

❺ صحیح مسلم: ١١٣٤۔ ❻ صحیح مسلم: ١١٣٠؛ صحیح بخاري: ٢٠٠٤۔

6 یہودی یوم عاشورا کا روزہ رکھ کر اسے عید مناتے اور اپنی عورتوں کو زیورات پہناتے اور ان کا بناؤ سنگھار کرتے۔ 1

7 قریش بھی دور جاہلیت میں اس دن روزہ رکھتے تھے۔ 2

8 رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا تھا۔ 3

9 رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورا کے روزہ میں یہود کی مخالفت کا پختہ عزم کیا۔ 4

10 اسی دن کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ 5

﴿تلك عشرة كاملة﴾

عاشورا کا روزہ کب رکھا جائے

عاشورا کے روزے کی فضیلت ہم فضائل محرم کے تحت بیان کر آئے ہیں۔ عاشورا کا روزہ کب رکھا جائے گا، اس کے بارے میں اہلِ علم کی آراء مختلف ہیں، لیکن سب سے راجح بات یہی ہے کہ یہ نو اور دس محرم کو رکھا جائے کیونکہ:

۱۔ نبی ﷺ نے دس کا روزہ خود رکھا اور اہل کتاب کی مخالفت کے لیے نویں کے روزے کی خواہش فرمائی: ((لَئِنْ بَقِيتُ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) 6

۲۔ نویں محرم کے روزے کا اعلان محض یہود نصاریٰ کی مخالفت کی بنا پر کیا گیا تھا، کیونکہ اگر آپ ﷺ نویں کا اعلان نہ فرماتے اور یہود کی مخالفت میں دسویں کا روزہ ترک کر دیتے تو امت مسلمہ ایک بہت بڑے ثواب سے محروم رہ جاتی، چنانچہ مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِلٰى قَابِلٍ صُمْتُ التَّاسِعَ مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَنِي يَوْمُ عَاشُورَاءَ)) 7

---

1 صحيح مسلم: ١١٣١۔ 2 صحيح بخاري: ٢٠٠٢۔
3 صحيح بخاري: ٢٠٠٤۔ 4 صحيح مسلم: ١١٣٤۔
5 صحيح بخاري، الحج، باب قول الله تعالىٰ جعل الله الكعبة: ١٥٩٢۔
6 صحيح مسلم: ١١٣٤۔ 7 طبراني في الكبير: ٢٢٦١٥، ١٠٦٦٤۔

''اگر میں آیندہ سال تک زندہ رہا، تو ان شاء اللہ نو محرم کو روزہ رکھوں گا، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں مجھ سے یوم عاشورا کی (فضیلت) فوت نہ ہو جائے۔''

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا، تو لوگوں نے کہا: یقیناً یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ (اس لیے روزہ رکھتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ)) [1]

''آیندہ سال ان شاء اللہ ہم نو محرم کا روزہ رکھیں گے۔''

لیکن آیندہ سال (اس دن) سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کو چھوڑ گئے۔

۳۔ نویں اور دسویں کے روزے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور فعلی سنت پر عمل اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے آدمی کامل اجر و ثواب کا مستحق بن جاتا ہے۔ ان شاء اللہ

ماہِ محرم کی رسومات

فوت شدہ پر تبرا بازی

ماہِ محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی بعض حضرات کی طرف سے طرح طرح کی بدعات دیکھنے میں آتی ہیں۔ کچھ لوگ یوم عاشورا میں نوحہ و ماتم کرتے ہیں، منہ پیٹتے ہیں، مرثیے پڑھتے ہیں، پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر خود کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قیدی قرار دیتے ہیں، یہی نہیں بلکہ سلف صالحین و صحابہ کرام کو گالیاں اور لعنت کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اور ان بے گناہ لوگوں کو لپیٹ میں لے لیتے ہیں، جن کا واقعات شہادت سے دور نزدیک کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَىٰ مَا قَدَّمُوا)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، الصيام، باب اى يوم الصيام فى عاشوراء: ١١٣٤؛ سنن ابى داود: ٢٤٤٥۔

[2] صحيح بخاري، الجنائز، باب ما ينهىٰ عن سب الاموات: ١٣٩٣۔

"مردوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اپنے کیے کو پہنچ گئے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی

بعض حضرات اس ماہ میں بالخصوص اور دوسرے مہینوں میں بالعموم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے صحابہ کی جماعت کو ایمان کا معیار قرار دیا ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [1]

"پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں، جس پر تم ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ پھر جائیں تو محض وہ مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پاکباز ہستیوں کے بارے زبان طعن دراز کرنے سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)) [2]

"میرے صحابہ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تو وہ ان کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔"

اور اگر کوئی ایسی مجلس ہو، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکباز شخصیات کو سب وشتم کیا جاتا ہو، ایسی مجلس میں شریک نہیں ہونا چاہیے، اگر کوئی شریک اس مجلس سے اٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ

[1] البقرۃ ۲: ۱۳۷۔ [2] صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لو کنت متخذا خلیلا: ۳۶۷۳۔

بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۖ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ ❶

''اور بلاشبہ اس نے تم پر کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ جب تم اللہ کی آیات کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے، تو ان کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ بے شک تم بھی اس وقت ان جیسے ہو بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

جو صحابہ کرام پر سب و شتم کرتا ہے، اس کے بارے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لعنتی ہے:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❷

''جو میرے صحابہ کو گالی دے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

سوگ کا مہینہ سمجھنا

بعض لوگ اس ماہِ معظم کو سوگ کا مہینہ قرار دیتے ہوئے، اس میں بیاہ شادی کو ناجائز سمجھتے ہیں، بلکہ جن لوگوں کی نئی نئی شادی ہوئی ہوتی ہے، ان کو شادی کے بعد آنے والے پہلے محرم میں خاوند سے الگ کر کے میکے بلوا لیا جاتا ہے، حالانکہ اسلام میں یہ مہینہ قطعاً سوگ کا نہیں، اور نہ ہی اسلام سالوں اور صدیوں تک کسی میت پر سوگ کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ اسلام میں سوگ کا تعلق صرف عورت کے ساتھ ہے، کسی مرد کے لیے سوگ ثابت نہیں اور عام عورتوں کے لیے شریعت نے تین دن تک، جبکہ بیوہ ہو جانے والی عورت پر چار ماہ دس دن سوگ رکھا ہے۔ ❸

سوگ کا مطلب ہے ترک زینت یعنی عورت ان ایام میں نہ سرمہ لگائے، نہ کنگھی و خوشبو کا استعمال کرے اور نہ ہی نئے رنگین کپڑے پہنے اور نہ ہی خضاب لگائے اور نہ ہی مہندی، نیل پالش اور زیور وغیرہ کا ہی استعمال کر سکتی ہے۔

❶ النساء٤: ١٤٠۔ ❷ الصحيحة: ٢٣٤٠۔

❸ صحيح بخاري، الطلاق: ٥٣٣٤۔

قبرستان جانا

شریعت اسلامیہ میں آخرت کی یاد اور نصیحت کے لیے قبرستان جانا کوئی معیوب نہیں، لیکن ہمارے معاشرے میں نویں اور دسویں محرم کو قبرستان میلے کا سماں پیش کر رہے ہوتے ہیں، وہاں پر بے پردگی، غیر محرم سے اختلاط سے قطع نظر، قبروں پر مٹی ڈالنا، لیپ پوتی کرنا اور قبروں پر دال چاول وغیرہ پھینکنا، یہ سب غیر شرعی امور اور بدعات وخرافات کے زمرے میں آتے ہیں۔

سیاہ لباس کا استعمال

اسی طرح بالخصوص اس مہینے میں سوگ کے طور پر لوگ سیاہ لباس یا سیاہ قمیض اور سفید شلوار کا استعمال کرتے ہیں، حالانکہ یہ لباس روافض کے بدعتی نظریات کے عکاس ہیں۔ لہٰذا محرم میں اہل بدعت کی مشابہت سے بچنے کے لیے بالخصوص سیاہ لباس یا سیاہ قمیض اور سفید شلوار پہننے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [1]

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہی میں سے ہوگا۔''

غیر اللہ کی نذر و نیاز

نذر ایک عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے، اس میں کسی غیر کو شریک کرنا حرام اور موجب جہنم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [2]

''اس نے تو تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام کی ہے، جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ وہ بغاوت

---

[1] صحیح ابی داود، اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۳۴۰۱، صحیح۔

[2] البقرة ۲: ۱۷۳۔

کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے گزرنے والا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ [1]

''اور انہوں نے اللہ کے لیے ان چیزوں میں سے حصہ مقرر کیا، جو اس نے کھیتی اور چوپاؤں میں سے پیدا کی ہیں، پھر انہوں نے کہا یہ اللہ کے لیے ہے، ان کے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے، پھر جو ان کے شرکاء کا حصہ ہے، وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا ہے، وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے برا ہے، جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔''

﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ [2]

''اور تم جو بھی خرچ کرو کوئی خرچ، یا تم نذر مانو کوئی نذر تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔''

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں ایسی بات بتائیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً آپ کے ساتھ کی ہو، تو فرمانے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کوئی ایسی خاص بات نہیں کی جو لوگوں سے چھپائی ہو، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ)) [3]

---

[1] الانعام ٦: ١٣٦۔

[2] البقرة ٢: ٢٧٠۔

[3] صحيح مسلم، الاضاحى، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى: ١٩٧٨؛ سنن نسائی، الضحايا، باب من ذبح لغير الله: ٤٤٢٢۔

''اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو زمین کے نشانات کو مٹائے۔''

لیکن افسوس محرم میں کتنے کلمہ پڑھنے والے کربلا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی نذر و نیاز دینے والے ہوتے ہیں۔

نذر غیر اللہ کی ایک شرکیہ شکل یہ بھی سامنے آتی ہے کہ محرم میں بعض اچھے بھلے لوگ بچوں کو ساتھ لیے، لوگوں کے دروازے پر بھیک مانگتے نظر آتے ہیں، جن کی جاہلانہ سوچ یہ ہوتی ہے کہ ہماری اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، کسی (شیطان) نے کہا: تمہارے جو بچہ پیدا ہوا، اس کو حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا فقیر بنا دینا، اس کے بعد تمھارے بچے نہیں مریں گے۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ اولاد دینے والا اور روکنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ۝۴۹ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۵۰﴾ [1]

''(تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے، آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔''

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ﴾ [2]

''اے لوگو! تم سب اللہ ہی کی طرف محتاج ہو۔''

---

[1] الشوریٰ ۴۲: ۴۹، ۵۰۔

[2] فاطر ۳۵: ۱۵۔

تعظیم کی ایک وجہ

کچھ لوگ محرم کی تعظیم اس لیے کرتے ہیں کہ اس میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ ہوئی ہے، اس کی تعظیم کا یہ سبب قطعاً نہیں ہے، اگر شہادت ہی ہو تو پھر یکم محرم کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہے۔ نہ اس کی کوئی سرکاری چھٹی نہ اس کا سوگ! اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں اور ان سے بغض رکھنے والوں کے عقائد ونظریات ہمارے اندر آ گئے ہیں، جن کی وجہ سے یہ شور شرابہ ہوتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ بات بے بنیاد ہے، اگر ایسا ہی تھا تو واقعہ کربلا کے بعد جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے، تو اسلام کے ماننے والے بھی ختم ہو جاتے لیکن اس کے برعکس......

شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ﴾ [1]

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحمدل ہیں، تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں سے سجدے کرنے کے اثر سے ہے۔''

تمہیدی کلمات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں حج سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنا، اس دن کی تاریخ یکم محرم الحرام تھی، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ آج ہم اسی خلیفہ دوم جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کریں گے۔

آپ کا نام و نسب

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح، آپ کا سلسلہ نسب کعب بن لؤی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ مکہ مکرمہ میں جب آپ

---

[1] الفتح ۴۸: ۲۹۔

نے اسلام ظاہر کیا، تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفر اور ایمان کے درمیان کھلی جدائی کر دی۔

دعائے رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ)) [1]

”اے اللہ! دونوں میں سے اپنے پسندیدہ بندے کو ہدایت نصیب فرما، عمر بن خطاب کو یا ابوجہل بن ہشام کو۔“

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً)) [2]

”اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو خصوصی عزت بخش۔“

قبول اسلام

قتل کے ارادہ سے جب نکلے بہن کو مار پیٹ کر، قرآن سن کر جب نبی علیہ السلام کی طرف نکلے، تو حضرت حمزہ نے انہیں ایک طرف سے پکڑ رکھا تھا اور دوسرے بازو سے کسی اور نے پکڑ رکھا تھا، جب آپ ﷺ کے سامنے انہیں پیش کیا گیا، تو آپ نے انہیں ان کی چادر سے پکڑ کر جھنجوڑا اور فرمایا:

((مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ وَاللّٰهِ مَا أَرَى أَنْ تَنْتَهِيَ حَتّٰى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً))

”اے خطاب کے بیٹے! کیسے آنا ہوا؟ اللہ کی قسم! میں تمہیں تمہارے ارادے

---

[1] سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب: ٣٦٨١؛ مسند احمد: ٢/ ٩٥(٥٦٩٨)؛ صحیح ابن حبان: ٦٨٨١، اسنادہ حسن لذاتہ۔

[2] المستدرك للحاکم: ٣/ ٨٣ (٤٤٨٥)؛ صحیح ابن حبان: ٦٨٨٢، إسنادہ حسن لذاتہ۔

سے باز آتے ہوئے نہیں دیکھ رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر مصیبت ڈال دے۔"

عمر نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے آیا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے اور دار ارقم میں موجود تمام صحابہ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ ❶

حضرت عمر نبوت کے چھٹے سال، ستائیس سال کی عمر میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس وقت تک انتالیس (۳۹) لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ اور آپ کا اسلام قبول کرنا حضرت حمزہ کے تین دن بعد کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. ❷

"جب سے عمر مسلمان ہوئے ہیں، ہم قوی ہو گئے ہیں۔"

علانیہ عبادت کعبۃ اللہ میں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، حتی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے:

فَلَمَّا أَسْلَمَ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتَّى صَلَّى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ. ❸

"جب مسلمان ہوئے تو قریش سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ ہم نے ان کے ساتھ کعبۃ اللہ میں نماز پڑھی۔"

فضائل و مناقب

عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوتا تھا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسالت مآب ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

---

❶ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۲۷۹۔

❷ صحيح بخاری، المناقب، باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ۳۸۶۳۔

❸ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۲۷۹ حسن۔

((إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ❶

''تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے (جنہیں الہام ہوتا تھا) میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہے۔''

اگر کوئی نبی آنا ہوتا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) ❷

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔''

گر کھلا ہوا نبوت کا در ہوتا
تاج نبوت اسی کے سر پر ہوتا
فرمان مصطفیٰ ہے کہ میرے بعد
اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ❸

''بیشک اگلی امتوں میں محدثون (جنہیں الہام ہوتا تھا) ہوتے تھے اور اگر میری اس اُمت میں اُن میں سے کوئی (محدث) ہے، تو وہ یقیناً عمر بن خطاب ہیں۔''

شیطان ڈر کے مارے راستہ تبدیل کر لیتا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے داخلہ کی اجازت چاہی، اس وقت قریش کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، جو کچھ دریافت کر رہی تھیں اور بہت زیادہ سوال کر رہی تھیں، ان عورتوں کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر غالب تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو

---

❶ بخاری، احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار: ٣٤٦٩۔

❷ ترمذی، المناقب: ٣٦٨٦، حسن۔ ❸ صحیح بخاری: ٣٤٦٩۔

یہ عورتیں جلدی سے پردہ میں چلی گئیں، آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی، جب یہ اندر پہنچے تو نبی ﷺ ہنس رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ آپ کو ہنساتا ہوا رکھے (کیا بات ہے) آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ))

"مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے کہ جونہی انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں، پھر ان عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمن عورتوں! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو؟ ان عورتوں نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سخت اور غضب والے ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ، إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)) ❶

"اے ابن خطاب ادھر سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! شیطان تم سے کبھی راہ چلتے ہوئے نہیں ملتا، جس راہ پر تم چلتے ہو، وہ دوسری طرف چل دیتا ہے۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ)) ❷

"میرے بعد ان دو ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تاثرات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ

---

❶ صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ: ٣٦٨٣۔ ❷ الصحیحة: ١٢٣٣۔

قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ. [1]

''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا، تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا، وہ لوگ دعا مانگتے اور مغفرت طلب کرتے، اس سے بیشتر کہ جنازہ اٹھایا جائے، میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا کہ یکا یک ایک شخص نے میرا شانہ پکڑ لیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا اے عمر! تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جو عمل کے اعتبار سے مجھے تم جیسا محبوب ہوتا اور واللہ مجھے تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں اکثر بیشتر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر و عمر گئے۔ میں اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے۔ میں اور ابوبکر و عمر نکلے۔ (یعنی آپ اپنے ہر کام و فعل میں ان کو شریک رکھتے تھے)۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کا علم ایک پلڑے میں اور عمر کا علم ایک پلڑے میں رکھا جائے، تو عمر کا بھاری ہوگا۔ ابووائل کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات ابراہیم سے کی وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! عبداللہ نے اس سے بھی بڑھ کر بات کی تھی۔ میں نے پوچھا،

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ: ۳۶۸۵۔

وہ کون سی، کہنے لگے کہ جب عمر فوت ہوئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَهَبَ تِسْعَةُ أَعْشَارِ الْعِلْمِ.❶

''نوے حصے علم دنیا سے اٹھ گیا ہے۔''

عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)). فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ.❷

''میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، تو وہاں ایک عورت ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہوئی ملی، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کا، فوراً مجھے عمر کی غیرت کا خیال آیا، تو میں الٹے پاؤں واپس آ گیا۔'' (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! بھلا میں آپ ﷺ پر غیرت کر سکتا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ جنتی بوڑھوں کے سردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرَ، فَقَالَ: ((هَذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)).❸

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، جب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے، تو آپ نے فرمایا: ''یہ دونوں جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں، جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد

---

❶ اسد الغابة: ٤١٣٧، العلمية۔ ❷ صحيح بخاري، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه: ٣٦٨٠۔ ❸ الصحيحة: ٨٢٤۔

والے ہیں، سوائے نبیوں کے اور رسولوں کے۔ اے علی! انہیں خبر نہ دینا۔"

حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)). وقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْهِ شَكَّ خَارِجَةُ إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.❶

"کہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں، جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کوئی رائے دی ہو اور قرآن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت میں نہ اترا ہو۔

عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيْزَابٌ عَلَى طَرِيْقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَبِسَ عُمَرُ ثِيَابَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ كَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْخَانِ، فَلَمَّا وَافَى الْمِيْزَابَ، صُبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْخَيْنِ، فَأَصَابَ عُمَرَ وَفِيْهِ دَمُ الْفَرْخَيْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِهِ، ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ، فَطَرَحَ ثِيَابَهُ، وَلَبِسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِيْ وَضَعَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ: وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِي حَتَّى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَفَعَلَ ذَلِكَ الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ.❷

---

❶ ترمذی، المناقب: ٣٦٨٢؛ مسند احمد: ٩٢١٣، صحیح۔

❷ مسند احمد: ١٧٩٠۔

''حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنالہ تھا، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستے میں آتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنے، اسی دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں دو چوزے ذبح ہوئے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پرنالے کے قریب پہنچے، تو اس میں چوزوں کا خون ملا پانی بہنے لگا، وہ پانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گرا اور اس میں چوزوں کا خون بھی تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو وہاں سے ہٹا دینے کا حکم دیا اور گھر واپس جا کر وہ کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے پہنے اور آ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ان کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ بخدا! اس جگہ اس پرنالے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میری کمر پر کھڑے ہو کر اسے وہیں لگا دیجیے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لگایا تھا، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وہ پرنالہ اسی طرح دوبارہ لگا دیا۔''

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ: ((يَا حَكِيمُ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى))، قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ، يَدْعُوْ حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ، فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَأْخُذَهُ، فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ

اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی تُوُفِّیَ.❶

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ پھر فرمایا: ''اے حکیم! یہ مال سر سبز و شاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے۔ تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے، تو اس میں برکت نہیں رہتی اور اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے، لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' حکیم نے کہا: میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ قبول نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو (وظیفہ) دینے کے لیے بلاتے، تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو (وظیفہ) دینے کے لیے بلایا، تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال میں سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کر چکا ہوں، لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص سے کچھ بھی قبول نہ کیا، یہاں تک کہ وفات پائے۔''

بیٹے کا محاسبہ

معیقیب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ دوپہر کے وقت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلوایا، میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے عاصم کو آواز دے رہے تھے، پھر مجھ سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے کیا کیا ہے؟ یہ عراق گیا اور وہاں کے لوگوں کو اس بات کا حوالہ دیا کہ میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں، ان لوگوں سے اس نے خرچ مانگا اور انہوں نے محض میری وجہ سے اسے برتن، چاندی، مختلف سامان اور تلوار دی ہے، عاصم نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں تو اپنے لوگوں کے پاس گیا تھا اور انہوں نے یہ سب کچھ مجھے بغیر کسی طلب کے دیا۔ عمر نے

❶ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ: ۱۴۷۲؛ ترمذی: ۲۴۶۳۔

فرمایا: اے معیقیب! اس سے لے لو اور مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروا دو۔ ❶

نبی ﷺ کا محبوب، عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے سے بھی محبوب ہے

سیدنا عمر وظائف تقسیم کرتے تھے اور حسب ونسب، نیز سبقت الی الاسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے، بعض کو بعض پر فضیلت دیتے تھے، چنانچہ آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار مقرر کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تین ہزار۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ابا جان آپ نے اسامہ بن زید کو چار ہزار اور مجھے تین ہزار ہی کیوں دیا۔ اس کے باپ میں کون سی خوبی تھی جو آپ میں نہیں ہے۔ اور اسامہ میں کون سی اچھائی ہے، جو مجھ میں نہیں ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے والد تمہارے باپ کے مقابلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے زیادہ محبوب نظر تھے اور خود اسامہ اللہ کے رسول ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔ ❷

رعایا پروری کی ایک مثال

زید بن اسلم اپنے والد اسلم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بازار گیا وہاں ایک جوان عورت ان کو ملی اور کہنے لگی:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا، وَاللّٰهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا، وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ، وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الْغِفَارِيِّ، وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا، وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْتَادِيهِ، فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَكْثَرْتَ لَهَا؟ قَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَاللّٰهِ

---

❶ عصر الخلافة الراشدة العمری، ص: ۲۳٦ حسن بحوالہ سیدنا عمر بن خطاب شخصیت اور کارنامے، ص: ۲۲٤۔ ❷ المستدرک للحاکم: ٦٣٦٧۔

إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيئُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ. ❶

''اے امیر المومنین! میرا شوہر مر چکا ہے اور چھوٹے بچوں کو چھوڑ گیا ہے، اللہ کی قسم! اتنا بھی نہیں ہے کہ میں بچوں کے لیے کھانا پکا سکوں، نہ کوئی کھیتی اور دودھ والا جانور ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں قحط کی وجہ سے وہ مر نہ جائیں اور میں خفاف بن ایما غفاری کی لڑکی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: مرحبا! تمہارا خاندان تو میرے خاندان سے ملا ہوا ہے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ پر اناج دو بوریاں اور ان کے درمیان کپڑے اور روپے رکھ کر اونٹ کی رسی عورت کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا: یہ لے جاؤ، مجھے امید ہے کہ اس کے ختم ہونے سے پہلے، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر تم کو عطا کر دے گا، ایک شخص نے اس کیفیت کو دیکھ کر کہا: آپ نے اسے بہت زیادہ دے دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے تیری ماں تجھے روئے، اللہ گواہ ہے کہ میں نے اس عورت کے باپ اور اس کے بھائی کو دیکھا ہے کہ انہوں نے کافروں کے ایک قلعہ کو اس وقت تک گھیرے رکھا، جب تک وہ فتح نہ ہوا، پھر صبح مال غنیمت سے ان دونوں کا حصہ وصول کیا گیا۔''

جناب عمر رضی اللہ عنہ کا خشوع

حضرت عبد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے دوران میں قرآن پڑھتے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے نماز کی آخری صف میں کھڑے سنی (سورۂ یوسف کی یہ آیت بار بار تلاوت کرتے اور رو رہے تھے)

﴿ إِنَّمَآ أَشْكُواْ بَثِّى وَحُزْنِىٓ إِلَى ٱللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ ❷

''انہوں (یعقوب علیہ السلام) نے کہا میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں، جن سے تم سراسر

❶ صحيح بخاری، المغازی، باب غزوة الحديبية: ٤١٦٠۔ ❷ يوسف ١٢: ٨٦۔

بے خبر ہو۔“ ❶

قرآنی آیات پر فوراً عمل کرنے والے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حضرت حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادھیڑ عمر تھے، سب قرآن کے حافظ اور قاری تھے، عیینہ نے حضرت حر سے کہا کہ کیا آپ عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو،؟ انہوں نے کہا: ہاں میں آپ کے لیے ملاقات کی اجازت لوں گا، پھر انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا، اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ ہی کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے سے انصاف کرتے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور سزا دینے کو تیار ہو گئے، لیکن حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نبی کو حکم دیا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ ❷

”آپ معاف کر دیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں، اور جاہلوں کی پرواہ نہ کیا کریں درگزر اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرو۔“

امیر المومنین یہ بھی تو جاہل ہے؟

راوی کہتا ہے، اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی، تو ان کا غصہ کافور ہو گیا، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کرتے تھے۔ ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے، پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

---

❶ مصنف عبدالرزاق: ٢/ ١١٤؛ شعب الایمان للبیهقی: ١٨٩٥؛ طبقات ابن سعد: ٦/ ١٢٦، سنده صحیح۔ ❷ الاعراف٧: ١٩٩۔

❸ صحیح بخاری، الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: ٧٢٨٦۔

إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ أَنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ. ❶

''میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔''

سیدنا عمر کی خواہش اور پردے کا حکم

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں رات کو جب قضائے حاجت کے لیے گھر سے باہر جاتیں تھیں، مناصع کی طرف نکل جاتی تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے کہا کرتے تھے، کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرائیے، مگر رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے، تو رات کو عشا کے وقت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بیوی باہر نکلیں اور وہ دراز قد تھیں، تو انہیں عمر نے محض اس خواہش سے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے، پکارا کہ آگاہ رہو، اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرمایا۔ ❷

عمر نے روک دیا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی (منافق) جب مر گیا، تو اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا کرتا دیجیے (میں اس میں اسے کفن دوں گا) اور آپ ﷺ اس کا جنازہ بھی پڑھائیے اور اس کے لیے استغفار بھی کریئے آپ ﷺ نے اپنا کرتا اس کو دے دیا اور فرمایا: (جب جنازہ تیار ہو جائے) مجھے اطلاع دے دینا، میں اس کی نماز جنازہ پڑھا دوں گا۔'' اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی، جب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہی تو سیدنا عمر نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کی کہ کیا منافقوں پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع نہیں فرمایا؟

---

❶ صحيح البخاري، الحج، باب ما ذكر في الحجر الاسود: ١٥٩٧۔

❷ صحيح بخاري، الاستئذان، باب اية الحجاب: ٦٢٤٠۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ﴾ ❶

''آپ ﷺ ان (منافقوں کے لیے) دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں (یہ ان کے حق میں برابر ہے) اگر آپ ان پر ستر (۷۰) مرتبہ بھی دعا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔'' ❷

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کی تھیں۔ ایک نہایت عمدہ چادر بچ گئی۔ کسی نے کہا: اے امیر المومنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی یعنی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو جو آپ کے نکاح میں ہے دے دیجیے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

''ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہے کیوں کہ وہ انصاری عورت ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔''

پھر فرمایا:

فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. ❸

''وہ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں بھر بھر کر لایا کرتی تھیں۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم کر لیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل (مجنون) عورت لائی گئی، جس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرما

---

❶ التوبة ۹: ۸۰۔

❷ صحيح بخاری، التفسير، التوبة باب ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ......﴾: ۴۶۷۲۔

❸ صحيح بخاری، الجهاد، باب حمل النساء القرب......: ۲۸۸۱۔

دیا، راستے میں وہ لوگ اس عورت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملے، دریافت کیا تو پتہ چلا کہ امیر المؤمنین نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا:

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی يَبْرَأَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰی يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی يَعْقِلَ.

''کیا آپ جانتے نہیں کہ تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، مجنون سے حتی کہ وہ ٹھیک ہوجائے، سویا ہوا حتی کہ وہ بیدار ہوجائے اور بچہ حتی کہ وہ عقلمند ہوجائے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ حکم شرعی تو مجھے معلوم ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس عورت مجنونہ کو چھوڑ دیا جائے اور معاملہ فہمی کی خوشی میں اللہ اکبر کہا۔ [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

موسیٰ ابو عوانہ حصین عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا وہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے فرمار ہے تھے کہ تم دونوں نے جو کیا اچھا نہیں کیا، کیا تم کو اس بات کا خیال نہیں آیا؟ کہ تم نے ارض سواد پر اس کی طاقت سے زیادہ خراج مقرر کر دیا ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا: نہیں، ہم نے اس پر اس قدر خراج مقرر کر دیا، جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں، اس میں زیادتی کی کوئی بات نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غور کرو، شاید تم نے اس زمین پر اس قدر خراج مقرر کیا ہے، جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، اس پر انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر خدا تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا، تو میں اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اتنا خوش حال کر دونگا کہ میرے بعد وہ کسی کی محتاج نہ رہیں گی، عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ چوتھے دن وہ شہید کر دیئے

[1] سنن ابی داود، الحدود، باب فی المجنون یسرق او یصیب حدا: ۴۳۹۹، سندہ صحیح، اسد الغابہ: ۴/ ۱۳۸۔

گئے، نیز عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جس دن آپ شہید ہوئے میں کھڑا ہوا تھا، میرے اور ان کے درمیان بجز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اور کوئی دوسرا نہیں تھا اور آپ دو صفوں کے بیچ میں سے گزرتے تھے تو صف سیدھی کرنے کی تلقین کرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ جب صفوں میں کچھ خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے تھے اور اکثر سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا ایسی کوئی سورت پہلی رکعت میں پڑھا کرتے تھے، تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں، جیسے ہی آپ نے تکبیر کہی (ایک شخص نے آپ کو زخمی کر دیا) میں نے آپ کو کہتے سنا مجھے کتے نے قتل کر ڈالا یا کاٹ کھایا، جب وہ غلام دو دھاری چھری لیے ہوئے بھاگا تو دائیں بائیں جدھر بھی جاتا لوگوں کو اس سے مارتا، اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، ان میں سات تو مر گئے، اس کو ایک مسلمان نے دیکھا، اس نے اپنا لمبا کوٹ اس پر ڈال دیا، پھر اس غلام کو خیال ہوا کہ وہ گرفتار کر لیا جائے گا، تو اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو آگے کیا، جو شخص اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھا، وہ ان باتوں کو دیکھ رہا تھا، جو میں نے دیکھیں اور جو لوگ مسجد کے کنارے پر کھڑے تھے، ان کو کچھ معلوم نہ ہوا، انہوں نے صرف حضرت عمر کی آواز نہ سنی اور وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، کہتے تھے، پھر ان لوگوں کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جلد جلد نماز پڑھائی، جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابن عباس دیکھو تو مجھ پر کون حملہ آور ہوا ہے؟ وہ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر دیکھتے رہے، پھر انہوں نے کہا: مغیرہ کے غلام نے آپ پر حملہ کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، کیا اس کاریگر نے۔۔؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو غارت کرے، میں نے تو اس کو ایک مناسب بات بتائی تھی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر نہیں کی جو اسلام کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتا ہو، بلاشبہ تم اور تمہارے والد ماجد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں غلام بہت ہو جائیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے، ابن عباس نے کہا: اگر تم چاہو تو میں ایسا کروں، اگر چاہو تو میں ان کو قتل کر دوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے آپ کا کہنا غلط ہے،

کیونکہ جب وہ تمہاری زبان میں گفتگو کرنے لگے اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے، تو پھر تم انکو قتل نہیں کر سکتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لے جایا گیا، لوگوں کے رنج والم کا یہ حال تھا کہ گویا ان کو اس دن سے پہلے کوئی مصیبت ہی نہ پہنچی تھی، کوئی کہتا فکر کی کچھ بات نہیں، اچھے ہو جائیں گے، اور کوئی کہتا: مجھے ان کی زندگی کی کوئی آس نہیں ہے، پھر چھواروں کا بھیگا ہوا پانی لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو نوش فرمایا، تو وہ ان کے پیٹ سے نکل گیا، اس کے بعد دودھ لایا گیا، انہوں نے نوش فرمایا، تو وہ بھی شکم مبارک سے نکل گیا، لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ اب زندہ نہ رہیں گے، پھر ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں اور لوگ بھی آ رہے تھے، اکثر لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے پھر ایک جوان شخص آیا، اس نے کہا:

أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ، قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ.

''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشخبری ہو، اس لیے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور اسلام قبول کرنے میں تقدم حاصل ہوا، جس کو آپ خود بھی جانتے ہیں، جب آپ خلیفہ بنائے گئے، تو آپ نے انصاف کیا اور آخر کار شہادت پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہو جائیں، نہ عذاب ہو نہ ثواب، جب وہ شخص لوٹا تو اس کا تہبند زمین پر لٹک رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ وہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اے بھتیجے اپنا کپڑا اونچا کر کہ یہ بات کپڑے کو صاف رکھے گی اور اللہ کو بھی پسند ہے۔''

پھر آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا: دیکھو مجھ پر لوگوں کا کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے

حساب لگایا، تو تقریباً چھیاسی ہزار قرضہ تھا، فرمایا: اگر اس قرض کی ادائی کے لیے عمر کی اولاد کا مال کافی ہو تو انہی کے مال سے اسے ادا کرنا، وگرنہ پھر بنی عدی بن کعب سے مانگنا، اگر ان کا مال بھی ناکافی ہو، تو قریش سے طلب کر لینا، اس کے سوا کسی اور سے قرض لے کر میرا قرض ادا نہ کرنا، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے، امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر نہیں ہوں، اور کہنا کہ عمر بن خطاب آپ سے اس بات کی اجازت مانگتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں یعنی نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا جائے، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی (اجازت ملنے پر) اندر گئے، تو ام المومنین کو روتے ہوئے دیکھا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: عمر بن خطاب سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دوستوں کے پاس دفن کئے جائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس جگہ کو میں نے اپنے لیے خاص رکھا تھا، مگر اب میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں، جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک شخص نے ان کو اپنے سہارے لگا کر بٹھا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا جواب لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین وہی جو آپ چاہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے، میں کسی چیز کو اس سے زیادہ اہم خیال نہ کرتا تھا، پس جب میں مر جاؤں تو مجھے اٹھانا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کر کے کہنا کہ عمر بن خطاب اجازت چاہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دیں، تو مجھے سونپ دینا اور اگر وہ واپس کر دیں تو مجھ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اور اس کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں بھی آئیں، جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم لوگ اٹھ گئے، وہ تمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر رو دیں، جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی، تو وہ عورتیں مکان میں چلی گئیں پھر ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی، لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین کچھ وصیت فرمائیں اور کسی کو خلیفہ بنا دیں، حضرت عمر نے کہا کہ میرے نزدیک ان لوگوں سے زیادہ کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ انتقال

کے وقت راضی تھے۔ پھر آپ نے حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمہارے پاس حاضر رہا کریں گے، مگر خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، آپ نے یہ جملہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسلی کے لیے کہا اور فرمایا کہ اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ حقیقتاً اس کے حقدار ہیں، ورنہ جو شخص بھی خلیفہ بنے، وہ ان سے امور خلافت میں مدد لے، میں نے ان کو نا قابلیت اور خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہو، اس کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین کا اولین حق سمجھے، ان کی عزت کی نگہداشت کرے، اس کو انصار کے ساتھ بھلائی کی بھی وصیت کرتا ہوں، جو دار الہجرت دار الایمان میں مہاجرین سے پہلے سے مقیم ہیں، خلیفہ کو چاہیے کہ ان میں سے نیک لوگوں کی نیکوکاری کو بنظر استحسان دیکھے اور ان کے خطا کار لوگوں کی خطا سے درگزر کرے، نیز میں اس کو تمام شہروں کے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ وہ لوگ اسلام کی پشت و پناہ ہیں وہی مال غنیمت حاصل کرنے والے اور دشمن کو تباہ کرنے والے ہیں، اور وصیت کرتا ہوں کہ ان سے ان کی رضا مندی سے اس قدر مال لیا جائے، جو ان کی ضروریات زندگی سے زائد ہو، میں اس کو اعراب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ وہی اصل عرب اور مادہ اسلام ہیں اور ان کی (ضروریات سے) زائد مال لے جائیں اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دیں، میں اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ ان کا عہد پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں پرزور جنگ کی جائے، اور ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے، جب ان کی وفات ہوگئی، تو ہم لوگ ان کو لیے جارہے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور کہا کہ عمر بن خطاب اجازت مانگتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کو داخل کر دو، چنانچہ وہ لائے گئے اور وہاں اپنے دوستوں کے پہلو میں دفن کیے گئے، ان کے دفن کیے جانے کے بعد وہ لوگ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خلافت کے مستحق تھے، جمع ہوئے، حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ اس معاملہ کو صرف تین شخصوں پر چھوڑ دو، جس پر زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، حضرت طلحہ نے کہا کہ میں

نے اپنا حق حضرت عثمان کو سونپ دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دیا پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: تم دونوں میں سے جو شخص اس سے برات کا اظہار کرے گا، ہم خلیفہ منتخب کرنا اسی کے سپرد کریں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کے حقوق کی نگہداشت لازم ہوگی، ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون شخص افضل ہے، اسی کو خلیفہ کر دے، اس پر شیخین یعنی عثمان وعلی نے سکوت کیا، جب یہ حضرات چپ رہے، تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ میرے حوالے کرتے ہو، بخدا مجھ پر لازم ہے کہ میں تم سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں، دونوں نے کہا: یہ مسئلہ آپ کے حوالے کیا جاتا ہے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں قدامت حاصل ہے، جو تم کو معلوم ہے، اللہ کے واسطے تم پر لازم ہے اگر میں تمہیں خلیفہ بنادوں، تو تم عدل وانصاف کرنا اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں، تو اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بھی ایسا ہی کہا، چنانچہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عہد لیا پھر کہا، اے عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی پھر تمام مدینہ والوں نے حاضر ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ (1)

---

(1) بخاري، المناقب: ۳۷۰۰۔

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾﴾ [1]

''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں، یاد رکھو یقیناً اللہ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔''

تمہیدی کلمات

کچھ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نبی کے بعد العیاذ باللہ یہ سب لوگ مرتد ہو گئے تھے، یہ اصل میں ان کا خبث باطن ہے، وگرنہ حقیقت یہ نہیں ہے، جن سے راضی ہونے کے سرٹیفکیٹ جاری ہوئے ہوں، جن کے دلوں کے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا گیا ہو، جن کو ایمان کی کسوٹی بنایا گیا ہو، جنہیں کامیاب کہا گیا ہو، جنہیں جنت کے وارث بتلایا گیا ہو، کیا وہ ایسے ہو سکتے ہیں؟ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں!

جنگ احد کا موقع ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک درے پر تیر اندازوں کا دستہ مقرر کرتے ہیں، ان سے فرماتے ہیں کہ جنگ کا نقشہ جیسا بھی ہو، تم نے یہاں سے نہیں ہٹنا ہے، لیکن انہوں نے فتح دیکھی کہ مسلمانوں کو مال غنیمت جمع کرتے دیکھا، وہ بھی شریک ہو گئے، ادھر سے کفار رستہ خالی پا کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو بلاتے ہیں، سب جمع ہو جاتے ہیں۔ سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا، ستر شہید ہو جاتے ہیں، نبی کے دانت شہید ہوتے ہیں، خود سر میں پھنس جاتی ہے، نبی ناراضی کا اظہار نہیں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ان سے درگزر فرمائیں اور ان کے لیے بخشش مانگیں اور معاملات میں ان سے مشاورت بھی کیا کریں:

---

[1] المجادلۃ ۵۸: ۲۲۔

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴾ (1)

''پس اللہ کی طرف سے بڑی ہی رحمت کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے اور اگر آپ بد خلق ہوتے تو یقیناً وہ تیرے گرد سے منتشر ہو جاتے، سو ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کریں اور کام میں ان سے مشورہ کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا تھا:

أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. (2)

''میرے صحابہ کی عزت کرو، پھر ان کی جو ان کے بعد ہیں، پھر ان کی جو ان کے بعد ہیں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ. (3)

''میرے صحابہ کی عزت کرو، بے شک وہ تم سب سے بہتر ہیں۔''

اکرام اس لیے کہ یہ دنیا کے بہترین لوگ ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾ (4)

---

(1) آل عمران ۳:۱۵۹۔ (2) السنن الکبریٰ للنسائی: ۹۱۷۸، صحیح۔

(3) شرح السنة للبغوی: ۲۲۵۴۔ (4) آل عمران ۳:۱۱۰۔

”تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔“

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُوْنَ عَلَى دِينِهِ. [1]

”بے شک اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو تمام دلوں سے بہتر دل محمد ﷺ کے دل کو پایا، انہیں چن لیا اور ان کو رسالت عطا کر دی، پھر محمد کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، تو انہیں اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، جو اس کے دین کی خاطر لڑتے ہیں۔“

انصار سے محبت، نبی سے محبت ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انصار کے بارے فرماتے ہوئے سنا:

((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ)) [2]

”ان سے محبت صرف مومن کرتا ہے اور ان سے بغض صرف منافق رکھتا ہے۔ جو ان سے محبت کرتا ہے، تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جو ان سے بغض رکھتا ہے، تو اللہ ان سے بغض رکھتا ہے۔“

[1] مسند احمد: ۳٦۰۰۔

[2] ترمذی، المناقب، باب فی فضل الانصار وقریش: ۳۹۰۰، صحیح۔

صحابہ جیسا ایمان لانے کا حکم

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ❶

''پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا۔ اور وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ﴾ ❷

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ، جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بیوقوف ایمان لائے ہیں، سن لو بے شک وہ خود ہی بے وقوف ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے۔''

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ ❸

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں، انہیں کے لیے بڑی بخشش اور باعزت رزق ہے۔''

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ ❹

''اور جان لو کہ بے شک تم میں اللہ کا رسول ہے، اگر بہت سے کاموں میں تمہارا

---

❶ البقرة ۲ :۱۳۷۔ ❷ البقرة ۲ :۱۳۔

❸ الانفال ۸ :۷٤۔ ❹ الحجرات ٤۹ :۷۔

کہا مان لے تو یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ اور لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے اور اس نے کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔"

﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا﴾ ❶

"تو اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اتار دی اور انہیں تقویٰ کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے لائق تھے۔ اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

کلمۃ التقویٰ کی تفسیر خود نبی ﷺ بیان فرماتے ہیں:

﴿وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ ❷ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

کلمۃ التقویٰ سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ ❸

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا

اللہ تعالیٰ نے بدریوں کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا:

((لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ؟ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ: فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) ❹

"اللہ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہے، یا یہ فرمایا، کہ میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ)) ❺

"وہ شخص ہرگز نہیں آگ میں داخل ہوگا، جو بدر میں حاضر ہوا اور حدیبیہ میں

---

❶ الفتح ٤٨: ٢٦۔ ❷ الفتح ٤٨: ٢٦۔

❸ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة الفتح: ٣٢٦٥، صحیح۔

❹ صحیح بخاری، المغازی: ٣٩٨٣۔ ❺ مسند احمد: ١٥٢٦٢۔

حاضر ہوا۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم کے کا عمل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پاکباز ہستیوں کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)) ❶

"میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تو وہ ان کے خرچ کیے ہوئے، ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعُوا لِي أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ)) ❷

"میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، گالی نہ دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو پھر بھی تم ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ. ❸

"تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا نہ کہو ان کا نبی کے ساتھ ایک گھڑی ٹھہرنا، تمہارے ساری عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔"

سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، جب انہوں نے کوفہ میں صحابہ

---

❶ صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا)): ٣٦٧٣۔ ❷ صحیح الجامع الصغیر: ٣٣٨٦۔

❸ سنن ابن ماجة، فضائل الصحابة، فضل اهل بدر: ١٦٢، حسن۔

کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں طعنہ زنی سنی تو فرمانے لگے:

لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.❶

''ان میں سے ایک کا نبی کے پاس حاضر ہونا، اس طرح کہ اس کے چہرے پر گرد وغبار پڑ جائے، تمہارے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے، اگرچہ نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔''

جب مسلمان عمرہ کی ادائی کے لیے آئے، حدیبیہ کے مقام پر روک دیے گئے، انہیں آگے جانے کی اجازت نہ ملی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں کے لیے سکینت نازل کی اسی کا ذکر ہو رہا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ))❷

''جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی و برا بھلا کہا، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

اللہ نے جنتی انعام دنیا میں دے دیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُوْلُ: أَنَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالُوْا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ، فَلَا أَسْخَطُ

---

❶ سنن أبي داود: ٤٦٥٠۔

❷ صحيح الجامع الصغير وزيادته: ٦١٦١؛ الصحيحة: ٢٣٤٠۔

عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)) ❶

''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے، اے اہل جنت تو وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، اللہ پوچھے گا: کیا تم راضی ہو، تو وہ جواب میں کہیں گے: ہم راضی کیوں نہ ہوں، کہ تو نے ہمیں وہ کچھ دے دیا ہے، جو مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، تو اللہ فرمائے گا، میں تمہیں اس سے بھی افضل عطا کرتا ہوں، تو وہ کہیں گے: اے رب! اس سے افضل کیا ہو سکتا ہے، تو اللہ فرمائے گا: میں تم پر راضی ہوں، اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔''

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ﴾ ❷

''اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔ یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے۔''

قرآن پاک میں کئی مقامات پر ان پاک باز ہستیوں کو یہ بشارت سنائی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے گستاخ انجام

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٥٨﴾﴾ ❸

''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں، بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا ہو تو یقیناً انہوں نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔''

قاضی ابوطیب فرماتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد المنصور میں ہم بیٹھے تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا، جو مسلکاً حنفی تھا، اس نے مسئلہ مصراۃ (بکری کے تھانوں میں دودھ روکنا) کے متعلق سوال کیا اور اس کی دلیل طلب کی، مفتی صاحب نے جواب میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت بطورِ دلیل پیش کی۔ حنفی کہنے لگا کہ ابوہریرۃ غیر فقیہ تھے، وہ حدیث میں مقبول نہیں ہیں۔

---

❶ صحیح بخاری، الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ٦٥٤٩۔

❷ المجادلة٥٨: ٢٢۔ ❸ الاحزاب٣٣: ٥٨۔

جب اس نوجوان نے یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے، تو اچانک من جانب اللہ ایک اژدھا مسجد کی چھت سے نیچے گرا، لوگ انتہائی خوف زدہ ہو گئے، اسی اثناء میں وہ حنفی بھاگنے لگا تو سانپ نے اس کا پیچھا کیا، تو ایک آدمی نے کہا:

تُبْ تُبْ فَقَالَ تُبْتُ.❶

اپنے گستاخانہ الفاظ سے توبہ کرو، اس نے کہا: میں نے توبہ کی۔

پھر سانپ ایسا غائب ہوا کہ اس کا نشان تک نہ رہا۔

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيقٌ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّسُولَ ﷺ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنَ حَقٌّ، وَإِنَّمَا أَدّٰى إِلَيْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَنَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّمَا يُرِيدُوْنَ أَنْ يُجَرِّحُوا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوْا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلٰى وَهُمْ زَنَادِقَةٌ.❷

”جب تو ایسے شخص کو دیکھے جو اصحاب رسول کی تنقیص کرتا ہے، تو جان لے کہ وہ زندیق ہے۔ رسول حق ہیں، قرآن حق ہے، بے شک یہ قرآن اور احادیث ہم تک اصحاب رسول نے ہی پہنچائی ہیں، بے شک یہ لوگ ان گواہوں پر جرح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ قرآن اور سنت کو باطل قرار دیں، ان پر جرح کرنا زیادہ بہتر ہے اور یہ زندیق ہیں۔“

گستاخ عورت کا اندھا ہونا

ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ناجائز تہمت لگا دی، حتیٰ کہ آپ کو عدالت میں ذلیل کرنے کا ناپاک ارادہ کیا۔ مروان بن حکم کا دور خلافت تھا، جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو پوچھا: کیا واقعۃً آپ نے اس عورت کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے۔ حضرت

---

❶ سیر اعلام النبلاء للذهبی: والعرف الشذی لانور شاہ۔

❷ الکفایة فی علم الروایة للخطیب البغدادی، ص: ٤٩۔

سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، میں اس عورت کی زمین پر قبضہ کیسے کر سکتا ہوں؟ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ)) ❶

''جس نے ظلم کرتے ہوئے ایک بالشت زمین چھینی، اس کو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

مروان نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو باعزت بری قرار دے دیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بہتان تراش اور زبان دراز عورت کو توبہ نہ کرنے کی وجہ سے بددعا دی:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِيْ دَارِهَا. ❷

''اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے، تو اس کو آنکھوں سے اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا دے۔''

گستاخی کرنے والا شخص آخر عمر میں کیسے ذلیل ہوا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے اعزازات اور کمالات سے نوازا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا تو بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی شکایت لگائی کہ سعد ہمیں اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو سعد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں تو ان کو عین سنت کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں اور نماز کی ادائی میں ہرگز کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے بھی مطمئن تھے، لیکن جواب سن کر مزید مطمئن ہو گئے۔ آپ نے مزید تحقیق کے لیے ایک شخص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کر دیا، وہ مساجد میں جا کر آپ کے بارے میں رائے طلب کرتا اور ہر کوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا۔ البتہ ایک شخص نے گستاخانہ انداز اختیار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگاتے

---

❶ صحیح البخاری: ۲۴۵۲۔ ❷ صحیح المسلم: ۴۱۳۳۔

ہوئے تین باتیں کہیں۔

فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ.

''بلاشبہ سعد لشکر کے ساتھ نہیں جاتا، نہ برابری سے مال تقسیم کرتا ہے اور نہ ہی فیصلے میں انصاف کرتا ہے۔''

اس گستاخ شخص کی تینوں باتیں جھوٹ تھیں، لیکن اس نے آپ کے مقام کو گرانے کے لیے آپ پر الزامات عائد کر دیے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں بددعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهُ وَاَطِلْ فَقْرَهُ وَ عَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ.

''اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے، ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر اور فقر کو لمبا کر دے اور اس کو آزمائشوں میں مبتلا کر۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ گستاخ ادھیڑ عمر میں غربت کی موت مرا اور آخر عمر میں اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے بہت زیادہ ذلیل ہوا کرتا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ اللہ تعالیٰ تو بڑی وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف دینے والے اور ان کے متعلق گستاخانہ انداز اپنانے والے بہت بڑا بوجھ کندھوں پر اٹھاتے ہوئے ذلیل ہوتے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [1]

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں، تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔''

گستاخ کے نتھنوں میں سانپ کا داخل ہونا

ناچاہتے ہوئے گستاخی کا ارتکاب کر لینا کوئی بڑی بات نہیں، انسان بھول جاتا ہے اور

[1] الاحزاب ۳۳: ۵۸۔

شیطان کے ہاتھوں استعمال ہو جاتا ہے۔ اگر بندہ اپنے کیے پر فوراً معافی اور توبہ کا راستہ اختیار کرلے تو وہ عبرت کا نشان بننے سے بچ جاتا ہے، لیکن اگر وہ نیک لوگوں کی تذلیل وتحقیر اور ان کی گستاخی کو اپنا معمول بنالے، تو ایسے شخص کو اللہ جہان والوں کے لیے عبرت بنا دیتا ہے۔
یہی معاملہ ابن زیاد کے ساتھ پیش آیا، یہ بڑا ہٹ دھرم اور گستاخ آدمی تھا، اس بدنصیب شخص نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس پاکیزہ چہرے کی گستاخی کی کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام چوما کرتے تھے اور اس بدبخت نے اس چہرے پہ چھڑی رکھی، جس چہرے پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے بوسے دیا کرتے تھے۔

یہ گستاخ جب بری طرح ذلیل ہو کر قتل کیا گیا، تو اس کی گردن کو کوفے کی جامع مسجد میں لایا گیا، اچانک دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ سانپ آیا اور وہ سب گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اس گستاخ کی گردن کے پاس پہنچا اور نتھنوں میں داخل ہو گیا، کافی دیر تک وہیں رکا رہا، پھر باہر نکلا اور غائب ہو گیا لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور ساری گردنوں کو پھلانگتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور یہی عبرت ناک معاملہ تین بار پیش آیا۔ اللہ اکبر۔ [1]

وہ سب عبرت کا نشان بنے

جناب عبدالرشید عراقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا عبدالرحمٰن عتیق صاحب رحمہ اللہ خطیب مسجد مناینہ وزیر آباد کے پاس بیٹھا تھا، تو فضل کریم رحمہ اللہ جو کہ اس وقت کمیٹی میں ہیڈ کلرک تھے، انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی شان میں بدکلامی کیا کرتا تھا، ایک حجام کو اس پر بہت غصہ آتا، لیکن کچھ کر نہ سکتا، ایک دن وہ شیعہ اس حجام کے پاس حجامت بنوانے آیا، تو اس نے موقع غنیمت جان کر دوران حجامت اس کی شاہ رگ کاٹ دی اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

پولیس آئی حجام کو پکڑ کر لے گئی، اس کے خلاف مقدمہ چلا تو حجام نے کہا کہ میں نے خنزیر قتل کیا ہے، کسی آدمی کو قتل نہیں کیا، دوسری طرف سے اصرار کہ نہیں آدمی قتل کیا ہے۔ یہ حجام اپنے دعویٰ پر پکا رہا، بالآخر جب اس آدمی کی قبر کشائی ہوئی تو اللہ نے اس کی شکل خنزیر کی صورت

---

[1] سنن ترمذی: ۳۷۸۰۔

میں بدل تھی، اس طرح وہ حجام قتل کیس سے بری ہو گیا۔

(۲) یہ واقعہ بھی عراقی صاحب، مولانا عبدالرحمٰن عتیق رحمہ اللہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ خانیوال میں ایک آدمی جس کا نام دیدار علی تھا، وہ ہر روز صبح ایک کاغذ پر جوتے مارا کرتا، اس کے پاس ایک پٹھان ملازمت کرتا تھا، وہ ہر روز یہ منظر دیکھتا اور حیران ہوتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے......؟ ایک دن جب وہ آدمی غسل کر رہا تھا اس ملازم نے وہ صندوق سے کاغذ نکال کر دیکھا، تو اس پر ان پاکباز ہستیوں جناب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء لکھے ہوئے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر اس پٹھان نے ملازمت چھوڑ دی اور اپنے آبائی علاقہ واپس چلا گیا۔

جب اس آدمی کی موت واقع ہوئی، اس کے لواحقین نے یہ فیصلہ کیا اس کی نعش کو ایران لے جا کر دفن کیا جائے، چنانچہ ایک تابوت میں بند کر کے عارضی طور پر دفن کر دیا گیا، اجازت نامہ لیتے لیتے تقریباً چھ ماہ کا عرصہ بیت گیا، جب اجازت ملی تو اس کے تابوت کو نکالا گیا تو کیا دیکھا کہ اس کی صورت مسخ ہو کر خنزیر کی صورت میں بدل چکی ہے۔ جب اس بات کی اطلاع گورنمنٹ کو ہوئی، تو انہوں نے لے جانے سے انکار کر دیا، لہٰذا اسے پھر وہیں دفن کر دیا گیا۔

قارئین کرام! ان پاکباز ہستیوں پر طعن کا بدلہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا، ان لوگوں کو اللہ نے دوسروں کے لیے نشان عبرت بنا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ایسی برگزیدہ ہستیاں ہیں، جن پر اللہ راضی ہے، ان سے جنت کے وعدے کیے ہیں، ان کو ہدایت یافتہ، کامیاب قرآن میں کہا ہے۔ [1]

---

[1] بحوالہ مجلہ المکرم، شمارہ نمبر ۸ / ص ۲۴، ۲۵۔

رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۠﴾ [1]

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحمدل ہیں، تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں سے سجدے کرنے کے اثر سے ہے۔ ان کا یہ وصف تورات میں اور انجیل میں ہے، اس کھیتی کی طرح جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔''

تمہیدی کلمات

حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی وہ نفوس قدسیات ہیں، جن کو اشراف و مراتب اور عظمت و فضیلت سے نوازا گیا۔ جن کی رسول اقدس سے وفاؤں کے تذکرے قرآن میں موجود ہیں اور جن کی پاکیزہ ادائیں آیات بینات کا مظہر

[1] الفتح ۴۸ :۲۹۔

ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو آپس میں تعلق اور باہم محبت تھی، قرآن نے ان کو ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کہہ کر بیان کیا ہے، آیئے دیکھتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کا باہم کیا رشتہ، تعلق تھا خصوصاً جو لوگ خلفاء اربعہ کے متعلق بغض اگلتے ہیں، انہیں بھی اپنی کم علمی کا احساس ہو جائے گا۔

اللہ نے ان کے دل باہم جوڑ دیئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝﴾ [1]

''اور اس نے ان کے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی، اگر تو زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتا، ان کے دلوں کے درمیان الفت نہ ڈال سکتا، لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی ہے، بے شک وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اے ابو بکر! ہمیں آپ پر کوئی غصہ نہیں

ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کے سامنے عذر پیش کیا اور کہا:

وَاللَّهِ مَا كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً قَطُّ، وَلَا كُنْتُ فِيهَا رَاغِبًا، وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ، وَلَكِنِّي أَشْفَقْتُ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَمَا لِي فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ، وَلَكِنْ قُلِّدْتُ أَمْرًا عَظِيمًا مَا لِي بِهِ مِنْ طَاقَةٍ وَلَا يَدَ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ عَلَيْهَا مَكَانِي الْيَوْمَ، فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُونَ مِنْهُ مَا قَالَ وَمَا اعْتَذَرَ بِهِ، قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وَالزُّبَيْرُ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا لِأَنَّا قَدْ أُخِّرْنَا عَنِ الْمُشَاوَرَةِ، وَإِنَّا نَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُولِ

---

[1] الانفال ۸: ۶۳۔

اللّٰہِ ﷺ، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَثَانِيَ اثْنَيْنِ، وَإِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرَفِهِ وَكِبَرِهِ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ.❶

''اللہ کی قسم! میں نے دن رات میں کبھی بھی حکومت کی حرص نہیں کی اور نہ ہی کبھی اس کی خواہش کی اور نہ ہی اللہ عزوجل سے خفیہ اور علانیہ کبھی اس کا سوال کیا ہے۔ میں فتنے سے ڈرتا تھا اور میرے لیے امارت میں کوئی سکون نہیں ہے۔ میرے اوپر ایک عظیم بوجھ ڈال دیا گیا ہے، اللہ کی توفیق کے بغیر اس کی میرے اندر ہمت اور طاقت نہیں ہے، میری خواہش ہے کہ میری جگہ کوئی قوی آدمی ہوتا، مہاجرین نے یہ عذر قبول کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں کوئی غصہ نہیں سوائے اس کے کہ ہمیں مشورہ میں پیچھے رکھا گیا، اور ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کے سب سے زیادہ حقدار جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ وہ صاحب الغار ہیں، ثانی اثنین ہیں ہم ان کے شرف ومنزلت کو سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب حیات تھے، تو اس وقت آپ علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔''

قیس خارفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: سَبَقَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ، وَصَلَّى أَبُوبَكْرٍ، وَثَلَّثَ عُمَرُ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا -أَوْ أَصَابَتْنَا- فِتْنَةٌ، فَمَا شَاءَ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ.❷

''میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: ''رسول اللہ ﷺ چلے گئے پھر آپ علیہ السلام کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، اور تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے پھر ہمیں جو اللہ نے چاہا فتنے نے آلیا۔''

---

❶ المستدرك للحاكم: ٤٤٢٢؛ فضائل الصحابة لاحمدبن حنبل: ٦٢٦۔

❷ مسند احمد: ١٠٢٠، حسن۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔❶

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوہ سے نکاح

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں:

أَسْلَمَتْ أَسْمَاءُ قَدِيْمًا، وَهَاجَرتْ إِلَى الْحَبْشَةِ مَعَ زَوْجِهَا جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، فَولَدَتْ لَهُ بِالْحَبْشَة عَبْدَاللّٰه، وعونًا، ومحَمَّدًا، ثُمَّ هَاجَرتْ إِلَى الْمَدِيْنَة، فَلَمَّا قُتِلَ عَنْهَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ تَزَوَّجَهَا أَبُوبَكْرٍ الصِّدِيْقِ، وَولدتْ لَهُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ، ثُمَّ مَاتِ عَنْهَا فَتَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، فَوَلدتْ لَهُ يَحْيَى، لَا خَلَافَ فِي ذٰلِكَ.❷

''اسماء بہت پہلے مسلمان ہو گئیں تھی اور انہوں نے اپنے خاوند جعفر بن ابو طالب کے ساتھ ہجرت حبشہ کی اور وہاں ان کے بطن سے عبداللہ، عون اور محمد پیدا ہوئے۔ جب جعفر بن ابی طالب کو شہید کر دیا گیا، تو ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، تو آپ کے ہاں ان کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے، پھر ان سے نکاح علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے کیا، تو پھر آپ کے ہاں یحیٰی پیدا ہوئے۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں

سوال کرنے والے نے شیعان علی سے تعلق رکھنے والے عالم الحدیث والفقہ سے سوال کیا:

أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ اَبُوْبَكْرٍ أَمْ عَلِيٌّ فَقَالَ: اَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ: أَتَقُوْلُ هٰذَا وَاَنْتَ مِنَ الشِّيْعَةِ؟

''دونوں میں سے افضل کون ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ؟ تو جواب دیا کہ

---

❶ صحيح بخاري: ٤٢٤٠۔ ❷ اسدالغابة: ١/ ١٢۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ تو سائل نے کہا: آپ یہ جواب دے رہے ہیں، حالانکہ آپ شیعہ ہیں۔ تو جواب میں کہا: وہ سچا شیعہ ہے، جو ایسا کہے۔ اللہ کی قسم! امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ اس منبر پر چڑھے اور فرمایا:

أَلَا أَنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، أَفَكُنَّا نَرُدُّ قَوْلَه؟ أَفَكُنَّا نُكَذِّبُهُ؟ وَاللّٰهِ مَا كَانَ كَذَّابًا.[1]

''سنو! اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کیا ہم آپ کی بات کا رد کر سکتے تھے؟ کیا ہم آپ کی بات کو جھوٹا کہہ سکتے تھے؟ اللہ کی قسم آپ رضی اللہ عنہ جھوٹے نہ تھے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت بیمار ہو گئے، تو کھڑکی سے لوگوں کی طرف سے دیکھا اور کہا: لوگو!

إِنِّي قَدْ عَهِدْتُ عَهْدًا أَفَتَرْضَوْنَ بِهِ؟ فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ رَضِينَا يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا نَرْضَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ.[2]

''میں تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں کیا تم اس پر راضی ہو جاؤ گے، تو جواب میں لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! ہم راضی ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عمر بن خطاب کے سوا (کسی اور پر) راضی نہیں ہیں۔''

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا:

قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: أَبُوبَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.[3]

---

[1] تثبیت دلائل النبوۃ لقاضی عبدالجبار: ١/ ٦٣۔

[2] اسد الغابۃ: ٤/ ١٥٦۔ [3] صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لو کنت متخذا خلیلا: ٣٦٧١۔

''میں نے اپنے والد (حضرت علی) سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر، محمد بن حنفیہ بیان کرتے ہیں پھر میں نے کہا: ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا عمر تو میں ڈر گیا کہ اب کی مرتبہ وہ عثمان کا نام لیں گے، تو میں نے اس لیے کہا، تو پھر آپ؟ آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔''

سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی باہم محبت

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ میں آئے سرکاری اونٹوں کے اندراج کی غرض سے اپنے ساتھ لے گئے، وہاں جا کر دونوں صاحبوں کو تو سایہ دار جگہ میں بٹھا دیا اور خود کڑی دھوپ میں کھڑے ہو کر انہیں اونٹوں کی نشانیاں لکھواتے جا رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ محبت وعقیدت سے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے، عثمان! قرآن پاک میں جو فرمان ہے:

﴿ يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ٘ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴾ ❶

''اے میرے باپ! اسے اجرت پر رکھ لو، کیونکہ سب سے بہتر شخص جسے تو اجرت پر رکھے، طاقتور، امانت دار ہی ہے۔''

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"هٰذَا الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ" ❷

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہم جناب علی رضی اللہ عنہ کے وہ تاریخی الفاظ نقل کر چکے ہیں کہ:

"خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، لَا يَجْتَمِعُ حُبِّي وَبُغْضُ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ" ❸

''رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں بہترین انسان ابوبکر وعمر ہیں، کسی بھی

---

❶ القصص ٢٦:٢٨۔ ❷ تاريخ طبرى: ٣/ ٢٧١ فيه ضعف۔

❸ الأوسط للطبراني وتاريخ الخلفاء للسيوطي، ص: ١٥ فيه ضعف۔

مومن کے دل میں میری محبت اور ان کی عداوت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔"

اسی محبت میں آپ نے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی "عمر" رکھا اور ۱۷ ہجری میں اسی محبت و عقیدت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے، جناب علی نے اپنی لخت جگر سیدہ ام کلثوم کا نکاح ۴۰۰۰۰ درہم کے عوض حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرما دیا۔

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى عَلَى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا فَجَعَلَ الرِّجَالَ يَلُوْنَ الْإِمَامَ، وَالنِّسَاءَ يَلِيْنَ الْقِبْلَةَ، فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَاحِدًا، وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ وُضِعَا جَمِيعًا۔ (1)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو جنازوں پر ایک ساتھ نماز ادا کی، تو مردوں کو امام کے نزدیک کیا اور خواتین کو قبلہ کے پاس کر دیا۔ ان تمام کی ایک صف کی اور حضرت ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی حضرت عمر کی اہلیہ کا جنازہ اور ان کے ایک لڑکے کا جن کو زید کہتے تھے، ایک ساتھ رکھا گیا۔"

میری عمر، عمر رضی اللہ عنہ کو مل جائے

جعفر بن محمد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ بَعَثَ إِلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ، فَقَالَ: يَقُوْلُ لَكُمْ عُمَرُ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَكَانَ ذٰلِكَ عَنْ رِضًا مِنْكُمْ؟ فَتَلَكَّأَ الْقَوْمُ، فَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: لَا، وَدِدْنَا أَنَّا زِدْنَا فِي عُمُرِهِ مِنْ أَعْمَارِنَا۔ (2)

"جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، تو انہوں نے اہل بدر کے اس گروہ کے پاس

---

(1) سنن نسائی، الجنائز، اجتماع جنائز الرجال والنساء: ۱۹۷۸، صحیح۔

(2) حلیۃ الاولیاء: ۳/ ۱۹۹، فضائل الصحابۃ للدارقطنی: ۱۷ فیہ ضعف۔

آدمی بھیجا، جو منبر اور قبر النبی کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے، کیا تم اس کام سے راضی ہو؟ تو قوم نے ہچکچاہٹ کا اظہار کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے: ''ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی عمریں دے کر اس (عمر رضی اللہ عنہ) کی عمر بڑھا لیں۔''

اعمال میں نمونہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ. [1]

''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی چارپائی پر رکھے گئے، تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا، وہ لوگ دعا مانگتے اور استغفار کرتے تھے، اس سے پیشتر کہ جنازہ اٹھایا جائے، میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا کہ یکایک ایک شخص نے میرا شانہ پکڑ لیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا، جو عمل کے اعتبار سے مجھے تم جیسا محبوب ہوتا، اور واللہ میں خیال کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا، اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اکثر و

[1] صحيح بخاري، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي: ٣٦٨٥۔

بیشتر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں تھا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور میں گیا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور میں داخل ہوا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور میں نکلا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (یعنی آپ اپنے ہر کام وفعل میں ان کو شریک رکھتے تھے۔"

ابوحنیفہ احمد بن داود الدینوری شیعی نے اپنی کتاب میں لکھا:

وكان مقدمه الكوفه يوم الاثنين لاثنتى عشره ليله خلت من رجب سنه ست وثلاثين، فقيل له: يا امير المؤمنين، اتنزل القصر؟، قال: لا حاجه لى فى نزوله، لان عمر بن الخطاب كان يبغضه، ولكنى نازل الرحبه، ثم اقبل حتى دخل المسجد الأعظم، فصلى ركعتين، ثم نزل الرحبه.[1]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ چھتیس ہجری رجب کے بارہ دن گزرنے کے بعد سوموار کے دن کوفہ تشریف لائے، پوچھا گیا: اے امیر المومنین! محل میں ٹھہرنا پسند کریں گے؟ تو فرمانے لگے: مجھے اس میں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند فرماتے تھے، میں بغیر مکان کے ہی ٹھہرنا پسند کروں گا، پھر جامع مسجد میں آئے، دو رکعت نماز پڑھی پھر کھلی جگہ پر ہی ڈیرہ لگا لیا۔"

عمر جنتی ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

دخلت على عمر بن الخطاب حين وجأه أبو لؤلؤة وهو يبكي فقلت له ما أبكاك يا أمير المؤمنين قال أبكاني خبر السماء أيذهب بى إلى الجنة أم إلى النار فقلت له أبشر بالجنة فإنى سمعت رسول الله(ﷺ) يقول مالا أحصى سيدا كهول أهل الجنة أبوبكر وعمر وأنعما فقال أشاهد أنت لى يا على بالجنة فقلت نعم وأنت يا حسن فاشهد

---

[1] الاخبار الطوال:١/ ١٥٢۔

علي أبيك رسول الله (ﷺ) أن عمر من أهل الجنة.❶

''میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جب آپ کو ابولؤلؤ فیروز نے زخمی کیا تھا، تو اس وقت آپ رو رہے تھے، میں نے پوچھا اے امیر المومنین! آپ کو کس چیز نے رلا دیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے آسمان کی خبر نے رلا دیا ہے کہ مجھے اب جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یا جہنم کی طرف؟ تو میں نے کہا: آپ کو جنت کی بشارت ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بے شمار مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا: ''ابوبکر و عمر جنتی عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے علی! میرے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہو؟ کہنے لگے: جی ہاں! کہا اے حسن رضی اللہ عنہ! آپ بھی اپنے نانا کی بات کے گواہ بنتے ہو کہ عمر اہل جنت میں سے ہے۔''

حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لایا کرو

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمارے ہاں کسی وقت تشریف لایا کریں۔ ایک بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ ملاقات کے لیے گئے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے، انہوں نے کہا: مجھے بھی اندر جانے کی اجازت نہیں ملی۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنا ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما منعك يا حسين أن تأتيني.

اے حسین! ملاقات کے لیے نہیں آئے، کیا بات ہوئی، تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں فلاں وقت آپ سے ملنے کے لیے گیا تھا، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اس وقت اجازت نہیں ملی تھی، حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا:

وَأَنتَ عِندِيْ مِثْلُهُ أَنتَ عِندِيْ مِثْلُهُ.❷

---

❶ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٤٤/ ١٦٨ (٩٦٧٢)؛ الصحيحة: ٨٢٤ نیز ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنتی عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں کے علاوہ بقیہ حصہ میں ضعف ہے۔

❷ تاريخ دمشق لابن عساكر: ١٤/ ١٧٥۔

''کیا آپ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درجہ میں ہیں؟ اس کا اور مقام ہے اور آپ کا اور مرتبہ ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب لوگوں نے مختلف قسم کی باتیں کرنا شروع کیں تو دفاع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخْبِرْهُمْ أَنَّ قَوْلِي فِي عُثْمَانَ أَحْسَنُ الْقَوْلِ، إِنَّ عُثْمَانَ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ.❶

''ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق میرے عمدہ قول کے متعلق آگاہ کر دیں۔ یقیناً عثمان ان لوگوں میں سے تھے، جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، پھر وہ متقی بنے اور ایمان لائے، پھر وہ متقی بنے اور انہوں نے نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ دِينِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَرَّأَ مِنَ الْإِيمَانِ.❷

''جو شخص عثمان رضی اللہ عنہ کے دین سے برأت کا اظہار کرتا ہے، تو وہ یقیناً ایمان سے بری ہو گیا۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان سے بے پناہ محبت فرماتے، ان کی نسبت سے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی ''عثمان'' رکھا۔ قدم قدم پر ان کے صدق وصفا کی گواہی دیتے۔ ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں سورۃ الانبیاء کی اس آیت کو تلاوت فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾❸

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة: ۳۷۷۵۷۔

❷ الاستیعاب لابن عبدالبر: ۳/ ۱۰٤٤۔ ❸ الانبیاء ۲۱: ۱۰۱۔

”نیکیوں میں سبقت لے جانے والے جہنم سے دور ہٹا دیے گئے۔“

اس آیت کو تلاوت فرما کر آپ نے فرمایا: ”عُثْمَانُ مِنْهُمْ“ ان خوش نصیبوں میں ہی حضرت عثمان ہیں۔ ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ شہادت عثمان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَءُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ. ❷

”اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے تیری طرف اپنی براءت کو پیش کرتا ہوں۔“

عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان کے نکاح میں حضرت جعفر کی پوتی

ابن قتیبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد کے تذکرے میں آپ کے بیٹے ابان کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات لکھی کہ

وَكَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كَلْثُوْمِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ. ❸

”اور اس کے پاس (نکاح میں) ام کلثوم بنت عبداللہ ابن جعفر تھیں۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے کے نکاح میں

وأم القاسم بنت الحسن بن الحسن، شقيقة مليكة، تزوجها مروان بن أبان بن عثمان بن عفان، فولدت له محمدًا. ❹

”حضرت ملیکہ کی سگی بہن ام قاسم بنت حسن بن حسن سے مروان بن ابان بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا، تو ان کے ہاں پھر محمد بیٹے کی پیدائش ہوئی۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا جب مفسدین نے محاصرہ کیا، تو اس وقت حضرت

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۵۲، ۳۲۰۴۳۔

❷ فضائل صحابة: ۱/ ۴۵۲، ۷۲۷۔

❸ المعارف لابن قتيبه: ۱/ ۲۰۱۔

❹ جمهرة انساب العرب لابن حزم: ۱/ ۴۲۔
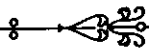
عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع لیے جو لوگ آگے بڑھے، ان میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے، جس کا ذکر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تاریخ کی کتاب میں کیا ہے۔

وَجُرِحَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ جِرَاحَاتٍ كَثِيرَةً، وَكَذٰلِكَ جُرِحَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ.❶

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بہت سے زخم لگے اور اسی طرح حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکم بھی زخمی ہوئے۔''

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰﴾❷

''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے، جنہوں نے ایمان لانے میں پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی عملی تفسیر کی ایک مثال

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں میرا ایک عزیز بھی لڑائی میں شریک تھا، جب شام ہوگئی اور ہر طرف سے زخمیوں کے کراہنے کی آواز آنے لگی، تو میں اپنے اس بھائی کی تلاش میں پانی لے کر نکلا، مجھے ایک جگہ وہ پانی کی التجا کرتا نظر آ گیا میں نے فی الفور پانی اس تک پہنچایا، ابھی وہ پینے ہی والا تھا کہ قریب سے ایک زخمی کی آواز آئی، اس نے کہا: پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلاؤ، میں جب اس کے پاس پانی لے کر پہنچا، تو قریب تھا کہ وہ اپنی تڑپتی جان کو پانی سے تسکین دیتا، قریب سے ایک اور کراہتی آواز بلند ہوئی کہ ہے، کوئی پانی پلانے والا؟ اس صحابی نے بھی پانی چھوڑ دیا کہ پہلے میرے اس

---

❶ البداية والنهاية: ۷/ ۲۱۰۔

❷ الحشر ۵۹: ۱۰۔

بھائی کو پلا آؤ، حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ جب تیسرے شخص کے پاس پہنچے تو وہ جام شہادت نوش کر چکا تھا، آپ پچھلے کے پاس لپکے تو وہ بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرما چکے تھے۔ آپ پہلے صحابی کی طرف دوڑے، مگر وہ بھی رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی عملی تفسیر پیش فرما کر جام کوثر پینے جنت کو سدھار چکے تھے۔ [1]

---

[1] بحوالہ الاستیعاب تذکرہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل۔

اہل بیت اور ان کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ﴾ [1]

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔''

تمہیدی کلمات

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اہل بیت میں محمد ﷺ، علی، فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم ہیں، یعنی عرف عام میں جنہیں کچھ لوگ پنج تن پاک کا نام دیتے ہیں۔ اور انہی کی محبت کے دعویدار ہیں، جب کہ حقیقت میں ان پانچ سے بھی ان کی عقیدت و محبت نہیں ہے۔ اور امہات المومنین کو اہل بیت سے خارج کر دیا جاتا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیٹی اہل بیت میں شامل ہو اور ماں نہ ہو۔ ایک بہن شامل ہو دوسری نہ ہو۔ دو نواسے تو شامل ہوں اور باقی نواسے اور نواسیاں نہ ہوں، یہ بات عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ ذیل میں اس کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں کہ اہل بیت میں سب سے پہلے بیویاں ہیں، پھر اولاد اور پھر آگے ان کی اولاد۔

اہل بیت کون؟

علامہ زبیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْأَهْلُ لِلرَّجُلِ: زَوْجَتُهُ وَيَدْخُلُ فِيهِ الْأَوْلَادُ، وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُهُ

---

[1] الاحزاب ۳۳: ۳۳۔

تَعَالَی: وَسَارَ بِأَهْلِهِ (أَیْ زَوْجَتِهِ وَأَوْلَادِہٖ).❶

آدمی کے اہل سے مراد اس کی زوجہ ہے اور اس میں اولاد بھی شامل ہے۔ اور یہی تفسیر اللہ کے اس فرمان کی کی گئی ہے۔ ''اور وہ اپنے اہل یعنی اپنی زوجہ اور اولاد کو لے کر چلے۔''

یہ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جب آپ علیہ السلام شعیب کے پاس اپنی مدت ملازمت پوری کر کے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر واپس اپنے وطن جا رہے تھے۔ یہاں اہل بیوی اور اولاد کے لیے بولا گیا ہے۔

شیعہ مفسر طبرسی نے مجمع البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ باھله سے مراد بیوی ہے۔

ابن منظور نے لسان العرب میں (اہل) کی بحث کے ضمن میں لکھا ہے:

اهل البیت سکانه واهل الرجل اخص الناس به واهل بیت النبی ازواجه وبناته وصهره.

''اہل بیت سے مراد اس کے رہائشی ہوتے ہیں اور اہل الرجل سے مراد جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس کے ساتھ خاص ہوں اور اہل بیت النبی سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج، بیٹیاں اور داماد ہیں۔''

جب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کو بیٹے اسحاق علیہ السلام اور پوتے یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری فرشتوں نے سنائی تو اس نے تعجب کا اظہار کیا تو فرشتوں نے کہا:

﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝﴾❷

''انہوں نے کہا: کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے اہل بیت! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا اور بڑی شان والا ہے۔''

---

❶ تاج العروس للزبیدی: ۲۸/ ۴۱۔ ❷ ھود ۱۱: ۷۳۔

اس آیت میں اہل بیت سے مراد بیوی ہے۔قرآن میں چار مقامات پر اہل بیت کے لفظ آئے ہیں، سب جگہوں پر اس سے مراد بیویاں ہی ہیں۔

احادیث میں بھی یہ الفاظ ازواج کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، اس وقت آپ ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا)) [1]

''اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے؟ جو میری حمایت کرے اس آدمی کے مقابلے میں جس نے میرے گھر والوں پر تہمت لگا کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنے گھر والوں کو پاکدامن ہی سمجھتا ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو میں بھی اس ولیمہ میں شریک تھا، جب دعوت ولیمہ سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے پاس جاتے اور فرماتے:

((سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَيَقُولُونَ: بِخَيْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ فَيَقُولُ: بِخَيْرٍ)) [2]

تم پر سلامتی ہو اے اہل بیت تم کیسے ہو؟ تو وہ جواب میں کہتے: اے اللہ کے رسول! خیریت سے ہیں، آپ نے اپنے اہل (زینب رضی اللہ عنہا) کو کیسا پایا تو آپ جواب میں کہتے بہتر پایا ہے۔

اہل بیت النبی سے اصلی اور حقیقی طور پر آپ کی بیویاں مراد ہیں، لیکن وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے آپ کی اولاد، نواسے، نواسیاں بچے اور داماد اور ان کے بیٹے بھی شامل ہیں۔اس سے ملتا جلتا لفظ ایک آل ہے جس کا مفہوم اہل سے زیادہ وسیع ہے، اس میں بیٹے، بیٹیوں کے ساتھ

---

[1] صحیح بخاری، تفسیر القرآن، باب ﴿لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَٰتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ (النور ٢٤: ١٢) إِلَى قَوْلِهِ: ﴿الْكَٰذِبُونَ﴾: ٤٧٥٠۔

[2] صحیح مسلم، النکاح، باب فضیلة اعتاقه امته، ثم یتزوجها: ١٣٦٥۔

پیروکار بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

بیویوں کو اہل بیت میں قرآن نے شامل کیا ہے اور حضرت علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم نبی کے فرمان کے باعث اہل بیت میں شامل ہیں۔

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ ❶

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ میرے گھر میں نازل ہوئی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي))

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں'' اور یہ بھی ترجمہ کیا جاتا ہے کہ اے اللہ! ان کو میرے اہل بیت میں شامل فرما دے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اے اللہ رسول!

((مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟))

''میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟''

((قَالَ: إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي)) ❷

تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تو بہترین اہل ہے اور یہ لوگ بھی اہل بیت ہیں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ الاحزاب ٣٣: ٣٣، ٣٤۔ ❷ المستدرك للحاكم: ٢/ ٤٥١(٣٥٥٨)۔

((أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ)) ❶

''تو اپنی جگہ پر رہ اور تو خیر پر ہے (یعنی جو خیر ان کو اہل بیت میں شامل ہونے کے بعد ملی ہے، وہ خیر تیرے پاس پہلے ہی ہے)''

ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ پر سیاہ رنگ کی اونی چادر تھی، حسن آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس میں داخل کر لیا، پھر حسین آئے وہ بھی داخل ہو گئے، پھر فاطمہ آئیں ان کو بھی اس میں داخل کر لیا، پھر علی آئے، ان کو بھی اس میں داخل کر لیا، رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ❷

جہاں حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل بیت میں شامل ہیں، وہاں دوسرے نواسے اور نواسیاں بھی شامل ہیں۔

نواسیاں بھی اہل بیت میں شامل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موتیوں کا ایک ہار تحفے میں آیا، آپ نے فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ))

''میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اسے دوں گا، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

تو ازواج مطہرات کہنے لگیں کہ یہ تو ابو قحافہ کی بیٹی کو ملے گا۔

فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. ❸

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار امامہ بنت زینب بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں

---

❶ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ الاحزاب: ۳۲۰۵، صحیح۔

❷ الاحزاب۳۳: ۳۳؛ صحیح مسلم، الفضائل، باب فضائل اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۶۱۔(۲۴۲۴) ❸ مسند احمد: ۲۶۲۴۹۔

ڈال دیا۔"

جن کے اوپر صدقہ حرام ہے، وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں

حضرت حصین بن سبرۃ نے صحابیٔ رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ ❶

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ اے زید! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت میں نہیں ہیں، کہنے لگے آپ کی ازواج بھی اہل بیت میں سے ہیں، لیکن اہل بیت میں وہ بھی ہیں، جن پر صدقہ استعمال کرنا حرام ہے۔ پوچھا وہ کون ہیں؟ کہنے لگے، حضرت علی کا خاندان، حضرت عقیل کا خاندان، حضرت جعفر کا خاندان اور حضرت عباس کا خاندان سائل نے پھر پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہنے لگے جی ہاں!"

خالد بن سعید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک گائے صدقہ کی بھیجی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ واپس کردی اور فرمایا:

إِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔ ❷

"ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔"

ازواج مطہرات کے خرچ کا بندوبست مال خمس (پانچواں حصہ) سے کیا جاتا تھا اور مال غنیمت میں سے خمس اللہ اور اس کے رسول کا حصہ ہے، جیسا کہ قرآن میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي

---

❶ صحيح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم باب من فضائل علي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ: (٢٤٠٨) ❷ مصنف ابن ابي شيبة: ١٠٧٠٨۔

﴿الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ ❶

''اور جان لو بے شک تم جو بھی غنیمت حاصل کرو، تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے، اور قرابت داروں، اور یتیموں، اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے صدقہ کی ایک کھجور پکڑ لی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی زبان میں فرمایا:

((كِخْ كِخْ، أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)) ❷

''نکال دو، نکال دو کیا تمہیں پتہ نہیں؟ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما دونوں نے مشورہ کیا کہ عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ نبی علیہ السلام سے درخواست کریں کہ ہمیں صدقہ پر امیر مقرر کریں، تاکہ ملنے والی اجرت سے اپنے نکاح کا بندوبست کرسکیں، چنانچہ عبدالمطلب اور فضل بن عباس دونوں نبی علیہ السلام کے پاس اس وقت حاضر ہوئے، جب آپ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تھے، تو یہ دونوں پہلے ہی آپ کے حجرے کے پاس پہنچ گئے، نبی علیہ السلام نے ہمارے کانوں سے پکڑ کر فرمایا: کہو جو کہنا چاہتے ہو ہم بھی نبی علیہ السلام کے ساتھ حجرے میں داخل ہو گئے، اس دن آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم بات کرو، پھر ایک نے بات شروع کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر نیکی کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، ہم نکاح کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، ہم آپ کے پاس آئے ہیں، تاکہ آپ ہمیں صدقہ وصول کرنے پر عامل مقرر کر دیں اور ہمیں وظیفہ ملے، جو لوگوں کو ملتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی دیر خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ ہم نے ارادہ کیا کہ آپ سے دوبارہ بات کریں، مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پردے کے پیچھے سے ہمیں بات کرنے سے اشارے کے ساتھ منع کر رہی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ الانفال ۸: ۴۱۔

❷ صحیح بخاری، الجهاد والسير، باب من تكلم بالفارسية والرطانة: ۳۰۷۲۔

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ)) [1]

''بے شک صدقہ آل محمد کے لیے جائز نہیں کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔''

پھر آپ نے مَحْمِيَة (دیا جو کہ خمس کے مال پر نگران مقرر تھے) اور نوفل بن حارث کو بلانے کا حکم دیا، تو وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے، آپ ﷺ نے محمیہ کو فضل بن عباس سے اور نوفل کو عبدالمطلب بن ربیعہ سے اپنی اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا اور محمیہ سے فرمایا کہ ان کا حق مہر مال خمس سے اتنا اتنا ادا کر دو۔

اہل بیت کے عمومی فضائل

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک خم نامی جگہ ہے، جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی، اس کے بعد فرمایا: سنو! میں ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کی طرف سے پیغام آ جائے اور میں اس کو قبول کر لوں (موت کا پیغام) میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔

((أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ))

''ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ کتاب اللہ کے بارے میں لوگوں کو ابھارا اور اس کی کی طرف رغبت دلائی۔''

پھر فرمایا:

((وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي)) [2]

''میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے

---

[1] صحيح مسلم، الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة: ١٠٧٢۔

[2] صحيح مسلم، فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل علي بن ابي طالب رضي الله عنه (٢٤٠٨)

میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں۔"

اہل بیت سے بغض رکھنے والا جہنمی ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَا یُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَیْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ)) ❶

"اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم اہل بیت سے جو بغض رکھتا ہے، اللہ اس کو آگ میں داخل فرمائے گا۔"

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہونے لگے، تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سواری کی لگام تھامنا چاہی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نبی کے چچازاد بھائی! ایسا نہ کرو، تو وہ جواب میں کہنے لگے، ہمیں اپنے علماء کا احترام اسی طرح کرنے کا حکم ملا ہے، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے ہاتھ نکالیں تو انہوں نے اپنے ہاتھ نکالے، تو حضرت زید نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہمیں اہل بیت نبی کے ساتھ اسی طرح ادب واحترام کرنے کا حکم ملا ہے۔ ❷

ازواج مطہرات کے عمومی فضائل

لغت عرب میں لفظ زوج ایک جیسی اور متساوی اشیاء پر بولا جاتا ہے۔ جیسے "زوجا خف" جراب کے دونوں پاؤں۔ ایک جیسے ہونے کی دلیل:

﴿اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ ❸

قرآن مجید میں جہاں کسی عورت کو کسی مرد کا زوج بتایا گیا ہو، وہاں ان میں ظاہری اور باطنی اتحاد ہے، یعنی ان کے ایمان اور صالحیت میں بھی مشابہت ہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں ہے وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں نیک بھی ہیں اور مومنہ بھی۔ جہاں ایسی بات نہیں تو وہاں لفظ امراۃ استعمال ہوا ہے۔ امراۃ نوح، امراۃ

---

❶ السلسلة الأحاديث الصحيحة: ٢٤٨٨؛ صحيح ابن حبان: ٢٩٧٨۔

❷ البداية والنهاية: ٨/ ٣٣١۔ ❸ الصافات ٣٧: ٢٢۔

لوط، امراۃ فرعون ان میں ایک اگر مومن ہے، تو دوسرا نہیں ان میں یکسانیت نہیں، لہٰذا ان کے لیے لفظ امراۃ بولا گیا ہے، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں رحمۃ للعالمین: جلد دوم ازواج النبی کے فضائل۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ❶

"اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے گھر والو! تم سے گندگی دور کردے اور تمہیں پاک کردے خوب پاک کرنا۔"

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ ❷

"اے نبی کی بیویو! تم کسی عام عورت کی طرح نہیں ہو۔"

امہات المومنین کے دو اجر

یہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں، ایک تو ان کے لیے اجر دو ہیں:

﴿وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا﴾ ❸

"اور تم میں سے جو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرے اور نیک عمل کرے، اسے ہم دوبارا اجر عطا کریں گے اور ہم نے اس کے لیے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔"

امہات المومنین سے نکاح حرام

دوسرا یہ کہ عام عورتوں کے خاوندوں کے فوت ہونے کے بعد ان سے دوسرے نکاح کر سکتے ہیں، لیکن ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

﴿مَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ ❹

---

❶ الاحزاب۳۳: ۳۳۔ ❷ الاحزاب۳۳: ۳۲۔

❸ الاحزاب۳۳: ۳۱۔ ❹ الاحزاب۳۳: ۵۳۔

''اور تمہارے لیے یہ لائق نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرو، بے شک یہ بات ہمیشہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔''

ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں

انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ ﴾ ❶

''نبی علیہ السلام کا مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

امہات المومنین کے لیے اجر عظیم کا وعدہ

جب نبی کی بیویوں نے دنیاوی متاع کا رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا، تو اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ ﴾ ❷

''اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر تم دنیا کی زیب وزینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ، میں تمہیں سامان دے دوں اور اچھے طریقے سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ، رسول اور آخرت کو پسند کرو، تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے روک دیا گیا

جب انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے رسول کو اختیار کرتی ہیں، تو اللہ نے انہیں انعام یہ دیا کہ ان کے بعد کسی اور عورت سے نکاح کرنے سے رسول اللہ ﷺ کو منع فرمادیا:

﴿ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ

---

❶ الاحزاب ۳۳: ۶۔ ❷ الاحزاب ۳۳: ۲۸، ۲۹۔

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴾ ❶

”آپ کے لیے اس کے بعد عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان کے بدلے اور بیویاں کر لیں، اگرچہ ان کا حسن آپ کو اچھا لگے، مگر جو ملک یمین ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي مِنْ بَعْدِي))

”تم میں سے بہترین وہ ہے، جو میرے بعد میرے اہل کے لیے بہتر ہوگا۔“

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں:

((أَنَّ أَبَاهُ وَصَّى لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بَعْدَهُ بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ)) ❷

”ان کے باپ (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حق میں ایک باغ کی وصیت کی تھی، جو ان کی وفات کے بعد چالیس ہزار دینار میں بیچا گیا۔“

اس دور میں یہ مالیت کئی کروڑوں میں بنتی ہے۔

اہل بیت کے خصوصی فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ ﴾ ❸

”یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

نبی علیہ السلام کی عمر مبارک جس وقت پچیس سال ہوئی، تو حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بن

❶ الاحزاب ٣٣: ٥٢۔

❷ المستدرك للحاكم: ٥٣٥٩؛ الصحيحة: ١٨٤٥۔ ❸ الاحزاب ٣٣: ٦۔

اسد نے ان کا نکاح محمد ﷺ سے چھ اونٹ حق مہر کے عوض کیا، اس وقت ان کی عمر چالیس تھی، اس سے قبل ان کا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا تھا، جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس کی وفات کے بعد دوسرا نکاح ابو ہالہ ہند بن نباش تمیمی سے ہوا۔

نبی علیہ السلام کی ابراہیم کے سوا تمام اولاد انہیں کے بطن سے ہوئی۔

مردوں اور عورتوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا ذَكَرَ خَدِيجَةَ أَثْنَى عَلَيْهَا، فَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ، قَالَتْ: فَغِرْتُ يَوْمًا، فَقُلْتُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَذْكُرُهَا حَمْرَاءَ الشِّدْقِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا، قَالَ: ((مَا أَبْدَلَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنَتْ بِي إِذْ كَفَرَ بِي النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ، وَرَزَقَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِي أَوْلَادَ النِّسَاءِ)) [1]

”نبی ﷺ حضرت خدیجہ کا تذکرہ جب بھی کرتے تھے، تو ان کی خوب تعریف کرتے تھے، ایک دن مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا کہ آپ کیا اتنی کثرت کے ساتھ ایک سرخ مسوڑھوں والی عورت کا ذکر کرتے رہتے ہیں جس کے بدلے میں اللہ نے آپ کو اس سے بہترین بیویاں دے دیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی، وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی، جب لوگ کفر کر رہے تھے، میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے، اپنے مال سے میری ہمدردی اس وقت کی، جب کہ لوگوں نے مجھے اس سے دور رکھا، اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد عطا فرمائی، جبکہ میری دوسری بیویوں سے میرے یہاں اولاد نہ ہوئی۔“

پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد جب نبی علیہ السلام گھبرائے ہوئے گھر آئے، تو حضرت

[1] مسند احمد: ٢٤٨٦٤، صحیح۔

خدیجہ نے آپ کو تسلی دی۔

((لَقَدْ خَشِيْتُ عَلَى نَفْسِي)) فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيْكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ.❶

''مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہونے لگا ہے۔'' تو جواباً حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی پریشان نہیں کرے گا، کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، آپ درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے وسیلہ لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان کی خدمت و تکریم کرتے ہیں اور ظالم و زور آور غاصبوں کے دباؤ کے باوجود آپ حق کا ساتھ دیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ: ((هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ، أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ، وَلَا نَصَبَ))❷

''جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کے پاس کھانا لے کر آئی ہیں، ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہہ دیجئے اور موتی کے ایک محل کی خوشخبری سنا دیجئے، جس میں شور و غل نہ ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔''

نبی علیہ السلام اکثر ان کا تذکرہ فرماتے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:

مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، مَا غِرْتُ عَلَى

❶ صحيح بخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء......: ٣ (٣٣٩٢)۔ ❷ صحيح بخاري، المناقب، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله عنها: ٣٨٢٠۔

خَدِيْجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ، فَيَقُوْلُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ)). ❶

مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی پر نہیں آتا تھا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ بکثرت ان کا ذکر فرماتے اور اکثر آپ ﷺ کوئی بکری ذبح فرماتے۔ پھر اس کے ایک ایک عضو کو جدا فرماتے، پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے جلنے والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپ ﷺ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت ہے ہی نہیں۔ تو آپ ﷺ فرماتے: ''ہاں! وہ ایسی ہی تھیں اور انہیں سے میرے اولاد ہوئی ہے۔''

نبی علیہ السلام ان کی سہیلیوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بڑھیا نبی ﷺ کے پاس آئی، آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جثامہ مزنیہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تو حسانہ مزنیہ ہے۔ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تمہاری کیسے گزر رہی ہے؟

بِخَيْرٍ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا خَرَجَتْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تُقْبِلُ عَلَى هٰذِهِ الْعَجُوْزِ هٰذَا الْإِقْبَالَ قَالَ: ((إِنَّهَا كَانَتْ تَأْتِيْنَا أَيَّامَ خَدِيْجَةَ، وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ)) ❷

کہنے لگی: خیریت ہے، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ جب وہ عورت چلی گئی، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس عورت کی طرف اتنی توجہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہمارے پاس خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں

---

❶ صحیح بخاری، المناقب، باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلہا رضی اللہ عنہا: ۳۸۱۸۔ ❷ الاستیعاب: ۴/ ۱۸۱۰؛ الصحیحۃ: ۲۱۴۔

آیا کرتی تھی اور حسن عہد ایمان کا حصہ ہے۔"

نبی علیہ السلام کے عقد میں تقریباً پچیس سال رہیں اور دس نبوت میں وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

دس نبوت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تھا، ان کا پہلا نکاح سکران بن عمرو بن عبدود کے ساتھ ہوا تھا، جو کہ ان کی دعوت پر مسلمان ہوگئے تھے۔ انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت حبشہ کی وہاں ان کے خاوند فوت ہوگئے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دونوں کی عمر پچاس سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خولہ بنت حکیم جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ شادی نہیں کریں گے، آپ نے پوچھا کس سے؟ تو کہنے لگیں، اگر آپ کنواری دوشیزہ سے کرنا چاہتے ہیں، وہ بھی ہے، اگر بیوہ سے کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: "کنواری کون؟" تو کہا: جو آپ کو ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کی بیٹی عائشہ، پوچھا: بیوہ کون ہے؟ تو کہنے لگیں:

سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، آمَنَتْ بِكَ، وَاتَّبَعَتْكَ عَلَى مَا أَنتَ عَلَيْهِ قَالَ: ((فَاذْهَبِي فَاذْكُرِيهَا عَلَيَّ)).[1]

سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لا چکی ہے، جو آپ کی اطاعت گزار ہے، آپ نے فرمایا: "جاؤ! اس سے میرے بارے میں بات کرو۔"

میں اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہوں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا:

يَا ابْنَ أُخْتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقَسْمِ، مِنْ مُكْثِهِ عِنْدَنَا، وَكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ

[1] مجمع الزوائد: ٥٢٨٥۔

يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا، فَيَدْنُو مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ، حَتَّى يَبْلُغَ إِلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيتَ عِنْدَهَا وَلَقَدْ قَالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ: حِينَ أَسَنَّتْ وَفَرِقَتْ أَنْ يُفَارِقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا.❶

''اے بھانجے رسول ﷺ اپنی ازواج کو تقسیم میں یعنی ہمارے پاس رہنے میں ایک دوسرے پر فوقیت نہیں دیتے تھے (بلکہ برابری کرتے تھے) اور ایسا دن کبھی کبھی آتا تھا کہ جب آپ ﷺ ہم سب کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں، اور ہر ایک سے قربت نہ کرتے ہوں بجز جماع کے، یہاں تک کہ آپ ﷺ جب اس بیوی کے پاس پہنچتے جس کی باری ہوتی، تو رات میں اس کے پاس رہتے۔ جب سودہ بنت زمعہ بوڑھی ہوگئیں اور یہ خیال ہوا کہ کہیں آپ ﷺ ان کو چھوڑ نہ دیں (یعنی طلاق نہ دیدیں) تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو بخش دی، جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔''

یہ نبی علیہ السلام کی صحبت میں چودہ سال رہیں اور بہتر سال کی عمر میں انیس ہجری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوا اور رخصتی ہجرت مدینہ کے تقریباً سات ماہ بعد ماہ شوال میں ہوئی، اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چون سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.❷

---

❶ سنن ابی داود، النکاح، باب فی القسم بین النساء: ۲۱۳۵، صحیح۔

❷ صحیح بخاری، النکاح، باب انکاح الرجل ولده الصغار: ۵۱۳۳۔

”آپ ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ برس کی تھی اور نو سال کی عمر میں مجھ سے خلوت کی گئی اور نو برس تک میں آپ ﷺ کے نکاح میں رہی، پھر آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔“

نکاح کا فیصلہ خدائی تھا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ جِبْرِيلَ، جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ [1]

”جبرائیل ایک مرتبہ ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ یعنی عائشہ آپ کی دنیا آخرت میں بیوی ہیں۔“

نبی ﷺ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور لوگوں کا آپ کی محبت کا پاس رکھنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ، فَقُولِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَمَا كَانَ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَتِ الْكَلَامَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ أَيْنَمَا كُنْتَ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذَلِكَ۔ قَالَ: ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا)) [2]

---

[1] سنن ترمذی، المناقب، باب من فضل عائشة رضی اللہ عنہا: ۸۰، صحیح۔

[2] سنن ترمذی، ابواب المناقب باب من فضل عائشة رضی اللہ عنہا: ۳۸۷۹، صحیح۔

لوگ میری باری کا انتظار کیا کرتے تھے کہ جس دن حضور ﷺ ان کے پاس ہوتے تو اسی دن ہدیہ لاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سوکنیں سب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جمع ہوئی اور کہنے لگیں اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا لوگ تحائف بھیجنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی اس طرح خیر خواہی چاہتی ہیں جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو کہو کہ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوں وہیں ہدایا بھیجا کریں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ لیکن جب تیسری مرتبہ بھی یہی بات کی تو آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ! تم مجھے عائشہ کے متعلق تنگ نہ کیا کرو۔ اس لیے کہ اس کے علاوہ تم سے کسی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔''

اس کے بعد ازواجِ مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سلسلہ میں بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟ [1]

''اے بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی، جس سے میں محبت کرتا ہوں۔''

جبرائیل کا سلام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشُ، هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ)) [2]

''اے عائشہ! جبرائیل تجھے سلام کہہ رہے ہیں، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اس پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔''

نبی ﷺ کی صحبت میں نو سال رہیں، تریسٹھ سال کی عمر میں ستاون ہجری میں وفات پائی۔

[1] صحیح بخاری: ۲۵۸۱۔

[2] صحیح بخاری، المناقب، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا: ۳۷۶۸۔

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

نبی علیہ السلام نے شعبان تین ہجری کو پچپن سال کی عمر میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر بائیس سال تھی۔ آپ سے قبل ان کا نکاح خنیس بن حذافہ السلمی سے ہوا تھا، جو کہ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی۔

جب بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کی درخواست کی، تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شادی کی درخواست کی، تو وہ کہنے لگے آج کل میرا دل نہیں مانتا کہ میں شادی کروں۔ ان دونوں پر ناراض ہوئے اور آزردہ ہو گئے اور اپنا معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ، وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ- ثُمَّ خَطَبَهَا، فَزَوَّجَهُ عُمَرُ- وَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ عُثْمَانَ بِابْنَتِهِ رُقَيَّةَ بَعْدَ وَفَاةِ أُخْتِهَا- وَلَمَّا أَنْ زَوَّجَهَا عُمَرُ، لَقِيَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَاعْتَذَرَ، وَقَالَ: لَا تَجِدْ عَلَيَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ قَدْ ذَكَرَ حَفْصَةَ، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّهُ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَتَزَوَّجْتُهَا)) [1]

''حفصہ سے وہ نکاح کرے گا، جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کا نکاح اس سے ہوگا، جو حفصہ سے بہتر ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح کر دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے عذر پیش کیا اور کہا کہ مجھ سے ناراض نہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح نہ کرتے تو میں کر لیتا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۸۔

((طَلَّقْتَ حَفْصَةَ وَهِيَ صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ، وَهِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ، فَرَاجِعْهَا)) ❶

''آپ نے حفصہ کو طلاق دے دی ہے، جبکہ وہ بہت روزے دار، شب زندہ دار ہیں اور وہ آپ کی جنت میں بھی زوجہ ہیں، آپ اس سے رجوع فرمائیں۔''

نبی علیہ السلام کی خدمت میں آٹھ سال رہیں اور اکتالیس ہجری کو انسٹھ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ان کا پہلے نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا، جو کہ جنگ احد میں شہید ہو گئے، اس کے بعد ان کا نکاح تین ہجری میں تیس سال کی عمر میں نبی علیہ السلام سے ہوا، اس وقت نبی علیہ السلام کی عمر پچپن سال تھی۔

تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ وَهِيَ أُمُّ الْمَسَاكِينِ، سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِكَثْرَةِ إِطْعَامِهَا الْمَسَاكِينَ، وَهِيَ مِنْ بَنِي (هِلَالِ بْنِ) عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَتُوُفِّيَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَيٌّ لَمْ تَلْبَثْ مَعَهُ إِلَّا يَسِيْرًا. ❷

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، جو کہ ام المساکین ہیں۔ انہیں یہ لقب اس لیے ملا کہ یہ مساکین کو بہت کھانا کھلایا کرتی تھیں اور ان کا تعلق بنو ہلال بن صعصعہ قبیلہ سے تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حیات تھے کہ یہ فوت ہو گئیں اور بہت تھوڑا عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں۔''

تین ہجری میں ہی تقریباً تین ماہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر فوت ہو گئیں۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ ہند رضی اللہ عنہا

ان کے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شدید زخمی ہوئے، انہی زخموں کی وجہ سے اپنے

---

❶ المستدرك للحاكم: ٤١٧ (٦٧٥٤)؛ الصحيحة: ٢٠٠٧، حسن۔

❷ مجمع الزوائد: ١٥٣٥٧، رجاله ثقات۔

خالق حقیقی سے جا ملے۔ان کے بعد چار ہجری میں چوبیس سال کی عمر میں ان کا نکاح نبی علیہ السلام سے ہوا، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً چھپن سال تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے پاس سے آئے بڑے خوش تھے، کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اناللہ۔۔۔ پڑھتا ہے پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فُعِلَ ذٰلِكَ)) بِهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوسَلَمَةَ اسْتَرْجَعْتُ وَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ لِي خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟[1]

''اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر وثواب عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما، تو اسے یہ دونوں چیزیں عطا فرمادی جائیں گی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس دعا کو یاد کرلیا۔جب میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، یعنی ابوسلمہ کا تو میں نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر یہ دعا مانگی، پھر میں دل میں سوچنے لگی کہ مجھے ابوسلمہ سے بہتر آدمی کون ملے گا؟''

نبی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بھیجا تو ان کا نکاح نبی علیہ السلام سے ہوگیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی آدمی فوت ہوجاتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے، اس کے بعد اس کی عورت فوت ہوتی ہے، وہ بھی اگر جنتی ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اکٹھا فرمادیتے ہیں۔ایسے ہی اگر عورت پہلے فوت ہوجائے اور خاوند بعد میں فوت ہو۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، آؤ عہد کرتے ہیں کہ تو میرے بعد اور میں تیرے بعد کسی سے شادی نہیں کریں گے۔ کہنے لگے کیا میری بات مانوں گی۔ کہنے لگیں جو آپ کا حکم ہو اس کی اطاعت کروں گی۔تو ابوسلمہ کہنے لگے جب میں فوت ہوجاؤں، تو شادی کرلینا ساتھ ہی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

---

[1] مسند أحمد: ١٦٣٤٤۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ أُمَّ سَلَمَةَ بَعْدِي رَجُلًا خَيْرًا مِنِّي لَا يُحْزِنُهَا وَلَا يُؤْذِيهَا۔

''اے اللہ! ام سلمہ کو میرے بعد ایسا خاوند دینا، جو مجھ سے بہتر ہو، جو اس کو نہ پریشان کرے اور نہ تکلیف دے۔''

جب ابوسلمہ فوت ہوئے، ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بھیجا، تو آپ سے نکاح ہوا۔ ❶

سات سال نبی علیہ السلام کی خدمت میں رہیں اور اسی سال کی عمر میں ساٹھ ہجری کو یزید بن معاویہ کے دور میں وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ مِنْ أَجْمَلِ النِّسَاءِ وَأَشْرَفِهِنَّ نَسَبًا، وَكَانَتْ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. ❷

''یہ تمام عورتوں سے بڑھ کر خوبصورت اور نسب میں معزز تھیں اور امہات المومنین میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔''

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نبی علیہ السلام سے قبل ان کا نکاح آپ علیہ السلام کے متبنیٰ بیٹے زید بن حارثہ سے ہوا تھا، نباہ نہ ہونے کی بنا پر نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ ہجری میں ستاون سال کی عمر میں جب سیدہ زینب کی عمر اس وقت چھتیس سال تھی نکاح کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَاءِ. ❸

---

❶ طبقات ابن سعد: ۸/ ۸۸۔ ❷ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۰۔

❸ صحیح بخاری، التوحید، باب ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ (هود: ۷)، ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (التوبة: ۱۲۹): ۷۴۲۱۔

''حجاب کی آیت زینب بنت جحش کے متعلق نازل ہوئی اور اس دن آپ نے روٹی اور گوشت ان کے ولیمہ میں کھلایا اور نبی ﷺ کی تمام بیویوں پر وہ فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر ہی کر دیا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ. ❶

''یہ وہ تھیں جو مرتبہ میں نبی ﷺ کی ازواج میں سے میرے برابر تھیں۔''

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فخر سے کہا کرتی تھیں:

زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ. ❷

''تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کیے ہیں اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر کیا ہے۔''

شب زندہ دار تھیں

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا الْحَبْلُ؟)) قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)) ❸

ایک دفعہ نبی ﷺ تشریف لائے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان رسی کھنچی ہوئی ہے، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''یہ رسی کیسی ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ زینب کی رسی ہے۔ جب وہ تھکان محسوس کرتی ہیں، تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں اسے کھول دو! تم میں سے ہر شخص اپنی خوشی

---

❶ صحیح بخاری: ۴۱۴۱۔

❷ صحیح بخاری، التوحید، باب: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ (هود: ۷)، ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (التوبة: ۱۲۹): ۷۴۲۰۔ ❸ صحیح بخاری، التہجد: ۱۱۵۰۔

کے ساتھ نماز پڑھے، جب سستی معلوم ہو تو بیٹھ جائے۔''

نبی علیہ السلام کی رفاقت میں چھ سال رہیں، اکاون سال کی عمر میں بیس ہجری کو مدینہ میں فوت ہوئیں۔

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

ایک سردار کی بیٹی تھیں، ان کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا۔ نبی علیہ السلام سے ان کا نکاح بیس سال کی عمر میں شعبان پانچ ہجری کو ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ستاون سال تھی۔

غزوہ مریسیع یعنی بنی مصطلق میں قیدی بن کر آئیں، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی غلامی میں تھیں، انہوں نے ثابت سے (نو اوقیہ سونے کے عوض) مکاتبت کر لی کہ میں اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جاتی ہوں۔ انہوں نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَهَلْ لَكِ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟)) قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ))

''کیا تجھے اس سے بہتر معاملہ پسند ہے؟'' کہتی ہیں اللہ کے رسول وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تیری مکاتبت ادا کر کے تجھ سے نکاح کر لیتا ہوں۔''

کہنے لگیں کہ ٹھیک ہے کہ جب لوگوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا ہے، تو انہوں نے تمام قیدی آزاد کر دیے، اور کہنے لگے کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ.[1]

---

[1] سنن ابی داود، کتاب العتق، باب فی بیع المکاتب اذا فسخت الکتابة: ۳۹۳۱، -حسن-

''ہم نے اس سے بڑھ کر کوئی عورت نہیں دیکھی، جو اپنی قوم کے لیے برکت کا سبب بنی ہو، اس کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کو آزاد کر دیا گیا۔''

یہ لوگ آزاد بھی ہوئے اور انہوں نے اسلام بھی قبول کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رَأَيْتُ قَبْلَ قُدُوْمِ النَّبِيِّ ﷺ بِثَلَاثِ لَيَالٍ كَأَنَّ الْقَمَرَ أَقْبَلَ يَسِيْرُ مِنْ يَثْرِبَ حَتَّى وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا سُبِيْنَا رَجَوْتُ الرُّؤْيَا، فَلَمَّا أَعْتَقَنِي وَتَزَوَّجَنِي.❶

''میں نے نبی ﷺ کی آمد سے تین راتیں قبل خواب دیکھا کہ ایک چاند یثرب سے آ رہا ہے اور میری گود میں آ گرا ہے، میں نے لوگوں کو اس کی خبر دینا مناسب نہ سمجھا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے، جب ہمیں قیدی بنا لیا گیا، تو میں نے خواب کے پورا ہونے کی امید کی آپ ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کر لیا۔''

نبی علیہ السلام کی رفاقت میں تقریباً چھ سال رہیں، چھپن ہجری کو اکہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا خاوند عبیداللہ بن جحش تھا، جو کہ حبشہ جا کر مرتد ہو گیا تھا، تو ان کا نکاح شاہ حبشہ نے کیا، اس وقت ان کی عمر چھتیس سال تھی اور نبی علیہ السلام کی عمر ستاون سال تھی۔ یہ چھ ہجری کی بات ہے۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ حبشہ میں فوت ہو گیا۔

فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ

❶ المستدرك للحاكم: ٦٧٨١۔

وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيْلَ ابْنِ حَسَنَةَ.❶
”نجاشی نے اس کا نکاح نبی ﷺ سے کر دیا اور اس کا حق مہر چار ہزار اپنی طرف سے ادا کیا اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔“

بعض روایات میں نجاشی کے خطبہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

ابوسفیان جب مدینہ آئے، تو اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر آئے:

فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ طَوَتْهُ دُوْنَهُ۔ فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَرَغِبْتِ بِهٰذَا الْفِرَاشِ عَنِّي، أَمْ بِيْ عَنْهُ؟❷
”جب وہ بیٹھنے لگا تو انہوں نے نبی ﷺ کا بستر لپیٹ دیا، تو اس نے پوچھا کہ بیٹی! یہ بستر میرے شایان شان نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟“

قَالَتْ: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَأَنْتَ امْرُؤٌ نَجِسٌ مُشْرِكٌ.
کہنے لگیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ نجس اور مشرک ہیں۔

نبی علیہ السلام کی رفاقت میں تقریباً چھ سال رہیں، بہتر سال کی عمر میں چوالیس ہجری میں وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے دوسرا کنانہ بن ابی الحقیق سے اور تیسرا سترہ سال کی عمر میں سات ہجری کو رسول اللہ ﷺ سے ہوا، اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک انسٹھ سال تھی۔

جنگ خیبر میں جب قیدی آئے تو دحیہ کلبی آئے، کہنے لگے، اللہ کے رسول! مجھے ایک لونڈی عنایت فرما دیں، آپ نے فرمایا: ”جاؤ لے لو۔“ انہوں نے صفیہ بنت حیی کا انتخاب کیا، ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

---

❶ سنن ابی داود، النکاح، باب الصداق: ۲۱۰۷، صحیح۔
❷ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۳۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ؟ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ.

اے اللہ کے نبی! آپ نے حیی جو قریظہ اور بنو نضیر کا سردار ہے کی بیٹی، دحیہ کے حوالے کر دی ہے؟ وہ صرف آپ کے لیے ہی مناسب ہے۔

آپ نے فرمایا: ''اسے بلاؤ۔'' جب نبی علیہ السلام نے صفیہ کو دیکھا، تو دحیہ سے فرمایا: ''اس کے علاوہ کوئی اور لے لو۔''

وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.❶

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کیا اور اس سے شادی کر لی، ثابت نے ابوحمزہ سے پوچھا کہ اسے حق مہر کیا دیا تھا؟ اس نے کہا کہ اسے آزاد کیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ (یعنی آزادی ہی حق مہر ٹھہری)۔''

نبی علیہ السلام نے ان کے چہرے پر نیل پڑا دیکھا، تو پوچھا:

((مَا هٰذِهِ الْخُضْرَةُ بِعَيْنَيْكِ؟))۔ قَالَتْ: قُلْتُ لِزَوْجِي: إِنِّي رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ قَمَرًا وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَلَطَمَنِي وَقَالَ: أَتُرِيدِينَ مَلِكَ يَثْرِبَ؟❷

''آپ کی آنکھوں پر یہ نیل کیسا ہے؟ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں اتر آیا ہے۔ تو اس نے مجھے تھپڑ دے مارا اور کہا: کیا یثرب کے بادشاہ کے خواب دیکھتی ہے؟''

تقریباً چار سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہیں، پچاس سال کی عمر میں پچاس ہجری میں فوت ہوئیں۔

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر سے ہوا جلد ہی ان میں علیحدگی ہوگئی، پھر ان کا

---

❶ صحيح مسلم، النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته، ثم يتزوجها: ٨٤_ ١٣٦٥۔

❷ مجمع الزوائد: ١٥٣٧٣؛ الصحيحة: ٢٧٩٣۔

نکاح ابورہم سے ہوا، وہ بھی فوت ہو گیا۔ سات ہجری ذیقعدہ میں چھتیس سال کی عمر میں نبی علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا، اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر انسٹھ سال تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تَزَوَّجَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ.[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت ہم دونوں ہی محرم نہ تھے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا:

إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلّٰهِ وَ أَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ.[2]

"یہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی ہیں۔"

تقریباً چار سال نبی علیہ السلام کی رفاقت میں رہیں، اسی سال کی عمر میں اکاون ہجری کو وفات پائی۔

اہل بیت کے خصوصی فضائل

اہل بیت میں جہاں بیویاں شامل ہیں، وہاں ساتھ اولاد بھی شامل ہے۔ نبی علیہ السلام کی اولاد حقیقی میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

بیٹے

قاسم: یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں۔ نبوت سے تقریباً گیارہ سال قبل پیدا ہوئے۔ ابن سعد کے مطابق ان کی عمر دو سال تھی۔ نبی علیہ السلام کی کنیت بھی انہیں کے نام پر ابوالقاسم تھی۔ عرب لوگ جب کسی کو محبت سے بلاتے تو کنیت سے پکارتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، فرمانے لگے: "اسلام قبول کر لو۔" اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو کہ وہاں موجود تھا کہنے لگا:

أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَقُوْلُ:

---

[1] سنن ابی داود، النکاح، باب المحرم یتزوج: ۱۸۴۳، صحیح۔
[2] الاصابۃ: ۸۳۲۴۔

الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ.❶

''اطاعت کرا بوالقاسم ﷺ کی، پھر وہ مسلمان ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے، شکر ہے اس اللہ کا جس نے اسے آگ سے بچالیا۔''

عبداللہ: انہی کے لقب طیب وطاہر تھے۔ اسی بات کو ترجیح ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب زادالمعاد میں دی ہے۔ نبوت کے بعد ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور مکہ میں ہی وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورۂ کوثر عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ایک دفعہ نبی ﷺ سے مسجد کے دروازے پر ملا اور مسجد میں داخل ہو گیا، وہاں مسجد (مسجد حرام) میں قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے:

من الذی کنتَ تُحدِّث؟

کس سے باتیں کر رہا ہے۔۔؟

کہنے لگا اس ابتر سے یعنی نبی علیہ السلام سے، اس سے قبل نبی علیہ السلام کے بیٹے عبداللہ فوت ہوئے تھے۔❷

ابراہیم: یہ آپ علیہ السلام کی لونڈی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

یہ لونڈی مصر کے بادشاہ نے بطور ہدیہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی تھی۔ ام بردہ بنت المنذر نے انہیں دودھ پلایا، ابھی ایام رضاعت میں تھے کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ابوسیف قین (لوہار) کے پاس جو کہ ابراہیم کو دودھ پلانے والی کے خاوند ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو اٹھایا، بوسہ دیا اور پیار کیا۔ پھر اس کے بعد گئے، تو ابراہیم حالت نزع میں تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی۔۔! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن یہ تو شفقت اور رحمت

---

❶ صحیح بخاری، الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات، هل یصلی علیه، وهل یعرض علی الصبی الإسلام:١٣٥٦۔ ❷ زاد المسیر: ٤٤٩٨۔

ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ)) [1]

''اگرچہ آنکھیں روتیں ہیں، دل پریشان ہے، مگر ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے، جس سے ہمارا رب ناراض ہو اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ابراہیم کی جدائی میں غم زدہ ہیں۔''

بیٹیاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ﴾ [2]

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں، یہ امر ان کے لیے موجبِ شناخت (و امتیاز) ہوگا، تو کوئی اُن کو ایذا نہ دے گا۔''

زینب رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی عمر تیس سال تھی، جب یہ پیدا ہوئیں، اپنی والدہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوگئیں۔ ان کا نکاح ہجرت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابو العاص سے ہوا تھا۔ جنگ بدر میں قیدی ہو کر آئے، قید سے رہائی پانے کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہجرت کی اجازت دے دے گا، نبی علیہ السلام نے زید بن حارثہ کو انہیں لینے بھیجا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ انہیں کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا:

((هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ)) [3]

''یہ میری بہت اچھی بیٹی ہے، اسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ: انا بك لمحزونون: ۱۳۰۳۔

[2] الاحزاب ۳۳: ۵۹۔ [3] المستدرك للحاكم: ۶۸۳۶۔

ابوالعاص جب مسلمان ہوئے تو نبی علیہ السلام نے پہلے نکاح پر ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دے دیا۔ ❶

آٹھ ہجری کو مدینہ میں فوت ہوئیں۔

ان کی اولاد میں علی اور امامہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین میں لکھا ہے کہ یہی علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن نبی علیہ السلام کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے۔ بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا. ❷

''رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرتے تو امامہ بنت ابی العاص بن ربیعہ بن عبد الشمس کو اٹھا لیتے اور جب سجدہ کرتے تو اسے نیچے اتار دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ قِلَادَةُ جَزْعٍ، فَقَالَ: لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ فَقَالَتِ النِّسَاءُ: ذَهَبَتْ بِهَا ابْنَةُ أَبِي قُحَافَةَ، فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. ❸

رسول اللہ ﷺ کو ایک دفعہ کسی نے ایک ہار ہدیہ دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہ ہار اپنے اہل وعیال میں اسے دوں گا، جس سے مجھے محبت ہو گی۔'' آپ ﷺ کی بیویوں کا خیال تھا کہ آپ یہ ہار ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ کو دیں

---

❶ مسند احمد: ۲۳۶۶، حسن۔ ❷ صحیح بخاری، الصلاۃ، باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلاۃ: ۵۱۶۔ ❸ مسند احمد: ۲۶۲۴۹۔

گے، مگر آپ نے وہ ہار امامہ بنت زینب کے گلے میں ڈال دیا۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح انہیں سے ہوا تھا۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: نبی علیہ السلام کی عمر مبارک تینتیس سال تھی، جب یہ پیدا ہوئیں۔ مکہ میں ہی ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور لوگوں میں یہ بات مشہور تھی:

أَحْسَنُ زَوْجَيْنِ رَآهُمَا إِنْسَانٌ: رَقِيَّةُ وَ زَوْجُهَا عُثْمَانُ. [1]

"انسانوں کا بہترین جوڑا (اس سرزمین پر) رقیہ اور عثمان ہیں۔"

جنگ بدر کے موقع پر نبی علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑا تھا کیونکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں، جب واپس پلٹے تو ان کی تدفین ہو رہی تھی۔ اس وقت ان کی عمر اکیس سال تھی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا: تین ہجری میں ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں، تو انہوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے درخواست کی نکاح کر لیں، جب معاملہ نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ، وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ))

"حفصہ سے وہ شادی کرے گا، جو عثمان سے بہتر ہوگا اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہوگی۔"

تو نبی علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔ [2]

ان سے اولاد نہیں ہوئی، انہوں نے چھ ہجری میں وفات پائی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا: جنگ بدر کے بعد ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جبریل ہر سال

---

[1] الاصابة: ٨ ١٧٨ ـ [2] مصنف ابن ابی شیبة: ٣٢٠٦٢ـ

میرے ساتھ قرآن کا ایک بار دور کرتے تھے، اس بار دو بار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور تو میرے اہل بیت میں سے سب پہلے مجھے ملے گی، کہتی کہ میں رو پڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ)) ❶

"کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں یا مومنہ عورتوں کی سردار ہو، تو وہ ہنسنے لگیں۔"

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)) ❷

"فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کر دیا۔"

ان سے حضرت حسن، حضرت حسین، ام کلثوم، زینب پیدا ہوئے اور محسن اور رقیہ کے نام بھی ملتے ہیں، مگر یہ چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ اپنے اوپر ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ جس پر کجاووں یا ہانڈیوں کے نقش بنے ہوئے تھے:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ❸

"اسی دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی اس چادر کے اندر کر لیا پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، تو وہ بھی چادر کے اندر داخل ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں

---

❶ صحيح بخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام: ٣٦٢٤۔

❷ صحيح بخاري، المناقب، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ومنقبة فاطمة عليها السلام بنت النبي ﷺ: ٣٧١٤۔ ❸ الأحزاب ٣٣: ٣٣۔

کرلیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں کرلیا پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾'' ❶

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد وفات پاگئیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بروز منگل ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو وفات پائی، اس وقت ان کی عمر چوبیس سال تھی۔ ❷

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور چوتھے خلیفہ راشد ہیں، نبی علیہ السلام کے چچازاد بھائی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے بار بار جنت کی بشارت سنائی، ان میں ہمارے ممدوح جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا چوتھا نمبر ہے۔ ان کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فرامین ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ)) ❸

''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے، علی، عمار اور سلمان۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

خَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) ❹

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے کا حکم دیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے عورتوں اور

---

❶ صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل أهل بيت النبي صلی اللہ علیہ وسلم: ٢٤٢٤۔ ❷ سير أعلام النبلاء: ٢/ ١٢١، ١٢٢۔

❸ صحيح الجامع للالبانی: ١٥٩٨۔ ❹ صحيح بخاری، المغازی: ٤٤١٦۔

بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے نزدیک ایسے ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون کا مقام تھا؟ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت جنوری ۶۶۱ء بمطابق ۲۰ رمضان ۴۰ھ کو ہوئی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

ایک شخص نے حضرت حسن کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، تو کہنے لگا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا:

آپ کے ساتھ ستر ہزار لوگ مرمٹنے کے لیے تیار تھے، لیکن آپ نے خون بہانا پسند نہیں کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی۔

سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلَى إِقَامَةِ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ.

"حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کے معاملہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور کتاب اللہ اور سنت رسول پر بیعت کر لی۔"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ بھی دیا، اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا:

زیادہ دانش مند وہ ہے، جو متقی و پرہیز گار ہو، زیادہ عاجز وہ ہے، جو فاجر و نافرمان ہو، خلافت کے مسئلہ میں میرے اور معاویہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ میں اس کا زیادہ حق دار ہوں یا وہ، پھر فرماتے ہیں:

تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِيْنَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ.[1]

"مسلمانوں کی اصلاح اور ناحق خون بہنے کے ڈر سے، میں نے اس خلافت کو چھوڑ دیا ہے۔"

---

[1] فتح الباری فی الفضائل قوله باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی ان ابنی هذا لسید۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

شعبان چار ہجری میں پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی، ان کی شکل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی۔ جنتی شہزادے ہیں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں مقام کربلا میں شہید ہوئے، تو ایک بدبخت نے لوگوں کے سامنے خوشی سے ان کی موت کی خبر دی، اللہ نے اسے دنیا میں ہی سزا دے کر عبرت کا نشان بنا دیا۔ [1]

[1] تہذیب التہذیب: ۲۳۵۴۔

سیدنا حسنین کریمین شریفین رضی اللہ عنہما

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ [1]

''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔''

تمہیدی کلمات

ماہ محرم میں بہت سے دشمنان اسلام اور دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں، اسی لیے محبان صحابہ رضی اللہ عنہم کا حق ہے کہ وہ شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً اہل بیت اور شہید کربلا کا ذکر خیر کریں اور ان کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کریں، آج کے خطبہ میں ہم ریحانۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سید اشباب اہل الجنۃ کا تذکرہ کریں گے۔

فضائل حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتنے دن بعد حاضر ہوتے ہو؟ عرض کیا: اتنے دنوں سے میرا آنا جانا چھوٹا ہوا ہے، اس پر وہ بہت ناراض ہوئیں، میں نے کہا: اچھا اب جانے دیجئے، میں آج ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں گا، ان سے اپنی اور آپ کی مغفرت کی دعا کرنے کے لیے کہوں گا۔ میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء تک نماز میں مشغول رہے اور پھر عشاء پڑھ کر لوٹے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سنی:

((مَنْ هٰذَا، حُذَيْفَةُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ

---

[1] الاحزاب ۳۳: ۳۳۔

لَكَ وَلِأُمِّكَ؟)) قَالَ: ((إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ❶

تو پوچھا: ''کون ہے؟ حذیفہ!'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: ''تمھیں کیا کام ہے؟ اللہ تمھاری اور تمھاری والدہ کی مغفرت کرے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک ایسا فرشتہ جو آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، آج اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ خوشخبری دینے کے لیے آنے کی اجازت چاہی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار اور حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔''

ابن ابی نعیم روایت کرتے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ آپ سے ایک شخص نے مچھر کے خون کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: تو کہاں کا باشندہ ہے؟ اس نے کہا کہ عراق کا رہنے والا ہوں، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

انْظُرُوْا إِلَى هَذَا، يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ، وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)). ❷

اس آدمی کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے متعلق پوچھتا ہے، حالانکہ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے فرزند (یعنی حسین) کو قتل کیا اور میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی ﷺ کو بچے کی پیدائش کی خبر معلوم ہوئی تو تشریف لائے اور فرمایا:

---

❶ ترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۸۱ صحیح۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته: ۵۹۹۴۔

((أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ:((بَلْ هُوَ حَسَنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ حَرْبًا. قَالَ: ((بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: ((بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُونَ شَبَّرُ، وَشَبِيرُ، وَمُشَبِّرٌ)) ❶

''مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: حرب، فرمایا: ''نہیں، اس کا نام حسن ہے۔'' پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھ دیا، اس موقع پر بھی نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ ''مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'' میں نے پھر عرض کیا: حرب، فرمایا: ''نہیں اس کا نام حسین ہے۔'' تیسرے بیٹے کی پیدائش پر بھی اسی طرح ہوا، اور نبی ﷺ نے اس کا نام بدل کر محسن رکھ دیا، پھر فرمایا کہ ''میں نے ان بچوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بچوں کے نام پر رکھے ہیں، جن کے نام شبر، شبیر اور مشبر تھے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، تو آپ کے ساتھ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھی تھے ایک کندھے پر ایک اور دوسرے کندھے پر دوسرے تھے۔

وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً، وَيَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً، حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْنَا، فَقَالَ: لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ تُحِبُّهُمَا، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي)) ❷

---

❶ مسند احمد: ۷٦۹، حسن۔

❷ مسند احمد: ۹٦۷۳ صحیح، ; الحاکم: ٤۷۷۷۔

نبی کریم ﷺ کبھی ایک کو بوسہ دیتے اور کبھی دوسرے کو اسی طرح چلتے ہوئے نبی کریم ﷺ ہمارے قریب آ گئے ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی، پھر جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو پوچھا:

مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: ((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)).[1]

یہ کیا چیز آپ ﷺ نے لپیٹ رکھی ہے، آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن وحسین ہیں، جو آپ ﷺ کی دونوں کوکھوں پر تھے (یعنی آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں (حکما) میرے بیٹے ہیں اور (حقیقۃً) میری بیٹی کے بیٹے ہیں، خداوندا! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔

فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہما، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا، فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ:

---

[1] سنن ترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم ۳۷۶۹، حسن۔

((صَدَقَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ❶ رَأَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ)) ❷

اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما گرتے پڑتے ادھر آ نکلے، اس وقت وہ سرخ دھاری والا کرتہ پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر منبر سے اترے اور ان کو گود میں اٹھالیا اور پھر منبر پر چڑھ گئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال واولاد آزمائش ہیں، میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر خطبہ فرما دیا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے۔

فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، أَقْعَدَهُمَا عَلَى فَخِذَيْهِ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا: ((الْحَقَا بِأُمِّكُمَا)). قَالَ فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتَّى دَخَلَا. ❸

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں گئے تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کود کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر چڑھ گئے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہیں اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آہستہ سے پکڑ لیا اور انہیں زمین پر اتار دیا اور ساری نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سجدے میں جاتے، تو یہ دونوں ایسا ہی کرتے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے اور انہیں اپنی ران پر بٹھالیا میں کھڑا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ التغابن ٦٤: ١٥۔ ❷ سنن ابی داود، الجمعة ،باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث ١١٠٩ صحيح۔ ❸ مسند احمد: ١٠٦٦٩، حسن۔

میں ان دونوں کو چھوڑ آؤں؟ اسی لمحے ایک روشنی کوندی اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ''اپنی امی کے پاس چلے جاؤ'' اور وہ روشنی اس وقت تک رہی جب تک وہ اپنے گھر میں داخل نہ ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَقَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہما بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ. ❶

''رسول کریم ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا دو مینڈھوں سے عقیقہ فرمایا (یعنی دو مینڈھے عقیقہ میں ذبح فرمائے)۔''

حضرت ایاس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ، حَتّٰى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ. ❷

''میں اس سفید خچر کو لے کر چلا، جس پر اللہ کے نبی ﷺ اور حضرت حسن اور حضرت حسین سوار تھے، یہاں تک کہ میں اسے کھینچ کر نبی ﷺ کے حجرہ تک لے گیا، ان میں سے ایک آپ ﷺ کے آگے اور ایک پیچھے تھا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ اپنے اوپر ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ جس پر کجاووں یا ہانڈیوں کے نقش سیاہ بالوں سے بنے ہوئے تھے۔

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ❸

---

❶ سنن نسائی، العقیقة، باب کم یعق عن الجاریة: ٤٢١٩، صحیح۔ ❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: ٢٤٢٣۔

❸ الأحزاب ٣٣: ٣٣؛ صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل أهل بیت النبی ﷺ: ٢٤٢٤۔

''اسی دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی اس چادر کے اندر کرلیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر کے اندر کرلیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں کرلیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں کرلیا، پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حج کے موقع پر اپنی اونٹنی قصوی پر سوار ہو کر عرفات کے میدان میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي)) [1]

''اے لوگو! میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر انہیں پکڑے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک قرآن مجید اور دوسرے میرے اہل بیت۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا دونوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اپنا ترکہ زمین فدک اور آمدنی خیبر سے مانگنے لگے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد ﷺ اپنی گزر اوقات کے لیے اس میں سے لے سکتے ہیں، اور فرمانے لگے:

وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [2]

''اللہ کی قسم! میں رسول اکرم ﷺ کے رشتہ داروں سے سلوک کرنے کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔''

---

[1] ترمذی، المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ: ۳۷۸۶، صحیح۔

[2] صحیح بخاری، المغازی، باب حدیث بنی النضیر، ومخرج رسول اللہ ﷺ إليهم فی دية الرجلين، وما أرادوا من الغدر برسول اللہ ﷺ: ۳۵۰۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْحَسَنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ.❶

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک نبی ﷺ کے مشابہ ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نچلے حصے میں نبی ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔''

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ، وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))❷

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا: ''جو مجھ سے محبت کرے گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں، ان کے والدین (یعنی علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما) سے بھی محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میری جگہ میں ہوگا۔''

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ.❸

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسن بن علی کی ولادت کے وقت ان کے کان میں اذان دیتے ہوئے دیکھا، جس طرح نماز میں اذان دی جاتی ہے۔''

تین ہجری نصف رمضان کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

---

❶ مسند احمد: ٧٧٤، حسن۔ ❷ ترمذی: ٣٧٣٣؛ مسند احمد: ٥٧٦، ضعیف۔

❸ سنن ترمذی، أبواب الأضاحی، باب الأذان فی أذن المولود: ١٥١٤، حسن۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا، نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کوئی بات کرتے تھے اور نہ ہی میں نے آپ سے کوئی بات کی، یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا:

((أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟)) يَعْنِي حَسَنًا فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى، حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ)) [1]

''کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟'' یعنی حضرت حسن۔ تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لیے اور ان کو خوشبوں کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے، لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے، آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن ایک دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔''

اسامہ بن زید سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے: ''اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا. [2]

''اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ایک

---

[1] صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: ٢٤٢١۔ [2] صحیح بخاری، الأدب، باب وضع الصبی علی الفخذ: ٦٠٠٣۔

گندم گوں طویل قد کا آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعَهُ فِي حَبْوَتِهِ يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهُ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا حَدَّثْتُكُمْ.❶

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے بھی محبت کرے اور حاضرین غائبین تک یہ پیغام پہنچا دیں اور اگر نبی کریم ﷺ نے پختگی کے ساتھ یہ بات نہ فرمائی ہوتی تو میں تم سے کبھی بیان نہ کرتا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بنو قینقاع کے بازار میں میرے ہاتھ سے سہارا لگائے ہوئے نکلے، وہاں کا چکر لگا کر نبی کریم ﷺ جب واپس آئے تو جائے نماز پر بیٹھ گئے اور پوچھا:

((أَيْنَ لَكَاعُ؟ ادْعُوا لِي لَكَاعًا)) فَجَاءَ الْحَسَنُ، فَاشْتَدَّ حَتَّى وَثَبَ فِي حَبْوَتِهِ، فَأَدْخَلَ فَمَهُ فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ ثَلَاثًا))

''بچہ کدھر ہے، اسے میرے پاس بلاؤ۔'' تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے، آپ نے اس کے منہ کو بوسہ دیا پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس کو بھی اپنا محبوب بنا لے، جو اس سے محبت رکھے۔ تین بار آپ نے یہ فرمایا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنِي.❷

''جب بھی میں حسن کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے

---

❶ مسند احمد: ٢٣١٠٦، صحیح۔ ❷ مسند احمد: ١٠٨٩١، حسن۔

ہیں۔"

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مسجد سے نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (اٹھا کر) کندھوں پر بٹھالیا اور کہا:

بِأَبِی، شَبِیْهٌ بِالنَّبِیِّ لاَ شَبِیْهٌ بِعَلِیٍّ وَعَلِیٌّ یَضْحَكُ.❶

"میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں (یہ سن کر) حضرت علی مسکرا رہے تھے۔"

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے آئے، نبی علیہ السلام نے ان کو پکڑا اور انہیں بوسہ دیا اور فرمایا:

((إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ مَحْزَنَةٌ))❷

"بلاشبہ اولاد کنجوسی، بزدلی اور بے چینی کا سبب بنتی ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا:

نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَنِعْمَ الرَّاکِبُ هُوَ)).❸

اے لڑکے! تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوار بھی تو بہترین ہے۔"

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جانب اور فرما رہے تھے:

((ابْنِی هٰذَا سَیِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ یُصْلِحَ بِهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ

---

❶ صحیح بخاری، المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۵۴۲۔

❷ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۵۶؛ المستدرك للحاكم: ٤٧٧١، حسن۔

❸ ترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۸٤، ضعیف۔

الْمُسْلِمِيْنَ)) ❶

”میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو فریقوں کے درمیان صلح کرادے۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ کٹ مرنے کے لیے ستر ہزار لوگ موجود تھے، لیکن آپ نے خون بہانا پسند نہیں کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ شرائط پر صلح کر لی:

سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلَى إِقَامَةِ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ. ❷

”حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کا معاملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم رکھنے پر بیعت کر لی۔“

صلح ہو جانے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا ماحاصل یہ ہے:

زیادہ دانش مند وہ ہے، جو متقی اور پرہیز گار ہے۔ زیادہ عاجز وہ ہے، جو فاجر و نافرمان ہے۔ خلافت کے مسئلہ میں میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا کہ اس کا زیادہ حق دار کون ہے۔

تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِيْنَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ. ❸

”میں نے مسلمانوں کی خیر خواہی اور خون بہنے کے خوف کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔“

حضرت مساور کہتے ہیں، جس دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کے دروازے پر کھڑے دیکھا۔

يَبْكِي، وَيُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! مَاتَ الْيَوْمَ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. ❹

”آپ رو رہے تھے اور بلند آواز سے کہہ رہے تھے، آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

❶ صحيح بخاري، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما: ٣٧٤٦۔

❷ فتح الباري: ١٣/ ٦٣۔ ❸ فتح الباري: ١٣/ ٦٣۔

❹ سیر اعلام النبلاء: ٣/ ٢٧٧؛ تهذيب التهذيب: ٢/ ٣٠١۔

محبوب فوت ہو گئے ہیں۔‘‘

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا، تو اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ مجھے میرے باپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کرنا۔

إِلَّا أَنْ تَخَافُوْا الدِّمَاءَ، فادفنِّي فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ.

’’ہاں! اگر خون خرابے کا خطرہ ہو، تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔‘‘

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسلحہ سے لیس ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ یہاں خون بہہ جائیں گے۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بقیع قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ [1]

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

لَمَّا وُلِدَ أَذَّنَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي أُذُنِهِ. [2]

’’جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی۔‘‘

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ)) [3]

’’جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے، تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔‘‘

حضرت سعید بن راشد سے مروی ہے کہ یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت طعام کے لیے نکلے۔ حسین گلی میں کھیل رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (حضرت حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگے، نبی ان کو ہنساتے رہے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، آپ نے ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٣٤٤۔

[2] اسد الغابة: ٢/ ٢٤۔ [3] السلسلة الصحيحة: ٤٠٠٣۔

دوسرا سر کے اوپر رکھا اور بوسہ لیا فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)) ❶

''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔''

یعنی حسین رضی اللہ عنہ میری اولاد سے ہیں اور میں ان کے آباء سے ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو ابن زیاد (ان کی آنکھ اور ناک میں) مارنے لگا اور آپ کی خوبصورتی میں اعتراض کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ. ❷

''آپ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے سر اور ڈاڑھی میں وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔''

حضرت عمارہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر رحبہ کی مسجد میں ڈال دیے گئے تو میں بھی وہاں گیا۔ جب وہاں پہنچا تو لوگ کہنے لگے:

قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّؤُسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ. ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ، قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. ❸

''وہ آ گیا وہ آ گیا۔ دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا، جو آیا سروں میں ہوتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد نکلا اور چلا گیا یہاں تک کہ

---

❶ سنن ابن ماجة، افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابة والعلم فضل الحسن والحسين ابنى على بن أبى طالب ﷺ: ١٤٤، حسن۔

❷ صحيح بخارى، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين ﷺ: ٧٤٨۔

❸ سنن ترمذى، أبواب المناقب: ٣٧٨٠، صحيح۔

غائب ہو گیا۔ پھر لوگ کہنے لگے، وہ آ گیا وہ آ گیا، اس نے دو یا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔"

عبداللہ بن نجی کے والد ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، ان کے ذمے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وضو کی خدمت تھی، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی کے قریب پہنچے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکار کر فرمایا: ابو عبداللہ! فرات کے کنارے پر رک جاؤ، میں نے پوچھا کہ خیریت ہے؟ فرمایا میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو غصہ دلایا، خیر تو ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں؟ فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِی جِبْرِیلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِیْ أَنَّ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ یَدَهُ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِیهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَیْنَیَّ أَنْ فَاضَتَا)).[1]

"بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس سے جبرئیل اٹھ کر گئے ہیں، وہ کہہ رہے تھے کہ حسین کو فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں، تو میں آپ کو اس مٹی کی خوشبو سونگھا سکتا ہوں؟ میں نے انہیں اثبات میں جواب دیا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر کر مٹی اٹھائی اور مجھے دے دی، بس اس وقت سے اپنے آنسوؤں پر مجھے قابو نہیں ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نصف النہار کے وقت خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بکھرے ہوئے اور جسم پر گرد و غبار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوتل تھی، جس میں خون تھا، میں نے

---

[1] مسند احمد: ٦٤٨؛ الصحیحة: ١١٧١۔

عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟

هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ. ❶

''فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں صبح سے اس کی تلاش میں لگا ہوا ہوں، راوی حدیث عمار کہتے ہیں کہ ہم نے وہ تاریخ اپنے ذہن میں محفوظ کر لی بعد میں پتہ چلا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی تاریخ اور اسی دن شہید ہوئے تھے، جس دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا۔''

ربیع بن منذر ثوری رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ يُبَشِّرُ النَّاسَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فَرَأَيْتُهُ أَعْمَى يُقَادُ. ❷

''ایک شخص لوگوں کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خوشخبری سنانے آیا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ اندھا ہو چکا ہے اور اسے پکڑ کے لے جایا جا رہا ہے۔''

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

هَذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْم. ❸

''یہ زمین والوں میں سے سب سے زیادہ آسمان میں رہنے والوں کو پیارے ہیں۔''

عیزار بن حریث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے علی آئے تو کہنے لگے:

مَرْحَبًا بِالْحَبِيبِ بْنِ الْحَبِيبِ. ❹

''خوش آمدید! اے پیارے کے پیارے بیٹے۔''

---

❶ مسند احمد: ۲۵۵۳، صحیح۔ ❷ تهذيب التهذيب: ۲/ ۳۵۴۔
❸ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۸۵، الاصابة: ۲/ ۶۹۔ ❹ طبقات ابن سعد: ۵/ ۱۶۴۔

صفر المظفر

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر ہے، جس کا معنی خالی ہونے کے ہیں۔

ماہ صفر میں عرب لوگ تفریحی مقامات جنھیں ''صفریہ'' کہا جاتا تھا، کی طرف جاتے تھے، اور وہاں خوب کھاتے پیتے اور دعوتیں کرتے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دنوں دودھ کی قلت کی وجہ سے دودھ والے برتن خالی ہو جاتے تھے، اس لیے اس کو صفر کہنے لگے یا یہ لوگ قتال کے لیے گھروں سے نکل جاتے اور گھر خالی ہو جاتے۔ [1]

اس ماہ کے کئی ایک نام ہیں مثلاً ناجر، معزین، صفر المظفر، یا صفر الخیر وغیرہ۔

[1] تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۳۸۵؛ کتاب الأزمنة والأمكنة، ص: ۲۰۵۔

ماہ صفر کے خطبات

1. ماہِ صفر اور اس کے مسائل
2. رب کی رضا
3. اعمال برباد کیوں ہوتے ہیں؟
4. تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے
5. حق کیا ہے؟ اور اسے قبول نہ کرنے کی وجوہات
6. بسم اللہ اور اس کے فوائد و برکات

ماہِ صفر اور اس کے مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ ❶

''نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو بتادیں، جو مقدر میں لکھا ہے، وہی ہونے والا ہے، وہ ہمارا مولا ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''

تمہیدی کلمات

ماہ صفر اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اِس مہینے کی نہ کوئی فضیلت بیان کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اِس مہینے میں کسی بھی حلال اور جائز کام کو کرنے سے رُکا جائے، جو مہینے فضلیت اور حُرمت والے ہیں، اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ)) ❷

''سال اپنی اُسی حالت میں پلٹ گیا ہے، جس میں اُس دِن تھا، جب اللہ نے زمین اور آسمان بنائے تھے، سال بارہ مہینے کا ہے، جن میں سے چار حُرمت والے ہیں، تین ایک ساتھ ہیں، ذی القعدہ، ذی الحج، اور مُحرم اور مُضر والا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔''

دو جہانوں کے سردار ہمارے محبوب محمد ﷺ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار

---

❶ التوبة۹: ۵۱۔ ❷ صحيح البخاري: ۳۱۹۷، ٤٦٦٢۔

کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ چار مہینے حُرمت والے ہیں، یعنی اُن چار مہینوں میں لڑائی اور قتال نہیں کرنا چاہیے، اِس کے علاوہ کسی بھی اور ماہ کی کوئی اور خصوصیت بیان نہیں ہوئی، نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہ ہونے کے باوجود کچھ مہینوں کو بابرکت مانا جاتا ہے اور من گھڑت رسموں اور عِبادت کے لیے خاص کیا جاتا ہے اور کچھ کے بارے میں یہ خیال کِیا جاتا کہ اُن میں کوئی خوشی والا کام، کاروبار کا آغاز، رشتہ، شادی بیاہ، یا سفر وغیرہ نہیں کرنا چاہیئے، حیرانگی اِس بات کی نہیں کہ ایسے خیالات کہاں سے آئے، یہ تو معلوم ہے جس کا ذِکر اِن شاء اللہ ابھی کروں گا، حیرانی اِس بات کی ہے کہ جو باتیں اور عقیدے کِسی ثبوت اور سچی دلیل کے بغیر کانوں، دِلوں اور دِماغوں میں ڈالے جاتے ہیں، اُنہیں تو فوراً قبول کر لیا جاتا ہے، لیکن جو بات اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بتائی جاتی ہے اور پوری تحقیق کے ساتھ سچے اور ثابت شُدہ حوالہ جات کے ساتھ بتائی جاتی ہے، اُسے مانتے ہوئے طرح طرح کے حیلے بہانے، منطق وفلسفہ، دِل وعقل کی کسوٹیاں اِستعمال کر کر کے راہ فرار تلاش کرنے کی بھر پُور کوشش کی جاتی ہے اور کچھ اِس طرح کہا لکھا جاتا ہے کہ::: اجی یہ بات دِل کو بھاتی نہیں::: کچھ ایسا ہے کہ عقل میں آتی نہیں!

افسوس اُمتِ مُسلمہ روایات میں کھو گئی
مُسلم تھی جو بات خُرافات میں کھو گئی

اِن ہی خُرافات میں سے ماہِ صفر کو منحوس جاننا ہے۔

کیا کسی چیز میں نحوست ہے؟

پہلے تو یہ سُن لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے کِسی چیز کو منحوس نہیں بنایا، ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حِکمت ہے کہ وہ کِس چیز میں، کِس کے لیے برکت دے اور کِس کے لیے نہ دے، آیئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان آپ کو سُناؤں، جو ہمارے اِس موضوع کے لیے فیصلہ کُن ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نحوست کا ذِکر کِیا گیا، تو فرمایا:

((اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فَفِي الثَّلَاثَةِ، الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ الدَّارِ))[1]

''اگر نحوست (کسی چیز میں) ہوتی تو اِن تین میں ہوتی، عورت، گھر اور گھوڑا۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ (اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی) صاف بیان فرماتا ہے کہ کوئی چیز منحوس نہیں ہوتی اور یہ بات بھی ہر کوئی سمجھتا ہے کہ جب کوئی چیز کہا جائے گا، تو اُس میں مادی، غیر مادی ہر چیز شامل ہوگی، یعنی وقت اور اُس کے پیمانے بھی شامل ہوں گے، لہذا رسول اللہ ﷺ کے اِس فرمان مُبارک سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ نحوست کسی چیز کا ذاتی جُز نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جس چیز کو جس کے لیے چاہے برکت والا بنائے اور جس کے لیے چاہے بے برکتی والا بنائے، یہ سب اللہ کی حکمت اور مشیت سے ہوتا ہے، نہ کہ کسی بھی چیز کی اپنی صفت سے، دیکھ لیجیے کوئی دو شخص جو ایک ہی مرض کا شِکار ہوں، ایک ہی دوا اِستعمال کرتے ہیں، ایک کو شِفاء ہو جاتی ہے اور دوسرے کو اُسی دوا سے کوئی آرام نہیں آتا، بلکہ بسا اوقات مرض بڑھ جاتا ہے، کئی لوگ ایک ہی جگہ میں ایک ہی جیسا کاروبار کرتے ہیں، کسی کو فائدہ ہوتا ہے، کسی کو نُقصان اور کوئی درمیانی حالت میں رہتا ہے، کئی لوگ ایک ہی جیسی سواری اِستعمال کرتے ہیں کسی کا سفر خیر و عافیت سے تمام ہوتا ہے اور کسی کا نہیں، اِسی طرح ہر ایک چیز کا معاملہ ہے۔

برکت اور اضافے کا فرق

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کی ہے کہ برکت اور اضافے میں بہت فرق ہوتا ہے، کسی کے لیے کسی چیز میں اضافہ ہونا یا کسی کے پاس کسی چیز کا زیادہ ہونا اِس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ اُسے برکت دی گئی ہے، عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ کافروں اور بدکاروں کو مسلمانوں اور نیک لوگوں کی نسبت مال و دولت، اولاد، حکومت، دُنیا اور طاقت وغیرہ زیادہ ملتی ہے، تو اِس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اُنہیں برکت دی گئی ہے، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے اُن پر آخرت کا مزید عذاب تیار کرنے کا سامان ہوتا ہے، کہ لو اور خُوب آخرت کا عذاب کماؤ، یہ ہمارا اِس وقت کا موضوع نہیں ہے، لہٰذا اِس کی تفصیل یہاں بیان نہیں کی جا رہی۔

[1] صحیح البخاری، النکاح، باب ۱۸، صحیح مُسلم، ۲۲۲۵۔

نحوست کے متعلق کافروں کا عقیدہ

اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے، اصل میں یہ کام تو زمانہ جاہلیت بلکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کا ہے جیسا کہ سورۂ یٰسین میں ہے کہ:

﴿اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾﴾ [1]

”ایک بستی کی طرف اللہ تعالیٰ نے دو رسول بھیجے اور ان کی تائید کے لیے تیسرا رسول بھی بھیج دیا، تو بستی والے کہنے لگے کہ تمہاری وجہ سے ہمارے اوپر نحوست چھا چکی ہے اور اگر تم (اپنی دعوت سے) باز نہ آئے، تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے، تو ان پیغمبروں نے جواب دیا کہ یہ نحوست تو تمہارے اعمال کی وجہ سے تم پر چھائی ہے۔ بلکہ تم تو حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو۔“

صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ:

﴿قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾﴾ [2]

”تمہارے اور تمہارے ماننے والوں کی وجہ سے ہم پر نحوست چھا گئی ہے، تو فرمایا یہ نحوست تو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (تمہارے اعمال کی وجہ سے) ہے۔ بلکہ تم تو فتنہ باز لوگ ہو۔“

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا حال تھا:

---

[1] یٰسٓ ۳۶: ۱۴۔ ۱۹۔ [2] نمل ۲۷ : ۴۷۔

﴿فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [1]

''جب انہیں کوئی خیر و بھلائی نصیب ہوتی، تو کہتے یہ تو ہمارا حق ہے اور جب کوئی پریشانی آتی تو کہتے کہ یہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ خبردار! یہ نحوست تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ان کی اعمال کی وجہ سے) ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

عرب کے کافر اور ماہ صفر

بات صفر کے مہینے کی ہو رہی تھی کہ نہ تو اس کی کوئی فضلیت قرآن وسنت میں ملتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اِس مہینے کو بے برکت یا بُرا سمجھا جائے۔ جی ہاں، اِسلام سے پہلے عرب کے کافر اِس مہینے کو منحوس اور باعثِ نُقصان سمجھتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ صفر ایک کیڑا یا سانپ ہے، جو پیٹ میں ہوتا ہے اور جس کے پیٹ میں ہوتا ہے، اُس کو قتل کر دیتا ہے اور دوسروں کے پیٹ میں بھی مُنتقل ہو جاتا ہے، یعنی چُھوت کی بیماری کی طرح، اِس کے جراثیم مُنتقل ہوتے ہیں، اور اِسی لیے اپنے طور پر ایک سال چھوڑ کر ایک سال میں اِس مہینے کو محرم سے تبدیل کر لیتے اور محرم کی حُرمت اِس پر لاگو کرتے کہ شاید حُرمت کی وجہ سے صفر کی نحوست کم یا ختم ہو جائے، اور دوسرا سبب یہ ہوتا کہ محرم کی حُرمت صفر پر لاگو کر کے محرم کو دوسرے عام مہینوں کی طرح قرار دے کر اُس میں وہ تمام کام کرتے جو حُرمت کی بنا پر ممنوع ہوتے۔ [2]

---

[1] الاعراف ۷: ۱۳۱۔ [2] تفصیلات کے لیے دیکھیے تحت الحدیث، فتح الباری شرح صحیح البُخاری/ الإمام الحافظ ابن حَجر العسقلانی، عُمدۃ القاری شرح صحیح البُخاری/ علامہ بدر الدین العینی، شرح اِمام النووی علیٰ صحیح مسلم، عون المعبود شرح سنن ابی داود/ علامہ شمس الحق العظیم آبادی، الدیباج علیٰ صحیح مسلم/ امام السیوطی، فیض القدیر شرح جامع الصغیر/ عبدالروف المناوی۔

صفر منحوس نہیں

اسلام نے اس طرح کے تمام توہمات، خرافات اور بدشگونی کی مذمت فرمائی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا عَدْوَی وَلَا طِیَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ)) [1]

"نہ (کوئی) چھوت (کی بیماری) ہے، نہ ہامہ ہے، نہ پرندوں (یا کسی بھی چیز) سے شگون لینا (کوئی حقیقت رکھتا) ہے، نہ صفر (کوئی بیماری یا نحوست والا مہینہ ہے اور نہ اِس کی کسی اور مہینہ کے ساتھ تبدیلی) ہے۔"

لاعدویٰ کا مطلب

لاعدوی یہ ہے کہ کوئی بیماری مشیت الٰہی کے بغیر بذات خود کسی دوسرے انسان کو نہیں لگ سکتی، بیماری میں یہ قوت موجود نہیں، جیسا کہ موجودہ دور میں بھی کچھ لوگ یہی نظریہ لیے بیٹھے ہیں، جو بالکل غلط ہے۔ مشیت الٰہی سے جسے ابتداء میں بیماری لگی تھی کسی دوسرے کو بھی لگ سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ))

"پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی۔"

ولاطیرۃ کا مفہوم

زمانہ جاہلیت میں کوئی کام کرنے سے پہلے فال نکالتے تھے، اس کے لیے پرندوں کو اڑانے اور تیروں کو نکالنے کا کام کیا جاتا تھا، جس کی بنا پر وہ بدشگونی کا شکار ہوتے تھے، اسلام نے اس کے وجود کی بالکل نفی کر دی۔

ھامہ کیا ہے؟

ابھی جو حدیث نقل کی گئی، اُس میں ھامہ کا ذکر تھا، بہت اختصار کے ساتھ اُس کا معنی بیان کرتا چلوں، یہ بھی عربوں کے غلط جھوٹے عقائد میں سے ایک تھا، کہ جسے قتل کیا جاتا ہے اس کی روح اُلو بن جاتی ہے اور اپنا انتقام لینے کے لیے رات کو نکلتی ہے، اور جب تک اُس کا

---

[1] صحیح البخاری، الطب، باب ٤٤؛ صحیح مسلم: ٢٢٢٠۔

اِنتقام پورا نہیں ہوتا، وہ اُلّو بن کر راتوں کو گھومتی رہتی ہے، اور سانپوں کے بارے میں بھی ایسا ہی عقیدہ پایا جاتا تھا، اور کچھ اور معاشروں میں اِسی قسم کا عقیدہ چمگادڑ وغیرہ کے بارے میں پایا جاتا ہے، عرب اپنے اِس باطل عقیدے کی وجہ سے اُلّو کی آواز کو بھی منحوس جانتے اور اُس کو دیکھنا بھی بدشگونی مانتے، سانپوں کے انتقام، چمگادڑوں اور اُلوؤں کے عجیب وغریب کاموں اور قوتوں اور اثرات کے بارے میں، بے بُنیاد جھوٹے قصے آج بھی مروج ہیں اور اُسی طرح کے جھوٹے عقائد بھی لوگوں کے دِلوں و دِماغوں میں گھر بنائے ہوئے ہیں۔

ولا صفر کا مطلب

ولا صفر کا مطلب یہ ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے اور نہ اس میں مصیبتیں اترتی ہیں اور نہ شادی کرنے پر پابندی ہے، جیسا کہ عربوں کا تصور تھا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِيٓ أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ ﴾ (1)

''ہم نے ان پر منحوس ایام میں تیز آندھی بھیج دی۔''

لہٰذا کچھ دن منحوس ہوسکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دن بذات خود منحوس نہیں ہے، جیسا کہ جوتشیوں اور انسانی زندگی پر سیاروں کے اثرات تسلیم کرنے والوں کا نظریہ ہے۔ وہی دن جو قوم عاد کے لیے منحوس تھے۔ صالح علیہ السلام اور مومنوں کے لیے مبارک تھے۔ جس دن فرعون اور اس کے ساتھی بحیرہ قلزم میں غرق ہوئے، فرعون اور آل فرعون کے لیے وہ دن منحوس تھا، مگر موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے مبارک تھا۔ اگر یہ دن بذاتہ منحوس ہوتے، تو عذاب صرف قوم عاد کے مجرموں پر ہی نہ آتا، بلکہ ساری دنیا پر آتا۔ (2)

تو عرب صفر کے مہینے کے بارے میں منحوس ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے، افسوس کہ اِسی قسم کے خیالات آج بھی مُسلمانوں میں پائے جاتے ہیں، اور وہ اپنے کئی کام اِس مہینے میں نہیں کرتے، آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِس مہینے کے بارے میں پائے جانے والے ہر غلط عقیدے کو ایک حرف میں بند کر کے مُسترد فرما دِیا، سال کے دیگر مہینوں کی طرح

---

(1) حم السجدہ ۴۱: ۱۶۔ (2) تیسیر القرآن: ٤/ ١٠٧۔

اِس مہینے کی تاریخ میں بھی ہمیں کئی اچھے کام ملتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اُسکے بندوں نے کیے، مثلاً:

ہجرت کے بعد جہاد کی آیات اللہ تعالیٰ نے اِسی مہینے میں نازل فرمائیں، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حکم پر عمل کرتے ہوئے پہلا غزوہ اِسی مہینے میں کیا، جسے غزوہ الابوا بھی کہا جاتا ہے اور ودان بھی۔

اِیمان والوں کی والدہ محترمہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی مُبارک اِسی مہینے میں ہوئی۔ خیبر کی فتح اِسی مہینے میں ہوئی۔

یہ سب جاننے کے بعد بھلا کون مُسلمان ایسا ہوگا، جو اِس مہینے کو یا کسی بھی مہینے کو منحوس جانے اور کوئی نیک کام کرنے سے خود کو روکے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے اور اُس پر عمل کرتے ہوئے ہمارے خاتمے فرمائے۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اِن تمام عقائد کو باطل قرار دِیا ہے، جیسا کہ ابھی بیان کِیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن مختصر معلومات کو پڑھنے والوں کی ہدایت کا سبب بنائے اور میری یہ کوشش قبول فرمائے اور میری لیے آخرت میں آسانی اور مہربانی اور مغفرت کا سبب بنائے۔

ماہ صفر کے متعلق توہم پرستی

برصغیر کے بعض علاقوں میں صفر کے پہلے تیرہ دن بڑے سختی کے خیال کیے جاتے ہیں، ان کو تیزی کے دن کہا جاتا ہے، ان دنوں میں شادی کو نحوست کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ بلائیں، آفتیں اور فتنے کثرت سے اترتے ہیں، لوگ سفر کرنے سے ڈرتے ہیں، اسی وجہ سے ان دنوں میں لوگ صدقہ کے طور پر چنے اُبال کر یا چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ سب غلط نظریات ہیں، جن کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہِ صفر کی مخصوص عبادات

ہمارے ملک میں بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ صفر کے مہینہ کے آخری بدھ میں چاشت کے وقت ایک سلام کے ساتھ چار رکعت نفل پڑھیں ہر رکعت میں سترہ (۱۷) بار سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکوثر اور پچاس بار سورۃ الاخلاص (قل ہو اللہ احد) اور معوذتین (سورۃ الفلق

اور سورۃ الناس) ایک ایک بار پڑھیں، ہر رکعت میں ایسا ہی کریں اور سلام پھیری جائے اور جب سلام پھیری جائے تو تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ اور تین بار جوہر کمال پڑھنا مشروع ہے، اور ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾ پڑھ کر ختم کی جائے، اور فقراء و مساکین پر کچھ روٹی صدقہ کی جائے اور اس آیت کی خاصیت یہ ہے کہ یہ صفر کے مہینہ کے آخری بدھ کو پہنچنے والی تکلیف اور پریشانی کو دور کرتی ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ ہر برس تین سو بیس تکلیفیں اور آزمائشیں اترتی ہیں، اور یہ ساری کی ساری ماہ صفر کے آخری بدھ میں ہیں، تو اس طرح پورے سال میں یہ دن سب سے مشکل ترین دن ہوتا ہے، اس لیے جو بھی اس مذکورہ کیفیت میں نماز ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس دن میں نازل ہونے والی ساری تکلیفوں پریشانیوں اور آزمائشوں سے اس کی حفاظت فرمائے گا، تو کیا یہی حل ہے؟

مذکور نوافل کے متعلق کتاب وسنت میں کوئی اصل اور دلیل نہیں، اور ہمارے نزدیک تو امت کے سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ اس پر کسی نے عمل کیا ہو، بلکہ یہ بدعت اور منکرات میں سے ہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے:

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔"

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا، جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے اور جس کسی نے بھی اس نماز اور اس کے ساتھ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے کو نبی ﷺ یا کسی صحابی کی طرف منسوب کیا تو اس نے بہت عظیم بہتان بازی کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جھوٹے اور کذاب لوگوں کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ [1]

---

[1] دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیه والافتاء: ۲/ ۳۵۴۔

اور شیخ محمد عبدالسلام الشقیری کا کہنا ہے:

جاہلوں کی عادت بن چکی ہے کہ سلام والی آیات مثلاً: ﴿سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ﴾ الایۃ لکھ کر برتنوں میں رکھ کر ماہ صفر کے آخری بدھ کو پیتے اور اس سے تبرک حاصل کرتے اور ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ میں دیتے ہیں، کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ اس سے شر اور برائی جاتی رہتی ہے، یہ اعتقاد باطل اور فاسد اور اس سے نحوست پکڑنا مذموم، اور بہت ہی قبیح قسم کی بدعت ہے، جو شخص بھی کسی کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھے اس سے روکنا واجب اور ضروری ہے۔ [1]

احمد رضا خان بریلوی کا فرمان:

آخری چہار شنبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابیٔ حضور کا کوئی ثبوت ہے، بلکہ مرض اقدس جس میں وفات ہوئی، اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ [2]

بیماریوں کا نزول

پورے سال میں تین لاکھ بیس ہزار بیماریاں اترتی ہیں اور یہ ساری کی ساری صفر میں اترتی ہیں، یہ سال کا سخت ترین دن ہے۔ جو آدمی چار رکعات نفل پڑھے اور دعائیں کرے، محفوظ ہو جاتا ہے، گناہ معاف کروانے کے لیے چار رکعت چاشت کے وقت ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ سورۂ الم نشرح، ستر مرتبہ سورہ والتین، ستر مرتبہ سورہ نصر اور ستر مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی خرافات ہیں۔ اس قوم کی حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ بدشگونی ان کی گھٹی میں رچی ہوئی ہے۔ مثلاً: سیاہ بلی راستہ کاٹ گئی، تو نحوست...... پہلے گاہک کو ادھار دینا نحوست...... پہلے گاہک کو خالی موڑنا نحوست...... جس گھر میں بچہ پیدا ہو کسی غیر عورت کا آنا نحوست، اسی طرح آفت سے بچنے کے لیے بچے کے پاس تالا یا چھری یا لوہے کی چیز رکھنا، بچے کی پیدائش پر دروازے پر ایک خاص درخت کے پتے لٹکانا، نئی گاڑی خرید کر اس کے سامنے یا پیچھے پرانا جوتا یا کالا کپڑا باندھنا، بہترین مکان بنا کر اس کی چھت پر کالی ہنڈیا رکھنا، حالانکہ نبی

---

[1] السنن و المبتدعات: ۱۱۱۔ ۱۱۲۔

[2] احکام شریعت، ج دوم، ص: ۱۱۰، ۱۱۱۔

کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ)) [1]

''بدشگونی کرنے والا یا جس کے لیے بدشگونی کی گئی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس کو بدشگونی نے اس کے کام سے روک دیا اس نے شرک کیا۔'' [2]

کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے، ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔ اور ان کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ لوگ داغ نہیں لگواتے...... کسی سے کہہ کر دم نہیں کرواتے...... بدشگونی اور بدفالی کے قائل نہیں...... صرف اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ حدیث میں تفصیل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں (یعنی دکھلائی گئیں) تو میں نے کہ ایک نبی ہے، اس کے ساتھ چند آدمی ہیں۔ ایک اور نبی ہے، اس کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہی ہیں۔ ایک اور نبی ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہو گیا میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے۔ لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) ہے، لیکن آپ دوسرے کنارے کی طرف دیکھیے (میں نے اس کنارے کی طرف دیکھا) تو ایک بڑا گروہ تھا مجھ سے کہا گیا کہ:

((هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ))

''یہ تیری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے آدمی ہیں، جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔''

(یہ بیان کرنے کے بعد اپنی مجلس سے) اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پس لوگوں نے ان لوگوں کے بارے میں بحث کرنی شروع کر دی، جو بغیر حساب اور عذاب کے

---

[1] الصحیحۃ: ۲۱۹۵۔ [2] مسند احمد: ۷۰۴۵۔

جنت میں جائے گے (کہ یہ کون ہوں گے؟) بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہوگا۔ بعض نہ کہا: شاید یہ وہ لوگ ہوں گے، جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ انہوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اس طرح انہوں نے (اپنے اپنے گمان کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا: ''تم کس چیز میں بحث کر رہے تھے؟'' انہوں نے آپ کو ساری بات بتلائی (جو آپ کی غیر موجودگی میں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا:

((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ))

''یہ وہ لوگ ہوں گے، جو نہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں، نہ کسی اور سے کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔''

(یہ سن کر) عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا:

ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ.

اللہ کے رسول! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْتَ مِنْهُمْ))

''تو ان میں سے ہے۔''

پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرے لیے بھی فرمائیں، اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا:

((سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ)) [1]

''عکاشہ اس میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

---

[1] صحیح البخاری، الطب، باب من اکتوٰی اوکوی غیرہ: ٥٧٠٥؛ صحیح مسلم: ٢٢٠؛ صحیح جامع الصغیر: ٣٦٠٤۔

((لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ- تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوحُ بِطَانًا)) ❶

''اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو، جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے گا، جیسے وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے، وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔''

نبی ﷺ کو کہا جا رہا ہے:

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾ ❷

''آپ اس ذات پر توکل کریں، جسے کبھی موت نہیں آسکتی۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ اگر ساری امت اس بات پر متفق ہو جائے کہ وہ آپ کا فائدہ کریں، تو اللہ کو اگر منظور ہے، تو فائدہ ہوگا اور اگر سارے مل کر تیرا نقصان کرنا چاہیں، تو اللہ کو جو منظور ہے، وہی ہوگا۔ ❸

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد توہم پرستی، بدشگونی اور شک پر نہیں، بلکہ خالص یقین اور بصیرت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾ ❹

''اے نبی کہہ دیں! یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں بھی صاحب بصیرت ہوں اور میرے ماننے والے بھی صاحب بصیرت ہیں۔''

---

❶ سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب فی التوكل علی اللّٰہ: ۲۳۴۴؛ ابن حبان (موارد ۲۵۴۸)؛ حاکم: ۴/ ۳۱۸، عند هما صحیح۔ ❷ الفرقان ۲۵: ۵۸۔

❸ سنن ترمذی، صفة القیامة: ۲۵۱۶۔ ❹ یوسف ۱۲: ۱۰۸۔

رب کی رضا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾﴾ ❶

''اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں، جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور یہ کہ میں نیک عمل کروں، جسے تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔''

تمہیدی کلمات

اللہ تعالیٰ کی انسان پر بے شمار نعمتیں ہیں، جن کا انسان اگر شکریہ ادا کرنا چاہے، تو نہیں کرسکتا ہے۔ بہت سی ایسی ہیں، جو بغیر مانگے ہی اللہ نے عطا کر رکھی ہیں اور بہت کم ایسی ہیں جو انسان نے محنت کی تو اللہ نے اس کے عوض اسے عطا فرمائی ہیں۔ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا استعمال کرنے کے باوجود بھی اگر اللہ سے راضی نہ ہو، تو اس سے بڑی بدبختی کوئی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو زیادہ دے کر آزماتے ہیں کہ وہ مجھ سے خوش ہے یا نہیں اور کسی کو تنگی دے کر آزماتا ہے کہ وہ مجھ سے کتنا راضی ہے۔ اگر انسان اللہ کے فیصلوں پر راضی ہو جائے تو ایسے انسان پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتے ہیں۔

آزمائش پر راضی رہنے والے پر ربّ راضی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ)) ❷

---

❶ النمل ٢٧: ١٩۔

❷ سنن ابن ماجه، الفتن، باب الصبر على البلاء: ٤٠٣١، حسن۔

”ثواب اتنا ہی زیادہ ہوگا، جتنی آزمائش سخت ہوگی اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتے ہیں تو اس کی آزمائش کرتے ہیں، جو راضی ہو، اس سے راضی ہو جاتے اور جو ناراض ہو اس سے ناراض۔“

اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا)) ❶

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اپنی رضا کا دل سے اعلان کر دیا، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔“

گناہوں کی معافی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ)) ❷

مؤذن کی اذان سن کر جس نے یہ کہا: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا) تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، بعض روایات میں (أَشْهَدُ) کی بجائے (أَنَا أَشْهَدُ) ہے، معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، الإيمان، باب ذاق طعم الإيمان من رضى بالله ربا: ٣٤۔

❷ صحيح مسلم، الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم يصلى على النبي ﷺ ثم يسأل له الوسيلة: ٣٨٦۔

جنت واجب ہو گئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) ❶

"اے ابوسعید! جو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نبی ہونے پر راضی ہوا، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔"

ظلم سے نجات

حضرت ابو مجلز لاحق بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَنْ خَافَ مِنْ أَمِيرٍ ظُلْمًا فَقَالَ: رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ حَكَمًا وَّإِمَامًا أَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ. ❷

"جس شخص کو کسی حکمران، امیر یا بڑے آدمی سے ظلم کا خدشہ ہو اور اس نے یہ کلمات پڑھے: "میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے، قرآن کو حاکم اور امام ماننے پر راضی ہوں" تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائیں گے۔"

جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَأَنَا الزَّعِيمُ لَآخُذَنَّ بِيَدِهِ حَتّٰى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)) ❸

"جس نے صبح کے وقت کہا: میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش ہوں۔ میں (اس کے لیے جن کا) ضامن

---

❶ صحيح مسلم، الإمارة، باب بيان ما أعده الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات: ١٨٨٤۔ ❷ صحيح الترغيب والترهيب: ٢٢٣٩۔

❸ المعجم الطبراني في الكبير: ٨٣٨؛ الصحيحة: ٤٢١۔

ہوں، البتہ ضرور بالضرور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔"

روز قیامت بندے کو اللہ خوش کر دے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُولُ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

"جو مسلمان یہ کلمات تین مرتبہ صبح وشام کہتا ہے، اللہ پر لازم ہے کہ وہ اسے روز قیامت خوش کر دے کہ میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔"

اللہ کی تعریف اس کی رضا کے مطابق

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (جو آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں) سے منقول ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ صبح کے وقت نماز فجر کے لیے ان کے پاس سے نکلے اور وہ اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھیں، جب رسول کریم ﷺ چاشت کے وقت واپس تشریف لائے، وہ اپنی جگہ یعنی مصلی پر بدستور بیٹھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: "جس حالت میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا، اسی طرح مسلسل بیٹھی ہوئی ہو؟" (یعنی صبح کے وقت سے اب تک کہ چاشت کا وقت آ گیا ہے، مصلی پر بیٹھی ہوئی اسی طرح ذکر الٰہی میں مشغول ہو) انہوں نے کہا کہ جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) [2]

"میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں، وہ چار

---

[1] مسند أحمد: ٢٣١١٢، صحيح۔

[2] صحيح بخاري: ٣١١٣، ٣٧٠٥، ٥٣٦٢، ٦٣١٨؛ صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار: ٦٩١٣۔

کلمے ایسے ہیں کہ اگر ان کو اس چیز سے تولا جائے، جس کے کہنے میں تم ابتداء دن سے اب تک مشغول رہی ہو (یعنی ذکر میں تو یقیناً چار کلمے اس چیز پر بھاری رہیں گے (یعنی ان چار کلموں کا ثواب، اس پورے وقت ذکر الٰہی میں تمہاری مشغولیت کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔ اور وہ چار کلمے یہ ہیں:

(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)

''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں، اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی ذات کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مانند ہے۔''

اللہ کی رضا کا سوال

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ (اندھیرے میں) آپ کے تلووں کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور (سجدہ میں) آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) [1]

''اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ذریعے تیری ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں تجھ سے، میں تیری تعریف پوری نہیں کرسکتا۔ جیسے تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔''

سفر میں دعا قبول ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح مسلم، الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود: ٤٨٦۔

((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ)) [1]

''تین دعائیں قبول ہونے میں کوئی شک نہیں، ایک مظلوم کی بد دعا، دوسری مسافر کی دعا اور تیسری والد کی بیٹے کے لیے بد دعا۔''

نبی علیہ السلام جہاں سفر میں دوسری دعائیں کرتے، ساتھ یہ دعا بھی کرتے، اے اللہ! ایسے عمل کی توفیق دے جو تجھے پسند ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کسی سفر کے لیے نکلتے، تو تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے پھر فرماتے:

((﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ)) [2]

''پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ہمارے لیے اسے مسخر فرما دیا اور ہم اسے مسخر کرنے والے نہ تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں، (پھر یہ دعا مانگے) اے اللہ! ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں کہ جن سے تو راضی ہوتا ہے، اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور اس کی مسافت کو تہہ فرما دے، اے اللہ! تو ہی اس سفر میں ہمارا رفیق ہے اور گھر والوں کا نگہبان ہے، اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور اپنے مال اور گھر والوں کے برے انجام سے تیری

---

[1] سنن ترمذی، أبواب البر والصلة باب ماجاء فی دعوة الوالدین: ١٩٠٥، حسن۔ [2] صحیح مسلم، الحج باب ما یقول إذا رکب إلی سفر الحج وغیره: ١٣٤٢۔

پناہ مانگتا ہوں۔"

اب ہمارے سفروں میں کیا کچھ ہوتا ہے، ہر شخص جانتا ہے، گاڑی میں فحش فلمیں، گانے، اگر نہ ہو تو موبائلز پر بلند آواز سے یہ سب بے حیائی لوگوں کو سنانے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔

اللہ کی رضا کا سبب بننے والے چند اعمال

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:

﴿اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۫ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ﴾ [1]

"اگر تم ناشکری کرو، تو یقیناً اللہ تم سے بہت بے پروا ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو، تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا۔"

ہر حال میں ہمیں اللہ کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جو نعمت بھی استعمال کریں، اس کا شکریہ ادا کریں، لباس پہنیں تو اللہ کا شکر ادا کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. [2]

"تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے، جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور جس نے میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے (اس کپڑے کا رزق دیا) تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

کسی پریشان حال، مصیبت زدہ کو دیکھیں تو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ

---

[1] الزمر ۳۹: ۷۔ [2] سنن ابی داود، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبا جدیدا: ۴۰۲۳ "وما تاخر" کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث حسن ہے۔

خَلَقَ تَفْضِيلًا. ❶

''تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے، جس نے مجھے عافیت دی اس چیز سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی مخلوقات میں سے کئی لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی''

شکر یہ اس لیے کہ

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ ❷

''اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمھیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے، تو بلا شبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔''

کھانا کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے سے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا)) ❸

''اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتا ہے، جو ایک کھانا کھا کر اس پر اللہ کا شکر ادا کرے یا جو بھی چیز پیے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔''

اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ)) ❹

''جس شخص نے کھانا کھایا پھر یہ دعا پڑھی ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ))

---

❶ سنن ترمذی: ٣٤٣١، حسن۔ ❷ ابراھیم ١٤: ٧۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار باب استحباب حمد اللّٰہ تعالی بعد الأکل والشرب: ٢٧٣۔ ❹ سنن ابی داود، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبا جدیدا: ٤٠٢٣، ''وما تاخر'' کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث حسن ہے۔

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور جس نے مجھے بغیر میری طاقت اور قوت کے یہ رزق دیا۔''

تو اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

باپ کی رضا رب کی رضا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رِضَی الرَّبِّ فِي رِضَی الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)) ❶

''اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والد کی ناراضی میں ہے۔''

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِاحْفَظْهُ)) ❷

''باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، لہٰذا اب تیری مرضی ہے، اسے ضائع کرے یا محفوظ رکھے۔''

اطاعت کے کاموں میں والدین کی فرماں برداری

﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾﴾ ❸

''اور اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان، تمھیں میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے، پھر میں تمھیں بتاؤں گا جو تم کیا کرتے تھے۔''

فقیری کے بعد امیری میں سائل کو دینا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

❶ سنن ترمذی، أبواب البر والصلة باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین ۱۸۹۹، صحیح۔ ❷ سنن ترمذی، أبواب البر والصلة باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین: ۱۹۰۰، صحیح۔ ❸ العنکبوت ۲۹: ۸۔

((إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِيْ إِسْرَاءِ يْلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا))

''بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص، دوسرا نابینا تیسرے گنجے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا، توان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ ابرص کے پاس آ کر کہنے لگا:

أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ.

''کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت جلد مل جائے، جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں۔''

فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی، پھر اس سے دریافت کیا، تجھ کو کون سا مال محبوب ہے؟ اس نے کہا: اونٹنی، لہٰذا ایک گابھن اونٹنی اس کو عطا کی فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ برکت دے۔

پھر گنجے کے پاس آیا آ کر کہا:

أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ.

''تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا: میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔''

پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے، ایک گابھن گائے اس کو دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے، پھر اندھے کے پاس آ کر پوچھا:

أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ.

''تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ کہا میری آنکھوں کو درست کر دو، کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی۔''

پھر دریافت کیا، تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری، لہٰذا اس کو ایک گابھن بکری عطا کر دی، تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے، تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا، اس کی گائیوں سے اور اس کی بکریوں سے پھر بحکم الٰہی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا، میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے، آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگت اور عمدہ جلد عنایت کی، تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہر کر اپنے گھر پہنچ جاؤں، وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ دور ہو، مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں، میرے پاس تیرے دینے کی گنجائش نہیں ہے، فرشتے نے کہا:

((كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ، فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ))

"شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا: اس نے کہا: واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔"

فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے، جیسے پہلے تھا۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا، اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا، فرشتے نے جواب دیا، اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے، جس طرح پہلے تھا۔

پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں، بے سامان ہو گیا ہوں، آج اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے، میں اس کے نام پر، جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے، تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں، اس کے ذریعے اپنی ضرورت پوری کر کے اپنا سفر پورا کر سکوں، اس نے کہا:

((قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِي، وَفَقِيْرًا فَقَدْ أَغْنَانِي، فَخُذْ مَا

شِئْتَ))

''بیشک میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرام سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی، فقیر تھا، اس نے مجھے غنی کردیا۔''

جتنا تیرا دل چاہے لے جا۔

واللہ میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا، فرشتے نے کہا:

أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ. [1]

''تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیے، مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی، سو ہو چکی اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض۔''

جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، ان کے لیے اعلان ہوتا ہے

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝﴾ [2]

''اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو راضی ہے، پسند کی ہوئی ہے۔ پس میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

---

[1] صحيح بخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل: ٣٤٦٤۔

[2] الفجر ٧٩ :٢٧۔٣٠۔

اعمال برباد کیوں ہوتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ ﴾ [1]

"کیا تیرے پاس ڈھانپ لینے والی کی خبر نہیں پہنچی؟ اس دن کئی چہرے ذلیل ہوں گے، محنت کرنے والے تھک جانے والے، گرم آگ میں داخل ہوں گے۔"

تمہیدی کلمات

کہتے ہیں نیک عمل کرنا کوئی مشکل نہیں، مگر اسے کر کے پھر سنبھال کر رکھنا، تا کہ اللہ سے اس کا اجر لیا جائے، یہ بہت مشکل ہے، اکثر لوگ تو عمل کرتے ہی اسے برباد کر لیتے ہیں، بہت سے اعمال ایسے ہیں، جن کے کرنے سے انسان کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں شرک، کفر، نفاق ارتداد، ریا وغیرہ آج ہم ان کا ذکر کریں گے اور پھر ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شرک

اٹھارہ انبیاء کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ فرماتے ہیں:

1. ﴿ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ [2]

"یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس پر اپنے بندوں میں سے، جسے چاہتا ہے، چلاتا ہے، اور اگر یہ لوگ شریک بناتے، تو یقیناً ان سے ضائع ہو جاتا، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔"

---

[1] الغاشية ٨٨: ١-٤۔ [2] الانعام ٦: ٨٨۔

2 ﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ 1

''اور بلاشبہ یقیناً تیری طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھے، وحی کی گئی، اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا، اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

3 عاص بن وائل کے دو بیٹے تھے، ایک اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے حصے کے پچاس اونٹ نحر کر دیے، دوسرے نے نبی علیہ السلام کی طرف رجوع کیا۔ عاص بن وائل نے:

نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا أَبُوْكَ، فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ، فَصُمْتَ، وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهُ ذٰلِكَ)) 2

زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی منت مانی تھی، اس کے ایک بیٹے ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ قربان کر دیئے، دوسرے بیٹے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے باپ نے توحید کا اقرار کر لیا ہوتا، تو تم اس کی طرف سے جو بھی روزہ اور صدقہ کرتے، اسے ان کا نفع ہوتا (لیکن چونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا، اس لیے اسے کیا فائدہ ہوگا)۔''

ارتداد

1 ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ 3

''اور تم میں جو اپنے دین سے پھر جائے، پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو،

---

1 الزمر ۳۹: ۶۵۔ 2 مسند احمد: ۶۷۰۴، حسن۔ 3 البقرۃ ۲: ۲۱۷۔

تو یہ وہ لوگ ہیں، جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

2 حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوْا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوْا لَهُ فَأَعْمَقُوْا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوْا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوْا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ.[1]

"ایک نصرانی اسلام لایا اور اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی، پھر نبی ﷺ کا کاتب وحی مقرر ہو گیا، اس کے بعد پھر وہ نصرانی ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا، وہ کہا کرتا کہ محمد صرف اتنا ہی جانتے ہیں، جتنا میں نے ان کو لکھ دیا ہے، پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے موت دی، تو لوگوں نے اس کو دفن کر دیا، جب صبح کو دیکھا گیا، تو زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا تھا، لوگوں نے کہا: یہ محمد اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے، چونکہ ان کے ہاں سے بھاگ آیا تھا، اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھود ڈالی، چنانچہ ان لوگوں نے اس کو دوبارہ حتی الامکان بہت گہرائی میں دفن کیا۔ دوسری صبح بھی اس کی لاش کو جب زمین نے باہر پھینک دیا، تو لوگوں نے کہا: یہ محمد اور ان کے اصحاب کا فعل ہے، کیونکہ وہ بھاگ آیا تھا، پھر انہوں نے جتنا گہرا کھود سکتے تھے، کھود کر اس کی لاش کو دفن کر دیا، لیکن تیسری

---

[1] صحيح بخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام: ٣٦١٧۔

صبح بھی جب زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا، تب لوگوں نے سمجھا کہ یہ بات آدمیوں کی طرف سے نہیں، تب انہوں نے یوں ہی پڑا رہنے دیا۔''

آخرت کا انکار

❶ ﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ❶

''اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، ان کے اعمال ضائع ہو گئے، وہ اسی کا بدلہ دیے جائیں گے، جو وہ کیا کرتے تھے۔''

❷ ﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾ ❷

''اور ان لوگوں نے کہا: جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے، یا ہم اپنے رب کو دیکھتے؟ بلاشبہ یقیناً وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور انہوں نے سرکشی اختیار کی، بہت بڑی سرکشی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے، اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشخبری نہ ہوگی اور کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) ایک مضبوط آڑ ہو۔ ہم اس کی طرف آئیں گے، جو انہوں نے عمل کیا، اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

اللہ کی آیات کو جھٹلانا

❶ ﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ❸

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے، اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

❶ الاعراف ۷: ۱۴۷۔ ❷ الفرقان ۲۵: ۲۱۔۲۳۔ ❸ النحل ۱۶: ۱۰۴۔

❷ ﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے، جس نے اللہ پر کوئی جھوٹ باندھا، یا اس کی آیات کو جھٹلایا، بے شک حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔''

اللہ کے رسول کی مخالفت

❶ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ ﴾ ❷

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی، اس کے بعد ان کے لیے سیدھا رستہ صاف ظاہر ہو گیا۔ وہ ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کریں گے اور عنقریب وہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔''

بعض لوگوں نے اپنے اماموں کے بارے میں نئی نئی باتیں بنالی ہیں:

فلعنة ربنا على اعداد رمل على من رد قول ابى حنيفه۔ ❸

''ہمارے رب کی ریت کے ذرات کے برابر اس آدمی پر لعنت ہو جو ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے۔''

❷ مخالفت رسول کا نقصان:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ﴾ ❹

''وہ لوگ ڈریں جو اس کا حکم ماننے میں پیچھے رہتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے، یا انہیں دردناک عذاب آ پہنچے۔''

❸ ﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۝ ﴾ ❺

---

❶ الانعام ٦: ٢١۔ ❷ محمد ٤٧: ٣٢، ٣٣۔ ❸ سير اعلام النبلاء (١٨/ ٥٠٧)
❹ النور ٢٤: ٦٣۔ ❺ الجن ٧٢: ٢٣۔

''جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، تو یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

4 حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيْعُ، قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيْهِ.[1]

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔'' تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ کرے) تو اسے اٹھا ہی نہ سکے۔'' اس آدمی کو سوائے تکبر اور غرور کے اور کسی چیز نے اس طرح کرنے سے نہیں روکا، راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

ریاکاری اور دکھلاوہ

1 ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾[2]

''جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو، ہم انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا پورا دیں گے اور اس میں کمی نہیں کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں، جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہوگیا، جو کچھ انہوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے، جو کچھ وہ کرتے رہے۔''

2 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الاشربة، باب آداب الطعام والشراب واحکامهما: ۲۰۲۱۔
[2] هود ۱۱: ۱۵، ۱۶۔

((بَشِّرْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ، وَالتَّمْكِيْنِ فِي الْبِلَادِ، وَالنَّصْرِ، وَالرِّفْعَةِ فِي الدِّيْنِ، وَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعَمَلِ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا، فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيْبٌ)) ❶

''اس امت کو عظمت و رفعت، دین ونصرت اور زمین میں اقتدار کی خوشخبری دے دو، سو جوان میں سے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کرے گا، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔''

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ہم دجال کا ذکر کررہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ: ((الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّي، فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ، لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) ❷

''میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں، جس کا ڈر دجال سے زیادہ ہے تم پر میرے نزدیک۔'' ہم نے عرض کیا: بتلایئے آپ نے فرمایا: ''پوشیدہ شرک اور وہ یہ ہے کہ آدمی کو دیکھ کر اپنی نماز کو زینت دے۔''

❹ حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيْهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ)) ❸

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور جس دن کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ آئے

---

❶ مسند احمد: ۲۱۲۲۵، صحیح۔

❷ سنن ابن ماجة، الزهد، باب الرياء والسمعة: ٤٢٠٤، حسن۔

❸ سنن ترمذی، تفسیرالقران، باب: ومن سورة الكهف: ٣١٥٤، حسن۔

گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لیے کیا اور اس میں کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ وہ اپنا ثواب اسی غیر اللہ ہی سے لے (جسے اس نے شریک کیا تھا) کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک سے اور تمام شرکاء سے زیادہ غنی ہے۔''

جب جماعت کھڑی ہو تو کوئی نماز نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ)) ❶

''جب نماز کی اقامت ہو جائے، تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ہوتی۔''

جن کی نماز قبول نہیں

❶ حسین بن واقد، ابوغالب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمْ: الْعَبْدُ الْآبِقُ حَتَّى يَرْجِعَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ)) ❷

''تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتی، بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ آ جائے، وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور کسی قوم کا امام جس کے مقتدی اس کو ناپسند کرتے ہوں۔''

مراد وہ امام ہے، جس میں کوئی شرعی عیب ہو، ورنہ اس دور میں کسی بھی امام پر لوگوں کا اتفاق ناممکن سی بات ہے۔

❷ جو رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہ کرے

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب کراھة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن: ۷۱۰۔ ❷ سنن ترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فیمن ام قوما وھم کارھون: ۳۶۰، حسن۔

((لَا تُجْزِءُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ❶

''آدمی کی نماز درست نہیں ہوتی، جب تک کہ اپنی پیٹھ رکوع وسجود میں سیدھی نہ کرے۔''

❸ نماز میں خرابی کرنا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ):

دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلّٰى، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَرَدَّ وَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) ثَلَاثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) ❷

مسجد میں تشریف لے گئے، اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''جا نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی، جیسے اس نے پہلے پڑھی، پھر آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے فرمایا: ''نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب وہ بولا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس سے بہتر ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے تعلیم کر دیجئے، آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے

---

❶ سنن ابی داود، الصلاة، باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود: ۸۵۵، صحیح۔

❷ صحیح بخاری، الاذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات کلها، فی الحضر والسفر، وما یجهر فیها وما یخافت: ۷۵۷۔

کھڑے ہو، تو تکبیر کہو، اس کے بعد جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔"

❹ عراف کے پاس جانے والا

حضرت صفیہ نبی ﷺ کی بعض ازواج سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)) ❶

"جو کسی عراف (نجومی) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، عراف ایک عمومی نام ہے، جو کاہن، نجومی، اور علم رمل جاننے والوں پر بولا جاتا ہے اور اسی طرح ہر وہ شخص عراف کہلاتا ہے، جو اندازوں اور تخمینوں کے ساتھ غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔ ❷

❺ خوشبو لگا کر مسجد جانے والی عورت

ایک عورت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزری، جس سے خوشبو آ رہی تھی، پوچھا: اے امۃ الجبار کہاں جانا چاہتی ہو؟ اس نے کہا: مسجد، پوچھا خوشبو لگائی ہے؟ کہنے لگی، ہاں۔ کہا واپس جا کر غسل کرو، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا:

((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنِ امْرَأَةٍ صَلَاةً خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرِيحُهَا تَعْصِفُ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ)) ❸

---

❶ صحيح مسلم، الآداب، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان: ١٢٥-٢٢٣٠۔

❷ مجموع فتاویٰ۔ ❸ صحيح ابن خزيمة، الإمامة فى الصلاة، باب ايجاب الغسل على المتطيبة للخروج الى المسجد، ونفى قبول صلاتها إن صلت قبل ان تغتسل: ١٦٨٢، حسن۔

''اس عورت کی اللہ نماز قبول نہیں کرتا، جو مسجد کی طرف جائے اور اس کی خوشبو پھیل رہی ہو، یہاں تک کہ وہ واپس جا کر غسل کر لے۔''

6 اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنے والی کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ)) [1]

''وضو کے بغیر نماز، اور خیانت (کے مال) سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔''

7 شراب پینے والے کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ)) [2]

''جس شخص نے شراب پی پھر اسے نشہ ہو گیا، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی، اگر فوت ہو گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا، پھر اس نے شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں، اگر فوت ہو گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا، پھر اگر اس نے شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا، تو اس کی

---

[1] سنن ترمذی الطهارة، باب ماجاء لا تقبل صلاة بغير طهور:١، صحيح۔

[2] صحيح ابن حبان: ٥٣٥٧، صحيح۔

چالیس دن تک نماز قبول نہیں، اگر فوت ہو گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔ پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ پیتا ہے تو پھر اللہ کا حق ہے کہ اسے طینۃ الخبال پلائے۔'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جہنم کی پیپ۔''

کوئی فرض اور نفل قبول نہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا عَاقٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَمُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ)) [1]

''تین قسم کے لوگوں کی اللہ عزوجل کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔ والدین کے نافرمان، احسان جتلانے والے اور تقدیر کو جھٹلانے والے کی۔''

ظاہر نیک اور باطن بد

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی نے فرمایا:

((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا)) قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُوْنَ مِنْهُمْ، وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوهَا)) [2]

''میں جانتا ہوں، ان لوگوں کو جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب، البر والصلة وغيرهما الترغيب في بر الوالدين وصلتهما وتأكيد طاعتهما والإحسان إليهما وبر أصدقائهما من بعدهما: ٢٥١٣، حسن۔ [2] سنن ابن ماجة، الزهد، باب ذكر الذنوب: ٤٢٤٥، صحيح۔

نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اس غبار کی طرح کر دے گا، جو اڑ جاتا ہے۔" ثوبان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان کر دیجئے اور کھول کر بیان فرمایئے تاکہ ہم لاعلمی سے ان لوگوں میں نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: "تم جان لو کہ وہ لوگ تمہارے بھائیوں میں سے ہیں اور تمہاری قوم میں سے اور رات کو اسی طرح عبادت کریں گے، جیسے تم عبادت کرتے ہو، لیکن وہ لوگ یہ کریں گے کہ جب اکیلے ہوں گے، تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے۔"

کتا پالنے والا

سائب بن یزید نے سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا، لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ)) فَقَالَ السَّائِبُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: إِي وَرَبِّ هَذِهِ الْقِبْلَةِ.❶

"جس شخص نے کتا پالا جو اس کی کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہیں، ہر روز اس کے عمل سے ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے۔" سائب نے کہا: تو نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہا: اس قبلہ کے رب کی قسم۔

---

❶ صحیح بخاری، بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسه، فان فی احدی جناحیه داء وفی الاخری شفاء: ۳۳۲۵

تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ ﴾ ❶

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! اللہ کیساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔''

تمہیدی کلمات

عقیدہ توحید کامیابی کی سیڑھی کا پہلا زینہ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ موجود ہے، وہ اپنی ربوبیت (افعال)، عبادت (الوہیت) اور اسماء وصفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں۔ توحید کے برعکس شرک ہے، جو ناقابل معافی جرم ہے۔

اس کے مدمقابل رسول اللہ ﷺ نے دم کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دم شرکیہ کلمات پر منحصر نہ ہو، اگر شرکیہ دم ہے، تو اسے قطعا نہ کریں اور نہ ہی کروائیں۔ آج کے خطبہ میں ہم تعویذ کی مذمت اور شرعی دم کی اہمیت پر بات کریں گے۔

مشرک پر جنت حرام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ ﴾ ❷

''(اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔''

---

❶ لقمان ۳۱ : ۱۳۔ ❷ المائدۃ ۵ :۷۲۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ ❶

''جولوگ کافر ہیں (یعنی) اہلِ کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔''

اب اس آیت مبارکہ کے اندر یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس انسان نے شرک کیا، اللہ اس کو معاف نہیں کرے گا اور اس پر جنت حرام ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) ❷

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کرتا تھا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔''

مشرک کے لیے معافی نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ ❸

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! اللہ کیساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔''

مشرک کے اعمال ضائع

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ ❹

''اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، سب ضائع ہو جاتے۔''

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

---

❶ البينة٩٨ :٦۔ ❷ صحيح مسلم، الإيمان، باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة: ٩٢٣۔ ❸ لقمان٣١ : ١٣۔ ❹ الأنعام٦ :٨٨۔

﴿وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ❶

''اور (اے محمد ﷺ!) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف، جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں، یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے۔''

مشرک کبیرہ گناہ کا مرتکب

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ کبیرہ گناہوں کو شمار فرمایا اور ذکر کیا:

((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ)) ❷

''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بھی شرک ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے انہوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) ❸

''یہ کہ تم اللہ کے لیے شریک بناؤ، حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔''

مشرک ابدی جہنمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ)) ❹

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا، وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔''

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ ❺

''جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک، وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں

---

❶ الزمر ٣٩: ٦٥۔ ❷ صحیح البخاری: ٥٦٣١؛ صحیح مسلم: ٨٧۔
❸ صحیح البخاری: ٤٤٧٧؛ سنن ابی داود: ١٩٦٦۔
❹ صحیح بخاری، الأیمان والنذور: ٦٦٨٣۔ ❺ البینة ٩٨: ٦۔

گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَن مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) ❶

"جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کرتا تھا، تو وہ دوزخ میں جائے گا۔"

شرک ہلاکت خیز عمل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سات ہلاک کر دینے والی اشیاء سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: وہ کونسی ہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ — "کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا
وَالسِّحْرُ — جادو کرنا
وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ — ناجائز کسی کو قتل کرنا
وَأَكْلُ الرِّبَا — سود کھانا
وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ — یتیم کے مال کو کھانا
وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ — جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا
وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))
نیک پاکدامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔" ❷

مشرک کی شفاعت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کے لیے ایک ایسی دعا ہے، جو ضرور قبول کی جاتی ہے، تمام انبیاء علیہم السلام نے وہ دعا (دنیا میں ہی) مانگ لی لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے

❶ صحیح مسلم، الإیمان، باب من مات لا یشرك باللّٰه شیئا دخل الجنة: ۹۳۔

❷ صحیح بخاری، الوصایا، باب قول اللّٰه تعالی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا﴾...... الخ: ۲۷٦٦۔ ۵۷٦٤۔

لیے محفوظ کر رکھی ہے۔"

((فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)) ❶

"میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کو نصیب ہو گی، جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔"

شرک کی ایک قسم تعویذ

ہمارے معاشرے کے اندر جس طرح شرک کی دیگر صورتیں عام ہیں، بالکل ایسے ہی ہمارے معاشرے میں شرک کی ایک قسم تعویذ وغیرہ بھی ہے، جب کہ تعویذ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) ❷

"جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔"

اب اس حدیث میں بھی اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ تعویذ لٹکانا شرک ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی لوگ اس سنگین جرم سے باز نہیں آتے اور اپنی طرف سے حیلے و بہانے بناتے ہیں۔

یہی نہیں کہ نبی ﷺ نے اسے شرک کہا ہو بلکہ اس شخص کے لیے بددعا بھی کی ہے جو تعویذ لٹکاتا ہو، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ)) ❸

"جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کی مراد کبھی بھی پوری نہ کرے۔"

ہمارا بھروسہ تو مکمل اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے، وہی ہمارا وکیل ہے۔ اگر ہم ایک کاغذ کے پرزے یا دھاگے کے بارے میں سمجھیں گے کہ یہ ہمیں شفا دے گا، تو اس کا مطلب ہے کہ

---

❶ صحيح مسلم، الإيمان، باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته: ١٩٩؛ سنن ترمذي: ٣٦٠٢۔ ❷ مسند أحمد: ٤/ ١٥٦؛ حاكم: ٤/ ٢١٩؛ السلسلة الأحاديث الصحيحة: ٤٩٢۔

❸ مسند أحمد: ٤/ ١٥٤؛ المستدرك للحاكم: ٤/ ٢١٦۔

ہمارا توکل اللہ پر نہیں، بلکہ اس دھاگے یا پرزے پر ہے۔ جس طرح کوئی اللہ کی عبادت کرے اور ساتھ شرک بھی کرے، تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی عبادت کو بھی قبول نہیں کرتا، اسی طرح حدیث میں ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ)) ❶

''جس نے کوئی بھی چیز لٹکائی اسے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

اگر ہم تعویذ لٹکالیں تو اس حدیث کی رو سے اللہ کی حفاظت ختم اور تعویذ کی شروع ہو جاتی ہے، اور تعویذ کبھی بھی ہماری حفاظت نہیں کر سکتا۔ اگر ہم نے تعویذ لٹکالیا تو ہم مشرک کہلائیں گے۔

جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار کے پاس گئے، اس کے بازو پر دھاگہ دیکھا تو اسے کاٹ کر پھینک دیا اور قرآن کی یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ ❷

''اللہ پر بہت سے ایمان لانے والے لوگ شرک بھی کرتے ہیں۔''

تعویذ پہنے مرنے والے کا حشر

اسی طرح اگر کوئی شخص تعویذ پہنے ہوئے مر گیا، تو اس کی نجات نہیں ہوگی، جیسا کہ حدیث میں ہے:

رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ حَلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ: ((مَا هٰذِهٖ؟)) قَالَ مِنَ الْوَاهِنَةِ فَقَالَ: ((أَنْزِعْهَا فَإِنَّهَا لَا تَزِيْدُكَ إِلَّا وَهْنًا فَإِنَّكَ لَوْ مُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا)) ❸

نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں تانبے کا چھلہ دیکھا، تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' آدمی نے جواب دیا، یہ بیماری کی وجہ سے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے

---

❶ مسند أحمد: ٤/ ٢٠١؛ المستدرك للحاكم: ٤/ ٢١٦؛ سنن ترمذي: ٢٠٧٢۔

❷ يوسف١٢ :١٠٦۔ ❸ مسند أحمد: ٤/ ٤٤٥؛ سنن ابن ماجه: ٣٥٣١؛ المستدرك للحاكم: ٢١٦۔ شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے، جبکہ فواد عبدالباقی تعلیق میں لکھتے ہیں و فی الزوائد اسناده حسن لأن مبارك هذا هو ابن فضالة۔

فرمایا: ''اسے نکال دو، کیونکہ یہ بیماری کو زیادہ ہی کرے گا اور اگر تم اسے پہنے پہنے مر گئے، تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکو گے۔''

لہٰذا اس حدیث کی رو سے کوئی بھی شخص اس حالت میں مرا کہ اس کے ہاتھ یا گلے میں کڑا چھلا یا تعویذ یا کوئی بھی جو اس نیت سے پہنی ہو کہ یہ مجھے فائدہ دے گی، تو اس کی نجات نہیں۔

نبی ﷺ کا تعویذ کی کراہت کرنا

نبی ﷺ تو تعویذ سے اتنی کراہت کرتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس دس آدمیوں پر مشتمل ایک جماعت آئی، جن میں سے نو آدمیوں سے آپ نے بیعت لی اور ایک آدمی کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے نو آدمیوں سے بیعت لے لی اور ایک آدمی کو چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ عَلَیْهِ تَمِیْمَةً)) [1]

''اس لیے کہ اس کے جسم پر تعویذ ہے۔''

جانوروں کے گلے میں بھی تعویذ نہ لٹکانا

نبی ﷺ خود تو تعویذ لٹکانا درکنار دوسروں کے گلے میں بھی اسے برداشت نہیں کر سکتے تھے، یہاں تک کہ جانوروں کے گلے میں بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے:

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، تو آپ نے قاصد بھیج کر لوگوں کو حکم فرمایا:

((لَا یُبْقَیَنَّ فِیْ رَقَبَةِ بَعِیْرٍ قَلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ اَوْ قَلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ)) [2]

''کسی بھی اونٹ کی گردن میں تانت کی مالا یا کوئی بھی مالا نہ رہے بلکہ کاٹ دی جائے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعویذ کی کراہت کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی

---

[1] مسند احمد: ١٦٤٢٢۔ [2] صحیح بخاری، الجهاد والسیر: ٣٠٠٥۔

ہیں کہ عبداللہ جب گھر آتے تو دروازے پر پہنچ کر کھنکھارتے تاکہ اچانک ہم میں کوئی ایسی چیز نہ دیکھ لیں، جو انہیں ناپسند ہو۔ کہتی ہیں: ایک دن وہ آئے اور حسب عادت آواز نکالی، اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی، جو مجھے حمرہ (بیماری) کی وجہ سے جھاڑ پھونک کررہی تھی۔ میں نے اس عورت کو چارپائی کے نیچے چھپا دیا۔ عبداللہ میرے پاس آئے اور میری جانب بیٹھ گئے۔ انہوں نے میرے گلے میں ایک دھاگہ دیکھا۔ پوچھا: یہ کیسا دھاگہ ہے؟ میں نے کہا: یہ دھاگہ ہے جس میں میرے لیے وصم (دم وغیرہ) کیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں: یہ سن کر عبداللہ نے اسے پکڑ کر کاٹ دیا اور کہا: بیشک عبداللہ کا خاندان شرک سے بے نیاز ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((اِنَّ الرُّقَی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)) [1]

''جھاڑ پھونک، تعویذ اور محبت کا منتر یہ سب شرک ہیں۔''

غرض آپ جتنی بھی احادیث اٹھا کر دیکھ لیں، جس صحابی نے بھی تعویذ یا دھاگے کو دیکھا اسے شرک ہی سمجھا اور شرک ہی بولا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں: (اعوذ باللہ) ''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی۔'' اب اگر کوئی اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ شروع کردے۔ جیسا کہ حدیث کے اندر آتا ہے۔

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) [2]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

اب اللہ کو غیر اللہ کی قسم اٹھانا گوارہ نہیں، پھر غیر اللہ کی پناہ کیسے گوارہ ہوسکتی ہے۔ کائنات کا خالق ایک اللہ ہے۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ اس کا غیر، یعنی غیر اللہ ہے۔ اب ایک تعویذ بھی غیر اللہ ہے، خواہ اس کے اندر قرآنی آیات ہی کیوں نہ لکھی ہوں۔

بلکہ قرآنی تعویذ سے قرآن کی جس قدر توہین ہے، عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا، مثلاً: تعویذ کے اندر قرآن کی آیات ہیں اور انسان ٹائلٹ جاتا ہے۔ کیا ہم یہ برداشت کرسکتے ہیں

---

[1] مسند أحمد: ١/ ٣٨١ (٣٦١٥)؛ حاكم: ٤/ ٢١٧؛ صحيح ابن ماجه: ٢/ ٢٦٩۔

[2] مسند أحمد: ٢/ ٣٤؛ المستدرك للحاكم: ١/ ١٨؛ سنن ترمذي: ١٥٩٠؛ ارواء الغليل: ٥٦١۔

کہ قرآن کو کوئی لیٹرین میں لے کر جائے؟ پھر تعویذ کے لیے یہ رخصت کیوں؟ بلکہ بعض نام نہاد ملاں تو یہ فتویٰ تک دے دیتے ہیں کہ قرآنی آیات موم جامے میں لپٹی ہوں تو کوئی بات نہیں۔ کاش کافروں پر قرآن کریم کی بے حرمتی پر چلانے والے اپنے گریبان میں بھی ایک نگاہ ڈال لیتے۔ چند ٹکوں کی خاطر ان لوگوں نے قرآن کریم کا کیا حشر کیا ہے۔

جس طرح ڈاکٹروں نے دوائیاں بنائی ہوئی ہیں، اسی طرح ان پیروں نے تعویذ بنائے ہوئے ہیں۔ سر درد کے لیے پیناڈول ہے۔ اب کوئی شخص ڈاکٹر سے پیناڈول لے کر اسے گلے میں لٹکا لے کیا اسے شفا ہو جائے گی؟ جب تک دوائی کھا نہ لیں، شفا نہیں ہوگی، اسی طرح جب تک قرآن پڑھیں گے نہیں شفا نہیں ہوگی۔ ان ملاؤں نے ہر سورت کے اپنی طرف سے علیحدہ خواص لکھے ہیں، کس کس سورت کو کہاں کہاں باندھنا ہے اور کونسی بیماری کے لیے کونسی سورت لکھنی اور باندھنی ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ جو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں: (وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ) ہر طرح کے تعویذ کو مکروہ جانتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے۔ [1]

مگر یہاں تو شاید ہی کوئی فرقہ ایسا ہو، جس میں تعویذ گنڈے نہ ہوں، اور صرف یہی نہیں کہ تعویذ گنڈے ہی کو جائز قرار دے رہے ہیں، بلکہ ایسے ایسے مسائل بھی بیان کیے جاتے ہیں جنہیں سن کر ہی انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

کسی بھی فقہ کی کتاب میں کسی بھی امام کے اقوال میں آپ کو تعویزات کی یہ شکلیں نہیں ملیں گی، چند ضعیف اور جھوٹی روایات کا سہارا لے کر مختلف فرقوں کے لوگوں نے اپنی دوکانیں سجالیں اور جب معقول آمدنی شروع ہوگئی، تو پھر اسے شرک یا حرام کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنے لگے، کیا کسی ایک صحابی نے بھی تعویزوں کی دوکان کھولی تھی، یہ سارا ہندسوں کا علم بعد کی پیداوار ہے۔ آپ اللہ کا نام چاہے فارسی میں لکھیں، چاہے انگریزی میں، چاہے لاطینی میں، چاہے عبرانی میں مگر اسے آپ ٹائلٹ میں لے کر نہیں جا سکتے۔ آخر یہ ہندسوں کا علم کونسا

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/ ۳۷٤۔

ہے، کہ اللہ کا نام بھی لکھا آپکے پاس لکھا ہوا ہو اور آپ ٹائلٹ میں بھی چلے جائیں، پھر اللہ کا نام کپڑے میں لپیٹیں یا چمڑے میں یا موم جامے میں، اگر ٹائلٹ میں لے کر چلے گئے، تو یہ قرآن مجید کی توہین ہے ہمیں اس توہین سے بھی بچنا چاہیے اور اس شرک سے بھی۔

اللہ پر توکل کرنے والے

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِلَا حِسَابٍ، هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) [1]

"میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے، جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور نہ فال نکالتے ہیں اور صرف اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔"

لہٰذا ہمارا توکل بھی صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے، اس کے علاوہ کوئی بھی ہمیں نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

معلوم ہوا تعویذ ناجائز، حرام اور شرک ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ اس کے مقابل رسول اللہ ﷺ نے دم کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ بھی دوسروں کو دم کیا کرتے تھے۔ ہمیں ایسے دم جو شرک سے پاک ہوں، انہیں سیکھ کر دوسروں کو کرنا چاہیے۔ ان شاء اللہ اس سے دوسروں کو شفا اور نفع ہوگا۔

غیر شرکیہ دم

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں کچھ دم کیا کرتے تھے، ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے دم میرے سامنے پیش کرو۔ غیر شرکیہ دم میں کوئی حرج نہیں۔" [2]

---

[1] صحیح بخاری، الطب باب من اکتوٰی اوکوی غیرہ: ۵۷۰۵۔

[2] صحیح مسلم، الادب، باب لاباس بالرقی مالم یکن فی شرك: ۲۲۰۰۔

نظر بد کا دم

رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ نظر بد لگ جانے میں، ڈنک میں اور نملہ یعنی پسلی میں دانے اور پھنسیاں نکلنے کی صورت میں۔

بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ)) ❶

''اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں، ہر چیز سے جو تکلیف دے تجھ کو اور ہر نفس کے شر سے یا حاسد کی نظر بد سے، اللہ آپ کو شفا دے۔''

بچھو کے کاٹنے کا دم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے سے منع فرما دیا، تو عمرو بن حزم کے خاندان والے آپ ﷺ کے پاس آئے، تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک (منتر) دم ہے، جس کے ذریعے ہم بچھو کے ڈسنے کا علاج کرتے ہیں، لیکن اب آپ ﷺ نے دم ناجائز قرار دے دیا ہے (اس کے بعد) انہوں نے اپنا دم آپ ﷺ کو پڑھ کر سنایا تو آپ نے فرمایا: ''میں اس دم میں کوئی برائی (شرک) نہیں دیکھتا، پس تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہے، تو اسے چاہیے کہ ضرور نفع پہنچائے۔'' ❷

جنات سے بچاؤ کا دم

آیۃ الکرسی پڑھنے والا بندہ جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ❸

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ

---

❶ صحيح مسلم، الادب، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة: ٢١٩٦۔ ❷ صحيح مسلم، الادب، باب استحباب الرقية......: ٢١٩٩۔
❸ صحيح الترغيب: ١/ ٢٧٣۔

الْعَظِيمُ ﴾ ❶

”اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے؟ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے، وہ اسے جانتا ہے اور وہ (لوگ) اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اس قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے زیادہ وسیع ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں، وہ بڑا عالی اور جلیل القدر ہے۔“

زہریلے جانور کے زہر سے بچاؤ کے لیے دم

مندرجہ ذیل تین دفعہ دعا پڑھنے والے کو زہریلے جانور کا ڈنک نقصان نہیں دے گا۔

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ❷

”میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔“

مشکل کام کی آسانی کے لیے دعا

((اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا)) ❸

”اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں ہے، مگر جسے تو آسان کر دے اور تو جب چاہتا ہے، تو مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔“

سانپ کے ڈسنے پر دم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سفر کی حالت میں

---

❶ البقرة۲: ۲۵۵۔ ❷ سنن ترمذی: ۳/ ۱۸۷، ح (۱) ۳۶۰۴۔

❸ صحیح ابن حبان: ۲۴۲۷۔

ایک بستی کے سردار کو جسے سانپ نے ڈسا تھا، سورۂ فاتحہ سے دم کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ ❶

سورۂ فاتحہ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۧ﴾ آمین۔ ❷

”شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے، جو تمام مخلوقات کا رب ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، انصاف کے دن کا حاکم ہے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کے رستے پر جن پر تو اپنا فضل اور کرم کرتا رہا ہے، نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا ہے اور نہ گمراہوں کے۔“

بچھو کے کاٹنے پر دم

نبی کریم ﷺ کو نماز کے دوران میں بچھو نے کاٹا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کہا: ”بچھو پر اللہ کی مار پڑے کہ وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر کو۔“ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوایا اور اس مقام پر جہاں بچھو نے کاٹا تھا، ڈالنے لگے اور سورۃ ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)) پڑھ کر دم کرنے لگے۔ ❸

سورۃ الاخلاص

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ

---

❶ صحیح بخاری: ۹/ ۵۰۰۷۔ ❷ الفاتحہ ۱: ۱۔۷۔

❸ سنن ابن ماجہ: ۱۲۴۶؛ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۲۲/ ۲۳۵۴۳۔

يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ ﴾

”شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

سورة الفلق

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ﴾

”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جو رحمان و رحیم ہے۔ کہہ دیجیے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر مخلوق کی تکلیف سے اور اندھیرے کی آفت سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والی جادوگرنیوں کی شرارت سے اور حاسد کی شرارت سے، جب وہ حسد کرے۔“

سورة الناس

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۥ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ ﴾

”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمان و رحیم ہے۔ کہہ دیجیے میں لوگوں کے پروردگار، لوگوں کے بادشاہ، لوگوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، وسوسے ڈالنے، پیچھے ہٹ جانے والے کی شرارت سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں سے۔“

بیمار آدمی کے لیے دم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بیماری میں، جس میں آپ فوت ہوئے، آپ ﷺ اپنے آپ کو معوذتین پڑھ کر یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دم کرتے پھر

میں آپ ﷺ کو انہیں (سورتوں) کے ساتھ دم کرتی۔ ❶

جادو کی دوری کے لیے دم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ (جادو کے اثر سے) جب بیمار ہوئے، تو معوذات (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر اپنے آپ کو دم کیا کرتے اور اپنا ہاتھ مبارک جسم پر پھیرے۔ ❷

❶ صحیح بخاری: ۵۰۱۶۔ ❷ صحیح بخاری: ۵۰۱۶۔

حق کیا ہے؟ اور اسے قبول نہ کرنے کی وجوہات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝﴾ [1]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے، جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔ یہ اس لیے کہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، انھوں نے باطل کی پیروی کی اور بے شک جو لوگ ایمان لائے وہ اپنے رب کی طرف سے حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات بیان کرتا ہے۔''

تمہیدی کلمات

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ حق وہ ہے، جو اس ذات نے خود نازل کیا ہے اور اس شخصیت کی بھی وضاحت فرما دی ہے کہ محمد ﷺ پر نازل ہونے والا علم حق ہے۔ اس کے سوا کسی کی بھی زبان کی گارنٹی نہیں ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ حق اس قدر واضح اور روشن ہے کہ جس طرح دن کا تابناک سورج۔ یہ انسان کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اسے قبول نہ کرے۔ جو لوگ حق کو ٹھکراتے ہیں، ان کے سامنے کئی ایک چیزیں ہوتی ہیں۔ آج کے خطبہ میں ہم حق کیا ہے اور اسے قبول کرنے میں جو چیزیں انسان کے آڑے آتی ہیں، ان کا ذکر کریں گے۔

---

[1] محمد ٤٧: ٢۔٣

اللہ کی نازل کردہ وحی ہی حق ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ ❶

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے، اس پر ایمان لاؤ، جو اللہ نے نازل فرمایا ہے، تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو اس کے علاوہ ہے، اسے وہ نہیں مانتے، حالانکہ وہی حق ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے، جو ان کے پاس ہے۔ کہہ دے پھر اس سے پہلے تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے، اگر تم مومن تھے؟''

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۗ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ۙ﴾ ❷

''بے شک ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے، جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے اور تو خیانت کرنے والوں کی خاطر جھگڑنے والا نہ بن۔''

اللہ نے قرآن اور حدیث کو نازل فرمایا ہے:

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۗ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝﴾ ❸

''اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تجھے وہ کچھ سکھایا، جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔''

حکمت سے مراد حدیث ہے، جیسا کہ سورۂ احزاب میں اس کی مزید وضاحت ملتی ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا

---

❶ البقرة ٢: ٩١۔ ❷ النساء ٤: ١٠٥۔ ❸ النساء ٤: ١١٣۔

خَبِيرًا ۞ 1

''اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہی معنی ذکر کیا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے۔

ابن وہب رحمہ اللہ مصر کے عالموں میں سے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس حدیث میں شریک ہوتے ہیں، وہاں ایک شخص امام صاحب سے سوال کرتا ہے کہ وضو کے دوران پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے، تو امام صاحب فرمانے لگے، یہ لوگوں پر ضروری نہیں ہے۔ ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ جب لوگ تھوڑے ہو گئے، تو میں قریب ہوا اور کہا:

عِنْدَنَا فِيْ ذٰلِكَ سُنَّةٌ.

''ہمارے پاس اس بارے میں سنت موجود ہے۔''

پوچھنے لگے کیا ہے، میں نے اپنے استاذ لیث بن سعد رحمہ اللہ سے بیان کردہ حدیث سنا دی۔ امام لیث رحمہ اللہ بھی مصر کے کبار محدثین میں سے ہیں۔ ساری سند سمیت وہ حدیث سنادی، جس میں بیان کرنے والے صحابی مستورد بن شداد قرشی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْلُكُ بِخِنْصَرِهِ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کا درمیانی حصہ ملتے تھے۔''

امام مالک رحمہ اللہ یہ سن کر فرمانے لگے:

---

1 الاحزاب ۳۳ : ۳۴۔

إِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ حَسَنٌ.

”یہ حدیث اچھی ہے۔“

جو میں نے اس سے قبل نہیں سنی پھر اس کے بعد جب بھی امام صاحب سے پاؤں کی انگلیوں میں خلال کے بارے میں پوچھا جاتا، تو خلال کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ ❶

ابن وہب رحمہ اللہ نے سنت کا لفظ بولا اسی پر امام مالک رحمہ اللہ نے حدیث کا لفظ بولا ہے پتہ چلا کہ حدیث اور سنت ایک چیز ہے۔

اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ حدیث اور قرآن دونوں منزل من اللہ ہیں اور سنت اور حدیث دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

انہی کا اتباع کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، جو اس نے اپنے پیارے پیغمبر پر نازل فرمایا ہے:

﴿ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ ﴾ ❷

”اس کے پیچھے چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کے پیچھے مت چلو۔ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔“

پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی زبان سے جو نکلے وہ حق ہے

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا:

”میں حضور اکرم ﷺ سے جو باتیں سنا کرتا تھا انہیں لکھا کرتا تھا، یاد کرنے لیے۔ لیکن مجھے قریش نے منع کیا اور کہنے لگے کہ

أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

---

❶ صفة صلاة النبی للالبانی: ۴۹۔ ❷ الاعراف ۷: ۳۔

بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى فِيْهِ، فَقَالَ: ((اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ)) ❶

''تم حضور ﷺ کی ہر بات کو جو سنتے ہو، لکھ لیا کرتے ہو، حالانکہ حضور اکرم ﷺ بشر ہیں (اور بشری تقاضے کی وجہ سے آپ کو غصہ بھی آتا ہے، خوشی کی حالت بھی ہوتی ہے) اور آپ کبھی غصہ میں اور کبھی خوشی کی حالت میں گفتگو کرتے ہیں، لہٰذا میں نے کتابت سے ہاتھ روک لیا اور اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا، حضور نے اپنی انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ لکھا کرو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس منہ سے سوائے حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتی۔''

معیار حق

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ)) ❷

''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔''

ایک اور حدیث میں ہے۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: ((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا

---

❶ سنن أبي داود، العلم، باب في كتاب العلم: ٣٦٤٦، صحيح۔

❷ الموطا، القدر، باب النهي عن القول بالقدر۔

كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ، حَيْثُمَا قِيدَ انْقَادَ)) [1]

جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا: جس سے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، آپ ہم سے کسی چیز کا عہد لے لیں، آپ نے فرمایا: ''میں تم کو ایسی صاف ہموار زمین پر چھوڑے جا رہا ہوں، جس کے دن اور رات برابر ہیں، اس سے وہ ہٹے گا، جو ہلاک ہونے والا ہوگا، جو تم میں سے زندہ رہے گا، وہ عنقریب شدید اختلاف دیکھے گا، تم پر میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ لازم ہے اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا اور تم پر اطاعت امیر لازم ہے، خواہ وہ حبشی غلام ہو کیونکہ مومن نکیل ڈالے اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جیسے چلایا جاتا ہے، اطاعت کرتا ہے۔''

جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے، وہی حق ہے، آپ کے علاوہ کوئی بھی ہو، اس کی بات حق نہیں ہوسکتی، حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات بھی حق نہیں، جب وہ قرآن وحدیث سے ہٹ کر بات کہیں، یا ایسے مسئلہ میں بات کریں، جس کا وجود نبی ﷺ کے دور میں تھا اور آپ نے اس کے بارے کچھ نہیں کہا۔ ہاں اگر ایسا معاملہ ہے، جس کا وجود نبی ﷺ کے دور میں نہیں ملتا، تو پھر ایسی صورت میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی بات قابل حجت مانی جائے گی۔

خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات

خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ عنہ جو جنتی بھی ہیں، یار غار بھی ہیں، انبیاء کے بعد سب سے افضل انسان ہیں، انہیں جنت کے تمام دروازوں سے آواز بھی دی جائے گی۔ یہ سب کچھ ہونے

[1] سنن ابن ماجه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين: ٤٣۔

کے باوجود ان کی بات قابل حجت نہیں، جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔

نبی ﷺ کی وفات کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور طلیحہ بن خویلد اسدی کے ساتھ جا ملے تھے، جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ مسیلمہ کذاب کی مہم سے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی سرکوبی کے لیے عظیم کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، جب طلیحہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، تو پھر صلح کے لیے وفد کی صورت میں کچھ لوگ بنو اسد اور بنو غطفان کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں تباہ کن جنگ اور رسوا کن صلح میں اختیار دیا۔ کہنے لگے یہ تباہ کن جنگ تو سمجھ گئے، لیکن یہ رسوا کن صلح کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نَنْزِعُ مِنكُمُ الْحَلقَةَ وَالْكُرَاعَ وَنَغْنَمُ مَا أَصَبْنَا مِنكُمْ وَتَرُدُّونَ عَلَيْنَا مَا أَصَبْتُمْ مِنَّا وَتَدُونَ لَنَا قَتْلَانَا وَيَكُونُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ فَعَرَضَ أَبُوبَكْرٍ مَا قَالَ عَلَى الْقَوْمِ.

”ہم تم سے کڑا اور کھری تک لے لیں گے، جو ہم نے تم سے چھینا ہے، وہ ہم بطور غنیمت رکھیں گے اور جو تم نے ہم سے چھینا ہے، وہ واپس کرو گے۔ اور تم ہمارے مقتولوں (شہداء) کا خون بہا ادا کرو گے اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کہا وہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔“

فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ رَأْيًا وَسَنُشِيرُ عَلَيْكَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ فَذَكَرَ الْحُكْمَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ قَالَ فَنِعْمَ مَا ذَكَرْتَ وَأَمَّا تَدُونَ قَتْلَانَا وَيَكُونُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ فَإِنَّ قَتْلَانَا قَاتَلَتْ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ وَأُجُورُهَا عَلَى اللَّهِ لَيْسَتْ لَهَا دِيَاتٌ قَالَ فَتَتَابَعَ الْقَوْمُ عَلَى مَا قَالَ عُمَرُ۔[1]

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، مجھے بھی ایک رائے سوجھی ہے اور ہم آپ کے خلاف مشورہ لیں گے۔ آپ نے جو دو پہلے فیصلوں کا ذکر کیا ہے،

[1] فتح الباری ۱۳/ ۲۱۰، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۷۶۳۲۔

وہ تو آپ نے اچھا کیا ہے۔ باقی رہی بات کہ تم ہمارے مقتولوں کا خون بہا ادا کرو گے اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ کہا: ہمارے مقتولوں نے اللہ کے حکم پر لڑائی لڑی ہے اور ان کا اجر بھی اللہ کے پاس ہے، ان کی دیات نہیں ہیں، تو قوم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت کی۔"

خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات

سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شامی میرے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں پوچھتا ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ وہ شامی کہتا ہے کہ آپ کے باپ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے، جواب میں کہتے ہیں:

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، أَأَمْرَ أَبِي نَتَّبِعُ؟ أَمْ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟، فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.❶

"بتلاؤ اگر میرے باپ نے اس سے منع کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہے، میرے باپ کی ہم اتباع کریں گے، رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع کریں گے؟ تو وہ شخص کہنے لگا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پیروی کریں گے۔"

حق کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں، لیکن یہ بات یاد رہے کہ حق ایک ہے، زیادہ نہیں ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا حق زیادہ ہوں اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز حق بھی ہو باطل بھی ہو، توحید بھی ہو شرک بھی ہو، سنت بھی ہو بدعت بھی ہو، حلال بھی ہو حرام بھی ہو، جائز بھی ہو ناجائز بھی ہو۔ حق وہی ہے جو اللہ نے وحی کے ذریعے قرآن اور حدیث کی صورت میں کائنات میں سے سب سے افضل انسان پر نازل فرمایا ہے اور اسی کا اتباع کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾﴾❷

"اور جب ان سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے، اس کی طرف اور

---

❶ سنن ترمذی، الحج، باب ماجاء فی التمتع: ٨٢٤۔ ❷ النساء ٤: ٦١۔

رسول کی طرف آؤ، تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔"

حق تسلیم نہ کرنے سے تہتر فرقے بنتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً)) قَالُوْا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)) [1]

"بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، ایک کے سوا سب آگ میں ہوں گے۔" انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کہا: وہ کون ہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: "جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

الٹی راہ شیطان کی راہ ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ)) ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذِهِ سُبُلٌ قَالَ يَزِيْدُ: مُتَفَرِّقَةٌ، عَلَى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ إِلَيْهِ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ﴾ [2]

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: "یہ اللہ کا راستہ ہے۔" پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا: "یہ مختلف راستے ہیں، جن میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے اور ان راستوں پر چلنے کی دعوت دے رہا ہے۔" اس کے بعد نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ: "یہ میرا

---

[1] سنن ترمذی، أبواب الإيمان ماجاء فی افتراق هذه الأمة: ٢٦٤١، حسن۔

[2] الأنعام٦ :١٥٣؛ مسند احمد: ٤١٤٢، حسن۔

سیدھا راستہ ہے، سو اس کی پیروی کرو، دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ تم اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔''

حق چھپانے کی سزا

جس کو اللہ کی راہ، رسول کی راہ اور حق بات کا علم ہو جائے پھر اسے چھپاتا پھرے، تو اس کے لیے سخت وعید اور عذاب الیم ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓىِٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ﴾ ❶

''بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ)) ❷

''جس سے ایسے علم کی بابت پوچھا گیا، جو اس کے پاس ہے، پھر وہ اس کو چھپالے، تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔''

حق قبول نہ کرنے کی وجوہات

مکہ کے مشرکوں نے حق کو قبول کرنے کی بجائے ایک دفعہ یہ کہہ دیا:

﴿ وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ ﴾ ❸

''اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ اے اللہ! اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی دردناک عذاب

---

❶ البقرۃ ۲: ۱۷۴۔ ❷ سنن ترمذی: ۲۶۴۹۔ ❸ الانفال ۸: ۳۲۔

ہم پر لے آ۔“

لیکن اللہ نے محفوظ رکھا، (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) مکہ کے جہلاء اور مشرکین کی طرح دنیا میں بہت سے لوگ حق کو جان کر قبول نہیں کرتے، کیوں؟ چند ایک وجوہات ہیں، ان کا آج مختصر ذکر کرتے ہیں۔

حکومت و سلطنت

اگر عہدہ ملے تو ساتھ ہیں، وگرنہ نہیں، اقتدار ملتا ہے، تو حق قبول کریں گے، وگرنہ نہیں۔ محرم سات ہجری کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمامہ کے سردار ہوذہ بن علی حنفی کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے خط تحریر کیا، تو اس نے یہی مطالبہ رکھا تھا۔ جواباً جو خط اس نے تحریر کیا اس کی عبارت یہ ہے:

مَا أَحْسَنَ مَا تَدْعُو إِلَيْهِ وَأَجْمَلَهُ، وَأَنَا شَاعِرُ قَوْمِي وَخَطِيبُهُمْ، وَالْعَرَبُ تَهَابُ مَكَانِي، فَاجْعَلْ لِي بَعْضَ الْأَمْرِ أَتَّبِعْكَ وَأَجَازَ سَلِيطَ بْنَ عَمْرٍو بِجَائِزَةٍ وَكَسَاهُ أَثْوَابًا مِنْ نَسْجِ هَجَرَ فَقَدِمَ بِذَلِكَ كُلِّهِ عَلَى النَّبِيِّ -ﷺ- وَأَخْبَرَهُ عَنْهُ بِمَا قَالَ. وَقَرَأَ كِتَابَهُ وَقَالَ: ((لَوْ سَأَلَنِي سَيَابَةً مِنَ الْأَرْضِ مَا فَعَلْتُ. بَادَ وَبَادَ مَا فِي يَدَيْهِ!)) فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنْ عَامِ الْفَتْحِ جَاءَهُ جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ.[1]

”آپ جو دعوت پیش کرتے ہیں، وہ بہت عمدہ اور شاندار ہے، میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں، اور عرب مجھ سے مرعوب رہتے ہیں۔ میرے لیے زمام حکومت کا کچھ مقرر کر دیں، میں آپ کی اتباع کر لوں گا۔ اور اس نے سلیط بن عمرو کو انعام و اکرام سے نوازا اور ہجر علاقے کے بنے ہوئے کپڑے زیب تن کروائے۔ تو وہ سب لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا، اس کی خبر آپ کو دی اور اس کا خط پڑھ کر سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مجھ

---

[1] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱/ ۲۰۱۔

سے زمین کی ایک کچی کھجور کا بھی سوال کرتا، تو میں اسے نہ دیتا۔ وہ برباد ہو گیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا وہ بھی برباد ہو گیا۔ فتح مکہ کے سال جب واپس پلٹے، تو جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی کہ وہ موت کا شکار ہو چکا ہے۔"

"کچھ بدنصیب وہ بھی ہوتے ہیں کہ جن کی حاکم وقت اور امام سے بیعت صرف دنیا کی خاطر ہوتی ہے، اگر انہیں دنیا مل جائے، تو وفاداری ورنہ کسی عہد معاہدے اور بیعت کا کوئی پاس نہیں کرتے۔ ایسے بدنصیب جن کی بیعت کا مقصد صرف دنیا اکٹھی کرنا ہوتا ہے، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید بیان فرمائی ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ، يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا)). ❶

"تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) گفتگو نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور مسافروں کو نہ دے، دوسرا وہ شخص جو کسی سے بیعت صرف دنیا کی خاطر کرے، اگر وہ اس کی مرضی کے مطابق دیتا ہے، تو قائم رہتا ہے، ورنہ بیعت کو توڑ دیتا ہے، تیسرا وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا مول کرے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھائے کہ اس کو یہ چیز اتنے اتنے داموں میں ملی ہے اور خریدار اس کو خرید لے۔"

حسد

حق قبول کرنے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ حسد ہے، یہود کی اکثریت صرف اس

❶ صحیح بخاری، الشہادات، باب الیمین بعد العصر: ۲۶۷۲۔

لیے نبی علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی تھی کہ آپ بنو اسحاق میں سے نہیں ہیں، آپ بنو اسماعیل میں سے ہیں، حالانکہ یہ لوگ مدینہ کے قرب وجوار میں صرف اس لیے آ کر آباد ہوئے تھے کہ یہاں آخری نبی آنے والا ہے، ہم اس نبی کی اتباع کریں گے اور اس کے ساتھ مل کر مشرکوں سے لڑیں گے۔

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب بدر میں سے تھے، مروی ہے کہ بنو عبدالاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، ایک دن وہ نبی ﷺ کی بعثت سے تھوڑا ہی عرصہ قبل اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور بنو عبدالاشہل کی مجلس کے پاس پہنچ کر رک گیا، میں اس وقت نوعمر تھا، میں نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اور میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا تھا

فَذَكَرَ الْبَعْثَ وَالْقِيَامَةَ وَالْحِسَابَ، وَالْمِيزَانَ، وَالْجَنَّةَ، وَالنَّارَ فَقَالَ: ذَلِكَ لِقَوْمٍ أَهْلِ شِرْكٍ، أَصْحَابِ أَوْثَانٍ، لَا يَرَوْنَ أَنَّ بَعْثًا كَائِنٌ بَعْدَ الْمَوْتِ.

”وہ یہودی دوبارہ زندہ ہونے، قیامت، حساب وکتاب، میزان عمل اور جنت وجہنم کا تذکرہ کرنے لگا، یہ بات وہ ان مشرک اور بت پرست لوگوں سے کہہ رہا تھا، جن کی رائے میں مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہونی تھی۔“

فَقَالُوا لَهُ: وَيْحَكَ يَا فُلَانُ تَرَى هَذَا كَائِنًا؟ إِنَّ النَّاسَ يُبْعَثُونَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ إِلَى دَارٍ فِيهَا جَنَّةٌ، وَنَارٌ يُجْزَوْنَ فِيهَا بِأَعْمَالِهِم.

”اس لیے وہ اس سے کہنے لگے اے فلاں! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا اور انہیں جنت وجہنم نامی جگہ منتقل کیا جائے گا، جہاں ان کے اعمال کا انہیں بدلہ دیا جائے گا۔“

اس نے جواب دیا کہ ہاں اس ذات کی قسم! جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے، مجھے یہ بات پسند ہے کہ دنیا میں ایک بہت بڑا تنور خوب دہکایا جائے گا اور مجھے اس میں داخل کر کے اسے اوپر سے بند کر دیا جائے گا اور اس کے بدلے کل کو جہنم کی آگ سے نجات دیدی جائے گی اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اس کی علامت کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ اس کی علامت

ایک نبی ہے، جو ان علاقوں سے مبعوث ہوگا، یہ کہہ کر اس نے مکہ مکرمہ یمن کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے پوچھا کہ وہ کب ظاہر ہوگا، اس یہودی نے مجھے دیکھا کیونکہ میں ان میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا اور کہنے لگا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا، تو انہیں ضرور پالے گا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ ابھی دن رات کا چکر ختم نہیں ہوا تھا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرما دیا، وہ یہودی بھی اس وقت تک ہمارے درمیان زندہ تھا۔

فَآمَنَّا بِهِ وَكَفَرَ بِهِ بَغْيًا وَحَسَدًا، فَقُلْنَا: وَيْلَكَ يَا فُلَانُ أَلَسْتَ بِالَّذِي قُلْتَ: لَنَا فِيهِ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: بَلَى. وَلَيْسَ بِهِ.[1]

''ہم تو نبی ﷺ پر ایمان لے آئے لیکن وہ سرکشی اور حسد کی وجہ سے کفر پر اڑا رہا، ہم نے اس سے کہا کہ فلاں! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو وہی نہیں ہے، جس نے اس پیغمبر کے حوالے سے اتنی لمبی تقریر کی تھی، اس نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ کیونکہ آپ بنو اسحاق سے نہیں تھے۔''

انہی بدنصیبوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَٰبٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾ ﴾[2]

''اور اب جو ایک کتاب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے، اس کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے؟ باوجودیکہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے، جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی، باوجودیکہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آ گئی، جسے وہ پہچان بھی گئے، تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ کی لعنت ان منکرین پر۔''

تکبر وانانیت

قبول حق کی راہ میں رکاوٹ تکبر وانانیت بھی ہے۔

---

[1] مسند احمد: ١٥٨٤١، حسن۔ [2] البقرة ٢: ٨٩۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ)) ❶

''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔''

جب کسی نام نہاد پڑھے لکھے کو قرآن وحدیث کی بات سمجھائی جاتی ہے، تو متکبرانہ انداز میں کہتا ہے کہ مجھے سب علم ہے کوئی اور بات کرو، مجھے یہ نہ سناؤ، پھر ان لوگوں کو جو منبر و مصلی کے وارث ہوتے ہیں، انہیں حقیر سمجھتا ہے کہ انہیں دنیا کا کیا پتہ، دنیا میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی ایک گروہ کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے:

﴿وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ ❷

''اور جب ان سے کہا گیا کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں، اسی طرح تم بھی ایمان لاؤ، تو انہوں نے یہی جواب دیا، کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار! حقیقت میں تو یہ خود بیوقوف ہیں، مگر یہ جانتے نہیں ہیں۔

نوح علیہ السلام نے جب سرداروں کو دعوت دی تو کہنے لگے:

﴿قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝﴾ ❸

---

❶ صحيح مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه: ١٤٧ (٩١)

❷ البقرة ٢: ١٣۔ ❸ الشعراء ٢٦: ١١١۔

''انہوں نے جواب دیا، کیا ہم تجھے مان لیں، حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟''

کچھ ایسے بھی بدنصیب ہوتے ہیں کہ جنہیں حق کی ہدایت کی دعا کی توفیق نہیں ہوتی، وہ اپنے لیے بددعائیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

نصر بن حارث بن کلدہ ملعون فارس کے ملک گیا، تو رستم واسفند یار کے قصے یاد کر آیا تھا۔ یہاں حضور کو نبوت مل چکی تھی، آپ لوگوں کو کلام اللہ شریف سنا رہے ہوتے، جب آپ فارغ ہوتے تو یہ اپنی مجلس جماتا اور فارس کے قصے سناتا، پھر فخراً کہتا، کہو میرا بیان اچھا ہے یا محمد کا؟ یہ بدر کے دن قید ہو کر لایا گیا اور حضور کے فرمان سے آپ کے سامنے اس کی گردن ماری گئی۔ ❶

حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بنی عبدالدار کے ایک شخص جس کا نام نضر بن کلدہ تھا، اس نے کہا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. ❷

''اے اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے، تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا، یا ہمیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے۔''

جبلہ بن ایہم غسانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبلہ غسانی کی طرف لکھا کہ وہ اسلام قبول کر لے، اس نے جواب میں لکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ساتھ ہی حاضری کی اجازت مانگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے، جب وہ ملاقات کے لیے آیا، تو بادشاہوں کی سی شان وشوکت کے ساتھ آیا، اور اپنے ساتھ اپنے خاندان کے ڈیڑھ سو کے قریب افراد لیتا آیا، انہیں مدینہ کے باہر پڑاؤ ڈالنے کا کہا۔ پھر اپنی شاہانہ حالت میں مدینہ داخل ہوا۔ ہر ایک

---

❶ تفسیر ابن کثیر سورہ انفال آیت: ۳۰، ۳۱۔ ❷ تفسیر طبری: ۱۳/ ۵۰۶۔

اسے غور سے دیکھ رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مرحبا کہا، چند دن ٹھہرا حج کا موسم آیا، تو خلیفۃ المسلمین کے ساتھ حج کے لیے نکلا، اس دوران جب یہ طواف کر رہا تھا کہ بنوفزارہ کے ایک آدمی کا پاؤں اس کے لباس پر آ گیا، اس نے پیچھے مڑ کر ایک زوردار طمانچہ رسید کیا، جس سے اس فزاری آدمی کا ناک زخمی ہو گیا اور خون بہہ پڑا، مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو آپ نے فرمایا، یا تو اس کو قصاص دینا پڑے گا یا پھر اس آدمی کو خوش کر جیسے بھی کر سکتا ہے۔

کہنے لگا:

وكيف وأنا ملك وهو سوقة؟

''کیسے ہو سکتا ہے، میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک گھٹیا آدمی؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اسلام نے تم دونوں کو برابر کر دیا ہے، ہاں تقویٰ کی صورت میں تم اس سے بہتر ہو سکتے ہو، کہنے لگا میں تو سمجھتا تھا کہ میری اسلام میں عزت اس سے زیادہ ہوگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، دیت دے یا اسے راضی کر لے، کہنے لگا میں عیسائی ہو جاؤں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تجھے اسلام چھوڑنے کی وجہ سے قتل کر دوں گا، دونوں گروہ حضرت عمر کے دروازے پر ہیں، یہ کہتا ہے کہ مجھے ایک رات سوچنے کی مہلت دے دیں، رات ہوئی تو یہ چھپ کر بھاگ نکلا اور دوبارہ عیسائیت کو قبول کر لیا۔ [1]

اور انانیت کی وجہ سے اسلام جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو گیا۔

آباء واجداد

آباء واجداد بھی حق کی راہ میں رکاوٹ ہیں، آدمی کہتا ہے، کیا انہیں حق کا پتہ نہیں چلا، یا وہ جاہل تھے، اس طرح کی باتیں کر کے ان کا دفاع کیا جاتا ہے اور ان کی اندھی تقلید کی جاتی ہے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَآ ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾ [2]

''اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے، اس کی پیروی کرو، تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے،

---

[1] تاریخ دمشق: ۷۲۳۲۔ [2] البقرۃ۲: ۱۷۰۔

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا، بھلا اگر چہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ انہیں کی تقلید کیے جائیں گے؟)''

یہ باپ دادا، بڑے لوگوں اور مشائخ کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کچھ اپنے بڑوں کے خلاف سننا نہیں چاہتا، چاہے اس کے سامنے دلائل و براہین کا ڈھیر لگا دیا جائے۔ پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حق سے آدمی محروم ہو جاتا ہے۔ یا بہت دیر تک حق پر نہیں آ سکتا۔

ابن سعد رحمہ اللہ نے الطبقات میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار جو کہ یہودی تھے، ان سے پوچھا:

مَا مَنَعَكَ أَنْ تُسْلِمَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِىْ بَكْرٍ حَتّٰى أَسْلَمْتَ الْآنَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ؟

''تمہیں نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کس چیز نے اسلام قبول کرنے سے روکے رکھا کہ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان ہو رہے ہو؟''

کہتے ہیں کہ میرے باپ، ناتع جو یہود کا بڑا عالم تھا، نے تورات میں سے ایک کتاب لکھی اور مجھے کہا اس پر عمل کرنا، اور باقی تمام کتابوں کو باندھ کر رکھ دیا اور مجھے اپنے باپ ہونے کا واسطہ دے کر کہا کہ صرف اسی کتاب کو پڑھنا ہے۔ لیکن جب میں نے اسلام کو غالب ہوتے ہوئے دیکھا، تو میں نے کہا ممکن ہے میرے باپ نے کچھ علم چھپا دیا ہو، میں نے تورات کو دیکھا، تو اس میں محمد ﷺ اور ان کی امت کی تمام صفات موجود تھیں، تو میں اس میں دیکھ کر مسلمان ہو گیا ہوں۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا آپ کو علم ہے کہ مومنوں میں سے سب زیادہ علم والا کون ہے؟''

قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((إِذَا اخْتَلَفُوْا وَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ أَبْصَرُهُمْ بِالْحَقِّ، وَإِنْ كَانَ فِيْ عَمَلِهِ تَقْصِيْرٌ،

[1] الطبقات الکبریٰ: ۷۳۰۹۰۔

وَإِنْ كَانَ يَزْحَفُ عَلَى اسْتِهِ زَحْفًا)). وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ۔❶

کہتے ہیں میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومنوں میں آپس میں اختلاف ہوجائے اور رسول اللہ ﷺ اپنی انگلیوں میں تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں) دی، کہ ان میں حق کو جو زیادہ جاننے والا ہے۔ چاہے وہ عمل میں پیچھے ہو اگرچہ وہ اپنی سرین کے بل رینگتا ہو۔''

---

❶ شرح مذاهب اهل السنة لابن شاهين: ۱/ ۳۵۔

بسم اللہ اور اس کے فوائد و برکات

تمہیدی کلمات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝﴾

ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ سے کرنی چاہیے، اگرچہ اس بارے میں موجود روایات سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، لیکن قرآن کی آیات اور نبی علیہ السلام کے افعال اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ تمام انبیاء کرام ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ سے کیا کرتے تھے۔ نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہونے لگے تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [1]

”(نوح نے) کہا کہ اللہ کا نام لے کر (کہ اُسی کے ہاتھ میں) اس کا چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ، بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔“

جناب سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو گم پایا، تھوڑی دیر کے بعد ہدہد آ گیا، اس نے خبر دی کہ میں سبا بستی سے آیا ہوں، وہاں میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ عورت ان پر حکمرانی کرتی ہے اور وہ سارے سورج کی پوجا کرتے ہیں، تو سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو ایک خط دے کر بھیجا ہے، جس میں اسے اسلام کی دعوت دی خط کا مضمون یہ تھا:

﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝﴾ [2]

”وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے کہ شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (بعد اس کے یہ) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و

---

[1] هود ١١: ٤١۔ [2] النمل ١٦: ٣٠۔٣١۔

منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔"

ایک بنی اسرائیلی روایت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے: ایک دن عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو منظر دکھایا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے کچھ وقت کے بعد دوبارہ وہاں سے گزر ہوا، تو دیکھا کہ رحمت کے فرشتے نور لیے کھڑے ہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام نے وہاں نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور دریافت کیا کہ اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتایا کہ یہ بندہ گناہ گار تھا، جب سے فوت ہوا ہے میرے عذاب میں مبتلا ہے۔ اس نے اپنے پیچھے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا، اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، جب وہ تھوڑا سا بڑا ہوا، تو ماں نے بچہ معلم کے پاس بھیجا، معلم نے اسے پڑھایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِي أَنْ أُعَذِّبَهُ بِنَارِي فِي بَطْنِ الْأَرْضِ وَوَلَدُهُ يَذْكُرُ اسْمِيَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ.❶

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ تو مجھے اپنے بندے سے حیاء آئی کہ میں اسے زمین کے پیٹ میں آگ کے عذاب سے دوچار کروں اور اس کا بیٹا روئے زمین پر میرا نام پکار رہا ہو۔"

نبی علیہ السلام اپنے خطوط اور معاہدات کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام نے دحیہ کلبی کو خط دے کر بادشاہ روم ہرقل کی طرف بھیجا، جب خط پہنچا، تو اس نے قریش کے تجارتی قافلے کو بلایا، جس میں ابوسفیان بھی تھے، نبی علیہ السلام کے بارے میں گفتگو ہوئی، ابوسفیان نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، ہرقل کے سوالات کے جوابات صحیح صحیح دیے، جوابات لینے کے بعد ہرقل نے کہا: اگر میں وہاں ہوتا تو میں آپ کے قدم دھوتا، پھر اس نے آپ علیہ السلام کا خط منگوایا۔ اس نے پڑھا، تو اس کے ابتدائی الفاظ کچھ اس طرح تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ: سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ

❶ التفسیر الکبیر: ١/ ١٥٥۔

مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ. ❶

اللہ نہایت مہربان، رحم کرنے والے کے نام سے (یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم ہرقل کی طرف، اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ گے، تو (قہر الٰہی) سے بچ جاؤ گے اور اللہ تمہیں تمہارا دوگنا ثواب دے گا، اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے، تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہوگا۔"

صلح حدیبیہ کے موقع پر مذاکرات کے لیے مشرکین کی طرف سے سہیل بن عمرو آیا، تو آپ علیہ السلام نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ابتداء کرو، تو سہیل نے کہا: ہم رحمان کو نہیں جانتے، آپ باسمك اللهم لکھیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہی لکھنے کا حکم دیا۔ ❷

تو اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مشرکین و کفار بھی کسی اچھے کام کی ابتداء اللہ کے نام سے کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔

بسم اللہ کی اہمیت

اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ سواری کا قدم پھسلا، تو میں نے کہا: شیطان کا ستیاناس ہو، تو آپ نے فرمایا:

((لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ، وَيَقُولُ: بِقُوَّتِي، وَلَكِنْ قُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ)) ❸

"یہ نہ کہو اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا۔ ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ ابن

---

❶ صحیح بخاری، بدء الوحی: ۷۔ ❷ صحیح بخاری: ۲۷۳۱۔

❸ سنن ابی داود، الادب، باب لا یقال خبثت نفسی: ۴۹۸۲۔

مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بھی اسے نقل کیا ہے اور صحابی کا نام اسامہ بن عمیر بتایا ہے، اس میں یہ لکھا ہے کہ بسم اللہ کہہ کر بسم اللہ کی برکت سے شیطان ذلیل ہوگا۔"

بسم اللہ پڑھنے کے مواقع

وضو سے پہلے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعض صحابہ پانی کی تلاش میں تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مَاءٌ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَاءِ وَيَقُولُ: تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللَّهِ)) فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ قَالَ ثَابِتٌ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ تُرَاهُمْ؟ قَالَ: نَحْوًا مِنْ سَبْعِينَ. [1]

"کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ پس آپ نے (جو تھوڑا سا پانی ملا) اس میں اپنا ہاتھ رکھا، اور فرمایا، بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرو۔" انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہوگیا، حتی کہ سب نے وضو کر لیا، ثابت کہتے ہیں اس دن تم کتنے لوگ تھے، تو انس نے بتلایا کہ تقریباً ۷۰ لوگ تھے۔

بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں

بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں ایک مستقل آیت ہے، سوائے سورۂ برات کے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غفلت سی طاری ہوئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کس بات سے ہنسی آرہی تھی، تو

---

[1] سنن نسائی، الطهارة، باب التسمية عند الوضوء: ۷۸۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے، پھر آپ نے تلاوت کی

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣﴾ ❶

''اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔''

پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ''وہ ایک نہر ہے، مجھ سے میرے رب نے اس کا وعدہ کیا ہے، اس میں بہت سی خوبیاں ہیں، وہ ایک حوض ہے، جس پر قیامت کے دن میری امت کے لوگ پانی پینے کے لیے آئیں گے اور اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کی تعداد کے برابر ہے، ایک شخص کو وہاں سے ہٹا دیا جائے گا، میں عرض کروں گا یا اللہ! یہ میرا امتی ہے، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کیا آپ جانتے ہو کہ اس نے آپ کے بعد نئی باتیں گھڑی تھیں۔'' ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی جدائی نہیں جانتے تھے، جب تک آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ نازل نہیں ہوتی تھی۔ ❸

توضیح مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں قرآن پاک میں یہ آیت شریفہ ہے، وہاں مستقل آیت ہے۔ (واللہ اعلم)

نماز میں بسم اللہ با آواز بلند یا دبی آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور قراءت میں اونچی آواز سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بھی پڑھی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. ❹

---

❶ الکوثر: ۱۔۳۔ ❷ صحیح مسلم، الصلاۃ، باب حجۃ من قال، البسملۃ آیۃ من اول کل سورۃ سوی براۃ......: ۸۹۴؛ سنن ابی داود: ۷۸۴؛ سنن نسائی: ۹۰۳۔

❸ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب من جهر بها: ۷۸۸، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

❹ سنن نسائی، الافتتاح، باب قراءۃ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم: ۹۰۶؛ الحاکم: ۱/ ۲۳۲؛ دارقطنی خطیب اور بیہقی وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں مشابہ ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، وہ قرأت کو ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ سے شروع کرتے تھے اور ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ کو اول قرأت اور نہ آخر میں پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ((وَكَانُوْا يُسِرُّوْنَ)) 'وہ لوگ مخفی بسم اللہ پڑھا کرتے تھے۔'' ❶

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں نماز پڑھائی اور بسم اللہ (بآواز بلند) نہ پڑھی، تو جو مہاجر اصحاب وہاں موجود تھے، انہوں نے ٹوکا۔ چنانچہ پھر جب نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے تو بسم اللہ (با آواز بلند) پڑھی۔ ❷

نماز میں بسم اللہ با آواز بلند اور آہستہ آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے، البتہ آپ زیادہ تر ہلکی آواز میں پڑھتے تھے (تمام احادیث میں یہی درست تحقیق ہے)۔ ❸

کھانا کھانے سے پہلے

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کی کفالت میں تھا، ایک روز کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن میں گھومتے دیکھا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ)) ❹

''اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اپنے آگے سے کھاؤ، (عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، اس کے بعد میرا کھانے کا یہی طریقہ رہا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة: ٦٠٦؛ بلوغ المرام: ٢٦٣۔ ❷ مسند الامام الشافعي: ١/ ٨٠؛ الحاكم: ١/ ٢٣٣۔

❸ زاد المعاد: ١/ ١٩٩۔

❹ صحيح بخاري، الاطعمة، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين: ٥٣٧٦۔

((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ)) ❶

''جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے، تو وہ کہے: بسم اللہ، اگر ابتداء میں بھول جائے، تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ.

اور فليقل بسم اللّٰه أوله و آخره کے الفاظ بھی ہیں۔ ❷

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو آپ سے کھانے میں پہل نہ کرتے۔ ایک دفعہ کھانے کے موقع پر ایک اعرابی آیا، جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہو، آتے ہی اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک بچی آئی ایسے جیسے اسے بھی دھکیلا جا رہا ہو، اس نے بھی آتے ہی کھانے میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آپ نے فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) ❸

''یقیناً شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال کر لیتا ہے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔''

ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ عید الاضحیٰ میں حاضر تھا، آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو

وأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) ❹

''ایک مینڈھا لایا گیا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور کہا: بسم اللہ واللہ اکبر، اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

---

❶ ترمذی، الاطعمة، باب ماجاء فی التسمية علی الطعام: ۱۸۵۸۔

❷ صحيح الترغيب: ۲۱۰۷۔

❸ ابوداود، الاطعمة، باب التسمية علی الطعام: ۳۷۶۶۔

❹ سنن ابی داود، الضحايا، باب فی الشاة يضحی بها عن جماعة: ۲۸۱۰۔

سوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

حضرت ابوازھر انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي، وَأَخْسِئْ شَيْطَانِي، وَفُكَّ رِهَانِي، وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيِّ الْأَعْلَى)) [1]

"اللہ کے نام سے میں لیٹتا ہوں، اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے شیطان کو ذلیل کردے اور مجھے آزاد کردے (جہنم سے) اور مجھے اعلیٰ لوگوں میں شامل فرمادے۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے، تو اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) [2]

"اے اللہ! میں تیرے نام سے مر (سو) رہا ہوں اور زندہ (اٹھوں) ہوں گا۔"

سواری پر سوار ہوتے وقت

علی بن ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، جب ان کے پاس سواری لائی گئی، تو آپ اس پر سوار ہونے لگے، تو بسم اللہ کہا، جب سوار ہو گئے، تو الحمد للہ کہا، اس کے بعد یہ پڑھا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾ [3]

پھر اس کے بعد تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر کہا، اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

((سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْلِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ))

---

[1] سنن ابی داود، الادب، باب ما یقال عند النوم: ٥٠٥٤۔

[2] صحیح بخاری: ٦٣١٤۔ [3] الزخرف ٤٣: ١٣، ١٤۔

''تو پاک ہے، یقیناً میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا، مجھے معاف کر دے، کیونکہ صرف تو ہی ہے، جو گناہ معاف کرتا ہے۔''

پھر امیر المومنین مسکرائے، پوچھا گیا آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ فرمانے لگے: میں نے ایسے ہی کیا ہے، جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا، آپ بھی مسکرائے تھے، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ رَبَّكَ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي)) ❶

''یقیناً تیرا رب اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے، جب وہ کہتا ہے: میرے گناہ معاف کر دے، وہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی بھی گناہ معاف نہیں کر سکتا ہے۔''

یہ چند مواقع ذکر کیے ہیں، باقی ہر اچھے کام کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔

کچھ لوگ اذان سے پہلے، تکبیر سے پہلے، نماز سے پہلے، اور سلام کا جواب دینے سے پہلے، بسم اللہ جی کہتے ہیں، تو یہ درست نہیں۔

بسم اللہ کے فوائد و برکات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کو تین دن خندق کھودتے ہوئے ہو چکے تھے، لیکن ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَاهُنَا كُدْيَةً مِنَ الْجَبَلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رُشُّوهَا بِالْمَاءِ))، فَرَشُّوهَا، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ، أَوِ الْمِسْحَاةَ ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللَّهِ))، فَضَرَبَ ثَلَاثًا، فَصَارَتْ كَثِيبًا يُهَالُ. ❷

❶ سنن ابی داود، الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا ركب: ٢٦٠٢۔

❷ مسند أحمد: ١٤٢١١۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایک چٹان ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر پانی ڈالنے کا حکم دیا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آکر بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ کہہ کر تین ضربیں لگائیں، جن سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی۔''

جنوں سے پردہ

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ آدَمَ إِذَا دَخَلَ الْكَنِيْفَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللّٰهِ)) [1]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنوں اور اولاد آدم کی شرم گاہوں کے درمیان جب وہ بیت الخلاء داخل ہوتے ہیں، بسم اللہ کہنا پردہ بن جاتا ہے۔''

دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب نبی علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوتے، تو یہ کہتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) [2]

''اللہ کے نام کے ساتھ (داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپاک مذکر جنوں اور مونث ناپاک جنات سے۔''

بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب رات چھانے لگے تو چھوٹے بچوں کو خصوصا روک کر رکھو، شام کے وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا ایک حصہ گزر جائے، تو ان کو چھوڑ دو۔ دروازوں کو بسم اللہ پڑھ کر بند کرو:

((فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ)) [3]

---

[1] سنن ابن ماجة، الطهارة وسننها، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء: ٢٩٧۔

[2] صحيح الجامع الصغير: ٤٧١٤۔

[3] صحيح بخاري، الاشربة، باب تغطية الإناء: ٥٦٢٣۔

''شیطان ایسا دروازہ نہیں کھول سکتا، اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کے منہ باندھ دو، اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھانک دے۔ اگر ڈھانکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو کوئی (لکڑی) اس کے اوپر رکھ دے۔ اللہ کا نام لے کر چراغ (موم بتی وغیرہ) بجھا دے۔''

۷۸۶ اور بسم اللہ کا معجزہ

قدرت اللہ شہاب (ہندوستان کے ماہر تعلیم تھے) نے اپنے شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ انہیں گورنمنٹ کی طرف سے رہائش کے لیے ایک بنگلہ ملا، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس میں جنات ہیں۔ میں نے اس کی صفائی وغیرہ کروائی اور اس میں شفٹ ہو گیا۔ پہلا ہی دن تھا کہ انہوں نے مجھے پریشان کرنا شروع کر دیا، کبھی میری کوئی چیز اٹھا کر ادھر ادھر کر دیتے کبھی کوئی چیز، حتیٰ کہ پانی کے نل سے بھی ریت اور خون آنا شروع ہوا۔ میں نے اس کے حل کے لیے ریڈیو پر تلاوت لگانے کی کوشش کی، لیکن تلاوت کی بجائے اس پر گانے سننے کو ملتے۔ بالآخر میں نے ۷۸۶ لکھ کر ریڈیو پر رکھا ممکن ہے، اس کی برکت سے یہ مخلوق باز آ جائے، لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر میں نے بسم اللہ کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر رکھا، جس سے گانے بند ہو گئے اور تلاوت جاری ہو گئی، پھر تجربے کے طور پر میں نے ۷۸۶ لکھ کر رکھا، لیکن گانے بند نہیں ہوئے، پھر بسم اللہ رکھی تو گانے بند ہو گئے۔

بسم اللہ رب ھذا الغلام

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، جس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں، تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں، تو بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لیے جادوگر کی طرف بھیج دیا، جب وہ لڑکا چلا تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا، تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا، جو کہ اسے پسند آئیں، پھر جب بھی وہ جادوگر کے پاس آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا، تو اس کے پاس بیٹھتا اور جب وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا، تو وہ

جادوگر اس لڑکے کو مارتا، تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی، تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو، تو تم کہہ دیا کرو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ اسی دوران میں ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا (جب لڑکا اس طرف آیا تو اس نے کہا میں آج جاننا چاہوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا: اے اللہ! اگر تجھے جادوگر کے معاملہ سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے، تو اس درندے کو مار دے، تاکہ لوگوں کا آنا جانا ہو اور پھر وہ پتھر اس درندے کو مار کر اسے قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے، پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے اس کی خبر دی، تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے! آج تو مجھ سے افضل ہے، کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا، پھر اگر تو مبتلا کر دیا جائے تو کسی کو میرا نہ بتانا اور وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا، بلکہ لوگوں کا ہر بیماری سے علاج بھی کر دیتا تھا، بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہو گیا، اس نے لڑکے کے بارے میں سنا، تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو، تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ سارے تمہارے لیے ہیں، اس لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، تو اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفا دے دے، پھر وہ اللہ پر ایمان لے آیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی، پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی، اس نے کہا: میرے رب نے، اس نے کہا: کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے، اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ ہے، پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے سزا دینے لگا، تو اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں کہا: پھر جب وہ لڑکا آیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا بلکہ شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، بادشاہ نے

اسے پکڑ کر عذاب دیا، یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا، راہب آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کر دیا، پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھ کر سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کروا دیئے، پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا، وہ آیا تو اس سے بھی یہی کہا گیا، کہ اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ، اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے، تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا، چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو مجھے ان سے کافی ہے، جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچا لے اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا، جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا، بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا لڑکے نے کہا: اللہ پاک نے مجھے ان سے بچا لیا ہے، بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر سمندر کے درمیان میں پھینک دینا، اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے، بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچا لے پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا، بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے، پھر اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اس طرح نہ کرو، جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں، بادشاہ نے کہا: وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا: سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھو اور پھر کہو، اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر مجھے تیر مارو، اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کر سکتے ہو، پھر

بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا، پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا:

بسم اللّٰہ رب هذا الغلام۔

''اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔''

پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا، تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا، تو سب لوگوں نے کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا: تجھے جس بات کا ڈر تھا، اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے، تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دھانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا، پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی، بادشاہ نے کہا: جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہیں آئے گا، تو میں اس آدمی کو اس خندق میں ڈلوا دوں گا، تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی، تو اس عورت کے بچے نے کہا: اے امی جان! صبر کر کیونکہ تو حق پر ہے۔ [1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھو

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے کہ قریش مکہ نے عامر بن لوئی قبیلے کے ایک سردار سہیل بن عمرو کو بھیجا اور اسے کہا کہ تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو، لیکن یاد رہے کہ ان کے ساتھ صلح میں یہ بات بہر صورت ہو کہ وہ اس سال واپس جائیں گے، ہمارے پاس بالکل نہیں آئیں گے۔ اگر انھیں آنے دیا گیا، تو اللہ کی قسم! سارے عرب میں یہی بات مشہور ہو جائے گی کہ وہ محض اپنے زور کے بل بوتے پر مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں مگر ذرا ابھی اللہ کے رسول سے گفتگو کرنے ہی لگا تھا کہ سہیل بن عمرو آن پہنچا، جب وہ آ رہا تھا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا:

---

[1] صحيح مسلم، الزهد والرقاق، باب قصة أصحاب الأخدود والساحر والراهب والغلام: ۷۵۱۱؛ سنن ترمذی: ۳۳۴۰۔

((قَدْ سَهَّلَ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ))

''اللہ نے تمہارا معاملہ آسان کر دیا ہے۔''

سہیل نے آتے ہی اللہ کے رسول سے کہا: ''آیئے! اپنے اور ہمارے درمیان تحریر لکھیے'' چنانچہ اللہ کے رسول نے کاتب کو بلوا لیا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول اور مشرکوں کے درمیان صلح کے معاہدہ کی تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' لکھو

اس پر سہیل اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا: ''یہ جو رحمان ہے، اللہ کی قسم! میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ تم ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ)) ''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ'' لکھو، جس طرح پہلے لکھا جاتا ہے۔''

مسلمان کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی بجائے کوئی دوسرا جملہ ہمیں نہیں لکھنا چاہیے'' اس پر اللہ کے رسول ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ)) لکھ دو۔ پھر آپ نے فرمایا: ''لکھو یہ صلح کا جو فیصلہ ہے، اللہ کے رسول محمد کی طرف سے ہے۔''

سہیل نے پھر اعتراض کر دیا، کہنے لگا: ''اگر ہمیں یہ علم ہو جاتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ تو بیت اللہ کی زیارت سے روکتے اور نہ آپ سے لڑائی ہی کرتے، ہاں یہ لکھو کہ یہ تحریر محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے'' اس پر آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تو اللہ کا رسول ہوں، تم اگرچہ مجھے جھٹلاتے پھرو، چلو! محمد بن عبداللہ ہی لکھوا دو۔''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں کس طرح مٹاؤں؟'' چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس لفظ کو مٹا دیا۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری: ۲۷۳۱/ ۲۷۳۲، مسند احمد: ۱۸۹۵۲، صحیح ابن حبان: ۴۸۷۲۔

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ

ربیع الاول

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاول ہے، ربیع الاول کا معنی موسم بہار ہے۔اس کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اس موسم میں لوگ موسم بہار گزارنے کے لیے گھروں میں اقامت پذیر ہو جاتے تھے، اس لیے اس مہینے کا نام ربیع پڑ گیا، کیونکہ "ارتباع" کے معنی موسم بہار میں قیام کرنے کے ہیں۔ (1)

---

(1) تفسیر ابن کثیر: ۳۸۵/۴۔

ربیع الاول کے خطبات

1. دُرود پڑھنے کے فوائد اور مقامات
2. رفیق اعلیٰ کی جانب سفر
3. خصوصیات محمد ﷺ
4. پہچان پیغمبر ﷺ
5. نبی ﷺ کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ
6. سفارش رسول ﷺ پانے والے

درود پڑھنے کے فوائد اور مقامات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴾ (1)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم بھی اس (نبی ﷺ) پر کثرت سے درود اور سلام بھیجو۔''

تمہیدی کلمات

لفظ ''درود'' جسے عربی میں ((الصلاۃ)) کہتے ہیں، اس کی نسبت اگر اللہ کی طرف کی جائے، تو اس کا معنی اللہ کی طرف سے رحمت اور فرشتوں کے سامنے اپنے حبیب کی ثنا بیان کرنا ہے۔ اگر اس کی نسبت فرشتوں اور انسانوں کی طرف کی جائے، تو اس کے معنی برکت و رحمت اور بلندیٔ درجات کے لیے، دعا کے ہیں۔

کیسے درود بھیجیں....؟

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آئے، تو ہم نے کہا: سلام تو ہم جانتے ہیں کہ آپ پر کیسے بھیجیں، لیکن

فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟

''ہم آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ

(1) الاحزاب ۳۳: ۵۶۔

اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) [1]

''اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تمام جہانوں میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔''

ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)) [2]

''اے اللہ! صلوٰۃ بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے چند دنیاوی اور اخروی فوائد و ثمرات مندرجہ ذیل ہیں:

درود بھیجنے والے رحمت الٰہی کے مستحق

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے:

((ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا)) [3]

---

[1] صحیح مسلم، الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ: ٤٠٥۔

[2] صحیح بخاری، الأنبیاء: ٣٣٧٠؛ صحیح مسلم: ٤٠٦۔ [3] صحیح مسلم، الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه......: ٣٨٤۔

''پھر تم مجھ پر درود بھیجو، بے شک وہ شخص جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، تو اس پر اللہ، اس کے بدلے میں، دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔''

فرشتے درود بھیجتے ہیں

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ يُصَلِّي عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَالِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ)) ❶

''کوئی بھی بندہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے، تب تک فرشتے اس پر درود بھیجتے (رحمت کی دعا کرتے رہتے) ہیں۔ تو آدمی اس کو زیادہ کر لے یا کم کر لے۔''

قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانے والا عمل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ❷

''روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب تر وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ دُرود پڑھنے والا ہے۔''

غم ختم اور گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! (میں نے جب سے درود پاک کی فضیلت سنی ہے تو) میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھوں۔ پس آپ فرمائیں کہ میں کتنا وقت لگاؤں۔۔۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا شِئْتَ))

''جتنا تیری مرضی۔''

---

❶ صحيح الجامع الصغير: ٦٥٢٠؛ مسند احمد: ١٥٦٨٠۔

❷ سنن ترمذی، الصلاة: ٤٨٤؛ صحيح ترغيب: ١٦٦٨۔

میں نے عرض کیا: اپنے وقت کا چوتھا حصہ آپ ﷺ پر درود پڑھوں گا۔
آپ ﷺ نے فرمایا:
((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))
''تیری مرضی ہے، اگر زیادہ وقت لگائے تو تیرے لیے بہتر ہے۔''
میں نے عرض کیا: پھر میں آدھا وقت لگاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری مرضی اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔'' میں نے عرض کیا:
((أَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِيْ كُلَّهَا))
''اب تو میں سارا وقت آپ پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔''
آپ ﷺ نے فرمایا:
((إِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ)) ❶
''تب تو تیرے دکھ اور غم دور کر دیے جائیں گے اور تیرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

درود بھیجنے والے پر رب کا سلام

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز گھر سے نکلے، تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو گیا، آپ ﷺ کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور (وہاں) بہت لمبا سجدہ کیا، حتی کہ مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح ہی نہ قبض کر لی ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟'' میں نے ساری بات بتائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
((إِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ فَبَشَّرَنِيْ فَسَجَدْتُّ لِلّٰهِ شُكْرًا)) ❷

---

❶ سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب فی الترغیب فی ذکر اللّٰہ وذکر الموت......: ٢٤٥٧۔ ❷ صحیح الترغیب والترهیب، الذکروالدعاء، باب الترغیب فی اکثار الصلاة علی النبی: ١٦٥٨؛ الحاکم: ١/ ٢٢٢۔

''بیشک جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بشارت دی، (خوشخبری سنائی) تو میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔''

خوشخبری یہ سنائی تھی کہ جو آپ ﷺ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ [1]

درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) [2]

''وہ شخص بخیل ہے، جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

درود نہ بھیجنے والا جنت کا راستہ بھول بیٹھتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ)) [3]

''جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول جاتا ہے، وہ جنت کا راستہ بھول جاتا ہے۔''

درود بھیجنے کے چند مقامات جہاں رسول اللہ ﷺ نے درود پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

صبح و شام

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا اَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [4]

''جس نے مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام درود بھیجا، اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہو گی۔''

---

1. مسند احمد: ۱/ ۱۹۱۔
2. سنن ترمذی، الدعوات، باب قول رسول اللہ ﷺ رغم انف رجل: ۳۵۴٦۔
3. سنن ابن ماجہ، اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة...... : ۹۰۸۔
4. صحیح الجامع الصغیر: ٦۳۵۷۔

ہر مجلس میں

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے، اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتی اور نہ ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے، تو وہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن ندامت وحسرت کا سبب بن جائے گی۔ چاہے تو اللہ انہیں عذاب دے دے، چاہے تو انہیں معاف کر دے۔'' ❶

ہر اذان کے بعد

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ))

''جب تم اذان دینے والے کو سنو، تو جیسا وہ کہتا ہے ویسا ہی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔''

اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا، پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو اور وسیلہ جنت میں ایک مرتبے کا نام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص میرے لیے وسیلہ طلب کرے گا، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔'' ❷

اذان کے بعد درود بھیجنا سنت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، اذان سے پہلے پڑھنا سنت نہیں ہے۔

ہر نماز کے تشہد میں

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

---

❶ سنن ترمذی، الدعوات، باب فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللّٰہ: ٣٣٨٠۔

❷ صحیح مسلم، الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن: ٣٨٤؛ سنن ترمذی، المناقب عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ٣٦١٤۔

وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)) ❶

''اے اللہ! صلوٰۃ بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی، ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔''

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجب ثواب ہے۔ عام دلائل میں ''قولوا'' کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو۔ اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے، تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا۔ پھر اگر نماز کے درمیان (اول) تشہد میں ہو تو (اٹھ کر) کھڑا ہو جائے۔ ❷

نماز کے بعد دعا سے پہلے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)) ❸

''ہر دعا معلق رہتی ہے، (قبولیت کو نہیں پہنچتی) جب تک نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔''

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر یہ دعا کرنے لگا۔

---

❶ صحیح بخاری: ۳۳۷۰؛ صحیح مسلم: ۴۰۶۔

❷ احمد: ۴۳۸۲، سندہ حسن۔

❸ صحیح الجامع: ۴۵۲۳۔

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ))

''اے اللہ! مجھے معاف فرما دے اور میرے اوپر رحم فرما۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے نمازی! تم نے جلدی کی ہے، جب تم نماز پڑھو پھر دعا کے لیے بیٹھو، تو تم اللہ کی حمد و ثنا اس کے شایان شان بیان کرو، پھر اس سے دعا کرو۔''

پھر ایک اور شخص آیا، اس نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا، تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ)) [1]

''اے نمازی! دعا کر تمہاری دعا قبول ہو گی۔''

[1] سنن ترمذی، ابواب الدعوات: ٣٤٧٦۔

رفیق اعلیٰ کی جانب سفر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ ﴾ (1)

''اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں، اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہوگزرے ہیں، بھلا اگر یہ فوت ہوجائیں یا قتل کر دیے جائیں، تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا، تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔''

تمہیدی کلمات

ربیع الاول کے مہینے میں نبی کریم ﷺ اس دار فانی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے، اس لیے ربیع الاول میں آپ ﷺ کے اس دنیا کو چھوڑنے کے حالات وواقعات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس کیفیت کو آج ہم ذکر کریں گے۔

مرض کا آغاز

اوائل صفر گیارہ ہجری میں آپ ﷺ دامن احد میں تشریف لے گئے اور شہداء کے لیے اس طرح دعا فرمائی گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ (2)

۲۹ صفر سن گیارہ ہجری سوموار کو رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے، واپسی پر راستے ہی میں درد شروع ہوگیا اور حرارت اتنی تیز ہوگئی کہ سر پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر سے بھی محسوس کی جانے لگی۔ اور مرض الموت کا آغاز تھا، آپ ﷺ نے اسی حالت

(1) آل عمران: ٣/ ١٤٤۔ (2) صحیح بخاری، الجنائز، باب الصلاۃ علی الشهید: ١٣٤٤ (٤٠٨٥)؛ صحیح مسلم: ٢٢٩٦۔

مرض میں گیارہ دن نماز پڑھائی مرض کے کل ایام کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ دن تھی۔ ❶

آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری ہفتہ

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوتی جارہی تھی اوران ایام میں ازواج مطہرات سے سوال کرتے تھے کہ کل میں کہاں رہوں گا؟ اس انداز سوال سے آپ ﷺ کا مقصود ازواج مطہرات سمجھ گئیں اور عرض کیا گیا، آپ ﷺ جہاں چاہیں رہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے اور آپ ﷺ حضرت فضل بن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا سہارا لے کر درمیان میں چل رہے تھے۔آپ ﷺ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے، اس کیفیت کے ساتھ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لائے۔اور پھر حیات مبارکہ کا آخری ہفتہ وہیں گزارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معوذات اور آپ ﷺ سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی رہتی تھیں۔اور برکت کی امید پر آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں۔ ❷

رحلت رسول اللہ ﷺ سے پانچ دن پہلے

وفات سے پانچ دن قبل بروز بدھ آپ ﷺ کے جسم کی حرارت میں مزید شدت آگئی اور غشی بھی طاری ہونے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزے بہاؤ، تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر وصیت کرسکوں۔“ چنانچہ آپ ﷺ کو ایک ٹب میں بٹھا کر اتنا پانی ڈالا گیا کہ آپ ﷺ کہنے لگے: ”بس بس۔“ اس وقت آپ ﷺ نے کچھ تخفیف محسوس کی اور مسجد میں تشریف لے گئے، سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی، اسی حالت میں آپ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اردگرد جمع تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنایا۔“ ❸

---

❶ سيرت ابن هشام: ٢/ ٦٤٢۔ ❷ صحيح بخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته: ٤٤٣٩؛ مسلم: ٢١٩٢۔

❸ صحيح بخاري، الصلاة، باب: ٥٥(٤٣٥)۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔'' ❶

پھر آپ ﷺ نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا اور فرمایا: ''میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو، تو میری پیٹھ حاضر ہے اور وہ بدلہ لے لے۔ اور اگر کسی کی آبروریزی کی ہو تو میری آبرو حاضر ہے، وہ بدلہ لے لے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، کھلی عداوت کی باتیں بھی دہرائیں، اتنے میں ایک شخص نے عرض کیا، آپ ﷺ کے ذمہ میرے تین درہم ہیں، آپ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ انہیں ادا کردو۔ ❷

پھر آپ ﷺ نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں وصیت فرمائی، کیونکہ وہ میرے قلب و جگر ہیں، انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کردی ہے، مگر ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا ان کے نیکوکار سے قبول کرنا اور ان کے خطا کار سے درگزر کرنا۔ ایک روایت کے مطابق ارشاد فرمایا: ''لوگ بڑھتے جائیں گے، مگر انصار گھٹتے جائیں گے، یہاں تک کہ کھانے میں نمک کی طرح ہوجائیں گے۔'' ❸

رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں۔ آپ ﷺ کے محب صادق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کہ جناب حبیب کریم ﷺ کی رحلت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ امام بخاری اور امام دارمی رحمہ اللہ نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے۔

کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں ایک دن اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے، جہاں ہم پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے اپنے سر کو کپڑا

---

❶ موطا مالك، الجامع، باب ماجاء في اجلاء اليهود من المدينة: ١٦٩٦۔

❷ دلائل النبوة للبيهقي: ٧/ ١٧٨، ١٧٧۔ ❸ صحيح بخاري، مناقب الانصار، باب قول النبي ﷺ اقبلوا من محسنهم: ٣٧٩٩۔
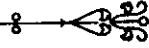
باندھ رکھا تھا، جیسا کہ دردِ سر کا مریض اپنے سر کو باندھے رکھتا ہے، پھر آپ ﷺ منبر کی طرف چلے اور اس پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے، اس وقت آپ ﷺ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت اپنی جگہ یعنی اس منبر پر کھڑا ہوا، حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں'' پھر فرمایا: ایک بندہ ہے، جس کے سامنے فانی دنیا اور دنیا کی فانی بہاریں پیش کی گئیں، لیکن اس نے مٹ جانے والی دنیا پر آخرت کی کبھی نہ مٹنے والی نعمتوں کو ترجیح دے دی ہے۔''

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی رمز سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ سمجھ سکا، زبان رسالت سے یہ الفاظ سن کر ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے، پھر بولے نہیں یا رسول اللہ! نہیں، ایسی ولدوز بات نہ فرمایئے، ہم اپنے باپوں کو، ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر سے قربان کر دیں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اس کے بعد آنحضرت ﷺ منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اسکے بعد پھر کبھی اس منبر پر کھڑے نہ ہوئے، یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری کھڑا ہونا تھا۔ [1]

اس خطبے میں آپ نے یہ بھی فرمایا: مجھ پر اپنی رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ صاحب احسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں: ''اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن ان کے ساتھ اسلام کی اخوت ومحبت کا تعلق ہے۔'' مسجد نبوی میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے، مگر اسے لازماً بند کر دیا جائے، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ [2]

رحلت سے چار دن قبل جمعرات کو آپ ﷺ سخت تکلیف سے دوچار تھے، ارشاد فرمایا: ''لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں، جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو گے۔''

گھر میں اس وقت کئی لوگ تھے، جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے، عرض کیا آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے، بس اللہ کی یہ کتاب تمہارے

---

[1] سنن دارمی، المقدمہ: ۷۷۔

[2] صحیح بخاری، الصلاۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد: ٤٦٦۔

لیے کافی ہے۔ چنانچہ مختلف آراء کے سامنے آنے سے جب اختلافی آوازیں بلند ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔'' [1]

پھر اسی روز آپ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں:

① ...... یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔

② ...... وفود کی اسی طرح نوازش کرتے رہنا، جس طرح آپ ﷺ کیا کرتے تھے۔

③ ...... البتہ تیسری بات راوی بھول گیا۔ غالباً یہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی وصیت تھی یا لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کی وصیت تھی، یا پھر آپ ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ نماز اور تمہارے زیردست، یعنی غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنا۔ [2]

رسول اکرم ﷺ شدت مرض کے باوجود وفات سے چار دن پہلے جمعرات تک تمام نمازیں خود ہی پڑھایا کرتے تھے، اس روز بھی مغرب کی نماز آپ ﷺ نے ہی پڑھائی اور اس میں سورۂ ''المرسلات'' پڑھی، مگر نماز عشا کے وقت مرض کا ثقل بڑھ گیا اور آپ ﷺ میں مسجد جانے کی طاقت نہ رہی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، جواب آتا ہے کہ نہیں آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے غسل بھی فرمایا، مگر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی، اسی طرح آپ ﷺ سوال فرماتے ہیں کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ نہیں اے اللہ کے رسول! سب لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں، کئی بار ایسے ہوا، آخر کار آپ ﷺ نے فرمان جاری کر دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ بیماری کے ایام میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، تو اس طرح نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی پڑھائی نمازوں کی تعداد سترہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے تین یا چار بار مراجعہ فرمایا کہ امامت کا کام ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کو سونپ دیا جائے، مگر نبی پاک ﷺ نے انکار کیا اور فرمایا: ''تم سب یوسف والیاں ہو، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' [3]

---

[1] صحیح بخاری، العلم، باب کتابة العلم: ١١٤۔

[2] سنن ابی داود، الادب، باب فی حق المملوك: ٥١٥٦۔

[3] صحیح بخاری، الاذان: ٦٨٧؛ صحیح مسلم: ٤١٨۔

ایک یا دو دن قبل

بروز ہفتہ یا اتوار کو نبی کریم ﷺ نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس فرمائی، چنانچہ دو آدمیوں (حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) کے درمیان چل کر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے، اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ کی آمد پر وہ پیچھے ہٹنے لگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور فرمایا: ''مجھے ان کے ساتھ بٹھا دو۔'' چنانچہ آپ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بٹھا دیا گیا، اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکبیر سنا رہے تھے۔ ❶

وفات سے ایک دن قبل بروز اتوار نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا، جو آپ ﷺ کے پاس سات دینار تھے، انہیں صدقہ کر دیا، اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیئے، جبکہ رات کو چراغ جلانے کے لیے تیل، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پڑوسن سے ادھار لیا۔ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع (تقریباً ۷۵ کلو گرام جو) کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔

حیات مبارکہ کا آخری دن

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سوموار کو لوگ نماز فجر میں مصروف تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفوں پر نظر ڈالی، پھر تبسم فرمایا، لوگوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش بھی تھے کہ آپ ﷺ کی طبیعت بحال ہو رہی ہے اور بیمار پرسی کی وجہ سے نماز توڑنے تک محسوس ہونے لگا، مگر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو، پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرا لیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا، آپ ﷺ نے اسی دن چاشت کے وقت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی، تو وہ رونے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری بیٹی! روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی

---

❶ صحیح بخاری، الاذان، باب الرجل یأتم بالامام ویأتم الناس بالمأموم: ۷۱۳؛ صحیح مسلم: ٤١٨۔

سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔'' یہ سن کر مارے خوشی کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں، وہاں موجود بعض ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح پہلے روتے اور پھر ہنستے دیکھا، تو پوچھا کہ فاطمہ! یہ کیا بات ہے کہ ہم نے پہلے تو تمہیں روتے دیکھا اور پھر ہنستے دیکھا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی موت کی خبر دے دی گئی ہے، یہ سن کر رونے لگی تھی اور پھر جب آپ نے یہ فرمایا کہ روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی، تو میں ہنسنے لگی۔ ❶

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بشارت بھی دی کہ آپ ساری خواتین عالم کی سیدہ (سردار) ہیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید کرب سے دوچار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر چوما اور ان کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی، ازواج مطہرات کو بلایا اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی اور اس زہر کا اثر بھی ظاہر ہونے لگا تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں کھلایا گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرما رہے تھے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹی جا رہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وصیت فرمائی کہ:

((اَلصَّلَاۃُ اَلصَّلَاۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ)) ❷

''نماز، نماز اور تمہارے زیردست (یعنی غلام لونڈیاں) خیال رکھنا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی حالت شروع ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اوپر ٹیک لگوادی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں، میری باری کے دن، میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت اللہ نے میرا لعاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب اکٹھا کر دیا۔

یہ ایسے ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور ان کے

---

❶ صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام: ۳۶۲۴؛ صحیح مسلم: ۲٤٥٠؛ دارمی، المقدمه، باب وفاۃ النبی: ۷۹۔ ❷ سنن ابن ماجه، الوصایا، باب وهل اوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۲٦۹۷؛ مسند احمد: ۳/ ۱۱۷۔

ہاتھ میں مسواک تھی، رسول اللہ ﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے، میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے لیے مسواک لے لوں، تو آپ ﷺ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دے دی، تو آپ ﷺ کو سخت محسوس ہوئی، میں نے عرض کیا، آپ ﷺ کے لیے نرم کردوں؟ آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے فرمایا: "ہاں۔" میں نے منہ سے مسواک نرم کردی پھر آپ ﷺ کو دی اور آپ ﷺ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا، آپ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

"لا الہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موت کے لیے سختیاں ہیں۔"

مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی، نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا، تو آپ ﷺ فرما رہے تھے: "ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے انعام سے نوازا، اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ! اے رفیق اعلیٰ!" آخری فقرہ تین بار دہرایا اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا اور آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے۔ [1]

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

یہ واقعہ بارہ ربیع الاول گیارہ ہجری میں سوموار کے دن چاشت کے وقت پیش آیا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال چار دن ہو چکی تھی۔

یا ابتاہُ......!

اس حادثہ غم کی خبر فوراً پھیل گئی، اہل مدینہ پر کوہ غم ٹوٹ پڑا، اطراف و آفاق تاریک ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته: ٤٤٣٥، ٤٤٤٠۔

وفات پائی، اس سے زیادہ تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب وفات کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بہت بگڑ گئی اور مرض کی شدت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار بیہوشی طاری کرنے لگی، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیتاب ہوکر کہنے لگیں: ہائے میرے بابا جان کو کیسی سختی نے گھیرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''آج کے بعد پھر تمہارے بابا جان کو کوئی سختی نہیں گھیرے گی۔'' اور پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے

يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ

مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ

يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ

''اے میرے بابا جان! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور آپ اس دعوت کو قبول کر کے اپنے پروردگار کے پاس چلے گئے۔ اے میرے بابا جان! اے وہ مقدس ذات جس کا مستقر جنت الفردوس ہے، اے میرے بابا جان! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر جبرئیل علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں۔''

بعد میں جب آپ کو دفن کر دیا گیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے اختیار ہو کر کہنے لگیں: (ارے انس اور اے اصحابِ رسول!) تم لوگوں نے آخر یہ کیسے گوارہ کرلیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال دو؟ [1]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سنح پر تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی (کافر) لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

---

[1] صحيح بخاري، المغازي، باب مرض النبي ووفاته: ٤٤٦٢؛ صحيح ابن ماجه: ١٦٣٠؛ فتح الباري (٧/ ٧٥٥)

اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی ﷺ کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں) تو انہوں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا.

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا۔"

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی ہوئی تھی، وہ آ چکی ہے، اب آپ ﷺ فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر) ٹھہر جاؤ! پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا:

أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ.

"تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا، تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ رحلت فرما چکے ہیں، لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ کبھی نہیں فوت ہوگا۔"

(پھر یہ آیات تلاوت کیں)

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝٣٠ ﴾[1]

"(اے محمد ﷺ) آپ بھی رحلت فرمائیں گے اور یہ لوگ بھی۔"

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ

---

[1] الزمر ۳۹: ۳۰۔

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ ❶

''اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں، اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں، بھلا اگر یہ دنیا چھوڑ جائیں یا شہید کر دیئے جائیں، تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا، تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔''

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ میں نے جونہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا، انتہائی متحیر اور دہشت زدہ ہو کر رہ گیا، پاؤں میں کھڑا رہنے کی سکت نہ رہی اور اس آیت کی تلاوت سن کر زمین پر گر پڑا، کیونکہ میں جان گیا کہ نبی مکرم ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔

لوگ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو گا، ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) حضرت ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم سقیفہ میں چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے، لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا، جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا، مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پتا نہ چل جائے۔

لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی، آپ نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ.

''ہم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔''

لیکن حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں

---

❶ آل عمران ۳: ۱٤٤۔

گے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے، کیوں کہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب ونسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں، اس لیے تم عمر کی یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے ابوبکر!) ہم آپ کی بیعت کریں گے، کیوں کہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی، پھر لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے حضرت سعد بن عبادہ (کی بیعت کی بجائے ابوبکر کی بیعت کر کے) ان کو ہلاک کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اسے ہلاک کرے۔ [1]

تجہیز و تکفین اور تدفین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے معاملے میں اختلاف سامنے آیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ مہاجرین صحابہ اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بحث ومناقشہ ہوا، مجادلہ دگفتگو ہوئی، تردید وتنقید ہوئی، بالآخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہو گیا، اس کام میں باقی دن کا حصہ گزر گیا اور رات آ گئی۔ منگل کی صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک یمنی دھاری دار چادر سے ڈھکا بستر پر ہی رہا، اہل خانہ نے باہر سے دروازہ بند کر دیا تھا۔ منگل کے روز، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں ہی غسل دیا گیا۔ [2]

اس عمل میں حضرت علی اور حضرت عباس اور ان کے دو صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران، حضرت اسامہ بن زید اور اوس بن خولی شامل تھے۔ حضرت عباس، فضل، قثم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کروٹ بدل رہے تھے، حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہم پانی بہا رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ اس عمل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا ......)): ٤٤٥٤۔ [2] سیرت ابن ہشام: ٤/ ٤١٦۔

یمنی چادروں میں کفنایا گیا، ان میں کرتا اور پگڑی نہ تھی۔ پس آپ ﷺ کو ان چادروں میں ہی لپیٹ دیا گیا تھا۔ ❶

آپ ﷺ کی تدفین کے سلسلہ میں مختلف آراء تھیں، مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ کوئی نبی بھی فوت نہیں ہوا، مگر اس کی تدفین وہیں ہوئی جہاں فوت ہوا۔ ❷

اس آخری فیصلے کے بعد حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے قبر کھودی، قبر لحد والی کھودی گئی۔

نماز جنازہ

اس کے بعد باری باری دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجرہ شریف میں داخل ہو کر نماز جنازہ یعنی درود ابراہیمی پڑھا، کوئی امام نہیں تھا۔ ❸

سب سے پہلے آپ ﷺ کے خانوادے بنو ہاشم نے نماز جنازہ پڑھی، پھر مہاجرین نے پھر انصار نے پھر مردوں کے بعد عورتوں نے اور ان کے بعد بچوں نے اور اس عمل میں پورا منگل کا دن گزر گیا۔ اور بدھ کی رات آگئی اور رات میں آپ ﷺ کے جسد پاک کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تدفین کا علم نہ ہوا، یہاں تک کہ ہم نے بدھ کی رات درمیانے اوقات میں قبر کی کھدائی کے لیے آلات کی آواز سنی۔ ❹

رحلت کے بعد جدائی کے آنسو

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا...... کے کلمات کے بعد اذان بند ہو جاتی ہے، باسیانِ مدینہ مسجد میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ مؤذن اذان کی جگہ سے اتر کر مرغ بسمل کی طرح بیٹھا ہے اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہیں، رخسار آنسوؤں سے تر ہو چکے ہیں، شدید آہ و بکا سے آواز بند ہو گئی ہے، کیونکہ آج اس نے یہ کلمات محبوب کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے بعد

---

❶ صحیح بخاری، الجنائز، باب الثیاب البیض للکفن: ۱۲٦٤؛ صحیح مسلم: ۹٤۱۔ ❷ الطبرانی فی الکبیر: ٦۳٦۷۔

❸ طبقات ابن سعد: ۲/ ۲۹۱۔ ❹ سیرت ابن ہشام: ٤/ ٤۱۸، (٤/ ٤۲٤)

پہلی بار اپنی زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ محبوب کا نام ''محمد'' کہنے کے بعد بیتے ہوئے لمحات آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے، زندگی کے میٹھے اور کڑوے حالات سامنے آگئے۔ دنیا اپنی تمام تر رنگینیوں اور رعنائیوں کے باوجود ہیچ ہو جاتی ہے اور محبوب کی جدائی میں یوں زار وقطار روتے ہیں، جیسے ماں کے بچھڑنے پر ایک معصوم بچہ آہ وزاری کرتا ہے۔ کہا بلال رضی اللہ عنہ اذان کیوں نہیں دیتے؟ کہا: میں نہیں دے سکتا، پوچھا کیوں، کہا: لاأؤذن لاحد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد میں اب کسی کے لیے اذان نہیں دے سکتا۔'' وقت گزرتا گیا۔ زندگی کے ایام اپنا سفر بلا انقطاع طے کرتے گئے۔ حتی کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مجاہدین کے ساتھ شام پہنچے۔ اللہ نے فلسطین کی مقدس سرزمین پر فتح وکامرانی عنایت فرمائی۔ ایک دن امیر المؤمنین بھی شان وشوکت کے ساتھ فلسطین کی سرحد پر جا پہنچے۔ مسجد اقصیٰ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ ظہر کا وقت آگیا۔ امیر المؤمنین کی نظر مؤذن رسول پر پڑی، اذان کہنے کی فرمائش کردی۔ مسلسل انکار اور مسلسل اصرار پر مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہنی شروع کردی۔ برسوں بعد آج اذانِ بلالی سنی تو عہد رسالت اور مدینہ کا منظر نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔ مسجد اقصیٰ کے درودیوار لرز اٹھے۔ امیر المؤمنین معلم ومحبوب کی یاد میں گم ہوگئے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی نہ تھمنے والی بارش برسنے لگی کیونکہ آج بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلادی تھی۔ [1]

رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو یاد کرتے تو ان کے آنسو رواں ہو جاتے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس منبر پر سیدنا

[1] المسك والعنبر فی خطب المنبر۔ از د۔ عائض القرنی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی جائے گی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو''

ایک اور روایت میں ہے:

فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ:...... [1]

''آنسوؤں نے تین مرتبہ اس کی آواز کو دبا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا......''

آج پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آگئی

سنہ ۱۲ ہجری میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر حج کے لیے تشریف لائے، جب مکہ میں داخل ہوئے تو عتاب بن اُسید اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہم اور ہشام بن حارث ان سے ملے اور سلام کیا اور یوں کہا: (سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر رونا شروع کر دیا اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ میں جا پہنچے۔ [2]

صاحبین کو ام ایمن نے رلا دیا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

ہمارے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو، ہم ان کی زیارت کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ پس ہم ان کے پاس پہنچے، تو وہ رو پڑیں۔ انہوں نے کہا کہ کیوں روتی ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس جو ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُوْنَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۱۷۰، شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ہامش المسند: ۱/ ۱۷۰۔ [2] طبقات ابن سعد ۳/ ۱۸۷۔

وَلٰكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ. فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا.❶

''میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس جو ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے (یقیناً میں یہ جانتی ہوں) لیکن میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ پس (اس بات نے) ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے''

بعض روایات میں آتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حضور ﷺ کا تذکرہ فرماتے تو (آپ ﷺ کے فراق میں) رو دیتے۔❷

آپ کیوں نہ روتے، جس کھجور کے تنے کے سہارے نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، وہ بھی آپ کے فراق میں رونے لگا تھا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

کھجور کا ایک تنا تھا، جس کا سہارا نبی کریم ﷺ خطبہ کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس جب آپ ﷺ کے لیے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا، تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا، تو وہ خاموش ہو گیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو کھجور کا وہ تنا، جس کا سہارا لے کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس طرح زور سے رونے لگا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچے کی طرح زور سے رونے اور بلبلانے لگا، تو نبی کریم ﷺ نیچے اترے، حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا، تو ایک بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا، جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس لیے رویا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا، (جس سے اب محروم ہو گیا ہے)❸

---

❶ صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل أم ایمن: ٦٣١٨۔

❷ الاصابۃ: ٤/ ١٦٠، ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ: ٣٥٨٤(٣٥٨٥)۔

خصوصیات محمد ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝﴾ ❶

''اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک تم اُن میں تھے، اُنہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور اُنہیں عذاب دے۔''

تمہیدی کلمات

اللہ رب العزت نے جہاں آپ ﷺ کو تمام انسانیت سے افضل و اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے، وہاں آپ کو بہت سی ایسی خوبیاں اور خصوصیات بھی عطا فرمائی ہیں، جو تمام انبیاء اور کل کائنات سے آپ کو ممتاز کرتی ہیں، اس مقام پر آپ ﷺ کی فضیلت وعظمت کو بیان کرنے کے لیے آپ کی چند ایک خصوصیات کا ذکر کرنا مقصود ہے، تاکہ ہم اپنے نبی جناب محمد ﷺ کی عظمت ورفعت کو پہچان کر ان کی سچی اتباع و پیروی شروع کر دیں اور دنیا اور آخرت کی فوز وفلاح کے مالک بن جائیں۔

عالمگیر رسالت کے مالک

آپ قیامت تک آنے والی انسانیت کے نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝﴾ ❷

''اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور

---

❶ الأنفال ٨: ٣٣۔ ❷ سبا ٣٤: ٢٨۔

مجھے سب لوگوں (قیامت تک) کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔"❶

تمام انبیاء پر برتری

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کے عہد کو لے کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ ہی سارے انبیاء سے افضل ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱﴾❷

"اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر (یعنی محمد ﷺ) آئے، جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے، تو تمہیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہو گی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اُس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔"

معراج کی سیر میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی امامت کا منصب آپ کو عطا فرمایا ہے، جو آپ کے لیے بڑی عظمت کی بات ہے۔

خاتم النّبیین کا اعزاز

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰﴾❸

---

❶ صحيح البخاري، التيمم: ٣٣٥۔ ❷ آل عمران٣: ٨١۔ ❸ الاحزاب٣٣: ٤٠۔

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال

((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)) [1]

''میری مثال اور ان تمام انبیائے کرام کی مثال جو مجھ سے پہلے آ چکے ہیں، اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے مکان بنایا اور بہت اچھا اور خوبصورت بنایا، لیکن مکان کے ایک کونے میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی، لوگ اس کے مکان کے چاروں طرف گھومے، وہ مکان ان کو بڑا اچھا لگا اور وہ مکان بنانے والے سے کہنے لگے کہ آپ نے اس جگہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

آپ ﷺ کے پیروکار سب سے زیادہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

''قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔''

سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا تحفہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زور

---

[1] صحیح بخاری، المناقب: ۳۵۳۵؛ صحیح مسلم: ۵۹۶۱۔

[2] صحیح مسلم، الایمان: ۱۹۶۔

دارآواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے، جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا، اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے (وہ یہ ہیں)

فَاتِحَةُ الْكِتَاب سورۃ فاتحہ

وَخَوَاتِيمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات

مزید فرمایا کہ جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا، اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دی جائے گی۔ [1]

پانچ چیزوں کی خاص عطا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ)) [2]

"مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئی۔" (۱) ہر نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (۲) پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا، لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔ (۳) اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنا دی گئی ہے، لہٰذا جو شخص نماز کو پالے، وہ اسی جگہ نماز پڑھ لے۔ (۴) اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی

---

[1] صحیح مسلم، فضائل القرآن: ۱۸۷۷۔ [2] مسلم، المساجد: ۵۲۱۔

مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔ (۵) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔"

آسمانوں کی سیر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا کر معراج اور سیر کروائی اور کئی ایک تحائف سے نوازا ان میں سے سرفہرست نماز ہے۔ یہ اعزاز کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱﴾ ❶

"وہ (ذات) پاک ہے، جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا، تاکہ اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔"

نماز میں آگے پیچھے یکساں دیکھنا

آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم سمجھتے ہو کہ میری توجہ صرف سامنے ہوتی ہے، اللہ کی قسم! تمہارا رکوع اور سجدہ مجھ سے مخفی نہیں ہوتا، میں تمھیں اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔" ❷

آپ ﷺ سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))

"میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں، جس سے قیامت کے دن زمین (قبر) پھٹے گی۔"

اور بعض دوسری روایات میں یہ الفاظ زائد ہیں:

((وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) ❸

---

❶ الاسراء ۱۷: ۱۔ ❷ صحیح بخاری، الصلاۃ: ٤١٨۔

❸ صحیح مسلم: ۱۷۸۲؛ مسند احمد: ۲/ ٥٤٠۔

”میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا اور وہ پہلا شخص ہوں، جس کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

سب سے پہلے روز قیامت جس امت کا حساب ہو گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ آخِرُ مَنْ يُبْعَثُ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ)) ❶

”ہم آخری بھی ہیں اور پہلے بھی اٹھائے جانے کے اعتبار سے آخری ہیں اور حساب ہونے کے اعتبار سے پہلے ہیں“ یعنی سب سے پہلے حساب امت محمدیہ کا ہوگا۔“

سب سے پہلے پل صراط عبور کریں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جہنم کے اوپر ایک پل رکھا جائے گا، سب سے پہلے میں اس سے گزروں گا۔“ ❷

دل بیدار، آنکھیں سوتی ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ سے استفسار کیا، اے اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ)) ❸

”میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔“

سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعزاز بھی دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے، حتی کہ خراٹے بھرنے لگے، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ ❹

---

❶ سنن ابن ماجه: ٤٢٩٠؛ الطبرانی فی الاوائل، ص: ١٤۔

❷ صحیح بخاری، الرقاق: ٦٥٧٣۔

❸ صحیح بخاری، المناقب: ٣٥٦٩۔ ❹ صحیح البخاری، الوضوء: ١٣٨۔

آگے پیچھے گناہوں کی معافی

اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء میں سے کئی انبیاء کا تذکرہ فرمایا اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کی مثلاً:

﴿وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝﴾ ❶

''اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے، پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی۔''

مگر نبی کریم ﷺ کے لیے مطلق فرمایا:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ﴾ ❷

''تا کہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی لغزشیں بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے۔''

تمام بنی نوع انسان کے سردار جناب محمد ﷺ راتوں کو قیام اللیل اتنا طویل کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے، تو آپ سے کہا گیا، آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا)) ❸ ''کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

نماز بیٹھ کر پڑھنے میں بھی پورا ثواب

اسلام کا عام قانون ہے کہ اگر آدمی بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھے گا، تو اسے نصف (آدھا) ثواب ملے گا، لیکن رسول اکرم ﷺ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ کو پھر بھی پورا ثواب ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''آدمی کی بیٹھ کر نفل نماز نصف ثواب رکھتی ہے۔'' اور آپ بیٹھ کر پڑھتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں۔'' ❹

---

❶ طٰہٰ ۲۰: ۱۲۱۔۱۲۲۔ ❷ الفتح ۴۸ :۲۔ ❸ صحیح بخاری: ۴۵۵۴؛ صحیح مسلم: ۲۸۱۹۔ ❹ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا: ۷۳۵۔

تیس جوانوں کی قوت کے مالک

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیس آدمیوں کی طاقت جتنی طاقت عطا کر رکھی تھی، اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن میں بیک وقت اپنی تمام ازواج کے قریب جاتے تھے، وہ نو تھیں، راوی حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی طاقت رکھتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حقیقت میں دیکھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا، لہٰذا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔'' ❷

لیکن ضروری ہے کہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیے اور صورت کی شناخت رکھتا ہو۔

جنت میں بلا حساب داخلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے، یہ امتیاز کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔ ❸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں عذاب سے بچاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾ ❹

''اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک تم اُن میں تھے، اُنہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور اُنہیں عذاب دے۔''

---

❶ صحيح البخاري، الغسل: ٢٦٨؛ صحيح مسلم: ٣٠٩۔

❷ صحيح البخاري، العلم: ١١٠۔ ❸ صحيح البخاري، الرقاق: ٦٥٤١؛ صحيح مسلم: ٢١٦؛ سنن ترمذي: ٢٤٣٧۔ ❹ الأنفال ٨: ٣٣۔

روزِ قیامت سفارش کا حق

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے (اور محدث محمد بن عبید العنبری راویٔ حدیث فرماتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے) تو وہ کہیں گے، ہم کسی شخص کو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں، تاکہ وہ ہمیں اس جگہ کی پریشانی سے نجات دلائے، تو جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم ہیں، تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کریں، تاکہ وہ ہم کو اس پریشانی سے نجات دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر اپنی خطا یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ (ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی) لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ پہلے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا، پھر لوگ جناب نوح علیہ السلام کہ خدمت میں حاضر ہونگے اور حضرت نوح بھی معذرت کرلیں گے اور فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک خطا ہوگئی تھی، لہٰذا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

تم ایسا کرو، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا، تو لوگ جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن جناب ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کریں گے اور اپنی خطا کا ذکر کرکے رب کے سامنے اس فعل سے باز رہیں گے اور فرمائیں گے کہ تم جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا اور ان کو تورات عطا کی، تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خطا کا ذکر کرکے معذرت کرلیں گے اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے حیا کریں گے اور کہیں گے کہ تم جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، لوگ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں جاؤ! جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا، تو مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں رہنے دیں گے پھر مجھے کہا جائے گا۔

((اِرْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))

''اے محمد ﷺ! اپنا سر مبارک اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، مانگیں آپ کو نوازا جاتا ہے، سفارش فرمائیں، آپ کی سفارش قابل قبول ہے۔''

تو اس موقع پر میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا، جو اس وقت مجھے تعلیم ہوگی پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے، پھر کہا جائے گا:

((يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))

''اے محمد (ﷺ)! آپ اپنا سر اٹھائیں کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، سوال کیجئے عنایت کیا جائے گا، سفارش فرمائیں، قبول کی جائے گی۔''

تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا، تو رب تعالیٰ کی تحمیدات کروں گا، جو کلمات اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت سکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، پس میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

راویٔ حدیث کہتے ہیں، معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد آپ ﷺ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے، جہنم میں اب صرف وہ ہیں، جن کے لیے ہمیشہ جہنم ہے اور قرآن نے ان کے لیے خلود نار کو واجب کر دیا ہے۔ [1]

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فيها: ٤٢٣(٤٧٥)۔

ریاض الجنتہ کی عنایت

نبی مکرم جناب محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے کہ آپ کے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا ٹکڑا فرمایا ہے اور وہاں نماز پڑھنے کی تلقین بھی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)) ❶

''میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کا باغیچہ ہے۔''

نہر کوثر کا اعزاز

روزِ قیامت میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایک حوض عطا فرمائے گا، جس سے وہ اپنی اپنی امت کو پانی پلائیں گے، جو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو بھی عطا فرمائیں گے، لیکن نہر کوثر اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں عطا فرمائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ سورت نازل فرمائی:

﴿ إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ② إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ ③ ﴾ ❷

''(اے محمد!) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔''

تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے، جس پر خیر کثیر ہے، آپ کی ساری امت اس نہر پر پانی پینے جائے گی، اس کے برتن آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہوں گے۔'' ❸

ساتھی جن کا اسلام لانا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح بخاري، فضائل مدينة: ١٨٨٨؛ صحيح مسلم: ١٣٩٠۔

❷ الکوثر ١٠٨: ١۔٣۔

❸ صحيح مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة: ٢٤٧۔

((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِيْنُهُ مِنَ الْجِنِّ)) قَالُوْا وَإِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ ((وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) ❶

''ہر شخص کے ساتھ ایک جن ساتھی ہوتا ہے اور ایک فرشتہ۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی لیکن میرے جن کے خلاف اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا ہے، اب وہ بھی مجھے نیکی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔''

عرش کے قریب خاص مقام

آپ ﷺ نے فرمایا: ''روز محشر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اور آپ کا قیام عرش کے دائیں ہاتھ ہوگا۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ)) ❷

''میں سب سے پہلے زمین سے نکلوں گا، پھر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا، میرے سوا تمام مخلوق میں سے کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہوگا۔''

---

❶ صحيح مسلم، صفات المنافقين وأحكامهم، باب تحريش الشيطان......: ٢٨١٤؛ مسند أحمد: ١/ ٤٠١؛ سنن دارمی: ٢٧٣٧۔

❷ سنن الترمذی، المناقب، باب أنا أول الناس خروجا إذا بعثوا......: ٣٦١١،حديث حسن غريب صحيح۔

پہچان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ [1]

''اور جب اللہ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں کتاب وحکمت میں سے جو کچھ تمھیں دوں، پھر تمھارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو، جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور تمھارے ساتھ میں بھی گواہوں سے ہوں۔''

تمہیدی کلمات

ہمارے پیارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف، ان کی پہچان رکھیں، کیونکہ جن لوگوں نے آقا علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، انہوں نے تو ایک نظر ہی میں پہچان لیا کہ آپ ہی آخر الزمان پیغمبر ہیں وہ الگ بات ہے کہ نسل بنی اسماعیل علیہ السلام سے ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل اور بنی اسحاق کی نسل کے لوگوں نے تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آپ کو پہچانتے ہوئے بھی آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس کو جانور، شجر، پتھر الغرض ہر چیز نے آپ کو پہچان لیا۔ آیئے آج اسی حوالہ سے گفتگو کرتے ہیں۔

---

[1] آل عمران ۳: ۸۱۔

یہود کا پہچاننا

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نبی کا تعارف انبیاء کی جماعت میں کروایا، جس کا ذکر قرآن مقدس میں موجود ہے۔ آپ علیہ السلام کی پہچان سابقہ اقوام کو ان کی کتابوں کے ذریعے ہو چکی تھی، جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے بارے میں قرآن میں ہی ذکر ملتا ہے کہ یہ لوگ آپ علیہ السلام کی آمد کے منتظر تھے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝۱۴۶ ﴾ [1]

"وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی، اسے پہچانتے ہیں، جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے کچھ لوگ یقیناً حق کو چھپاتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔"

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب بدر میں تھے سے مروی ہے کہ بنوعبدالاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، ایک دن وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھوڑا ہی عرصہ قبل اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور بنوعبدالاشہل کی مجلس کے پاس پہنچ کر رک گیا، میں اس وقت نوعمر تھا، میں نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اور میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا تھا، وہ یہودی دوبارہ زندہ ہونے، قیامت، حساب کتاب، میزان عمل اور جنت و جہنم کا تذکرہ کرنے لگا، یہ بات وہ ان مشرک اور بت پرست لوگوں سے کہہ رہا تھا، جن کی رائے میں مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہونی تھی، اس لیے وہ اس سے کہنے لگے: اے فلاں! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا اور انہیں جنت و جہنم نامی جگہ منتقل کیا جائے گا، جہاں ان کے اعمال کا انہیں بدلہ دیا جائے گا۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔

وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَوَدَّ أَنَّ لَهُ بِحَظِّهِ مِنْ تِلْكَ النَّارِ أَعْظَمَ تَنُّورٍ فِي الدُّنْيَا، يُحَمُّونَهُ ثُمَّ يُدْخِلُونَهُ إِيَّاهُ فَيُطْبَقُ بِهِ عَلَيْهِ.

"اس ذات کی قسم! جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے، مجھے یہ بات پسند ہے کہ

---

[1] البقرۃ ۲: ۱۴۶۔

دنیا میں ایک بہت بڑا تنور خوب دہکایا جائے گا اور مجھے اس میں داخل کر کے اسے اوپر سے بند کر دیا جائے گا۔"

اور اس کے بدلے کل کو جہنم کی آگ سے نجات دیدی جائے گی اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اس کی علامت کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ اس کی علامت ایک نبی ہے، جو ان علاقوں سے مبعوث ہوگا، یہ کہہ کر اس نے مکہ مکرمہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے پوچھا کہ وہ کب ظاہر ہوگا، اس یہودی نے مجھے دیکھا کیونکہ میں ان میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا اور کہنے لگا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو انہیں ضرور پالے گا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی دن رات کا چکر ختم نہیں ہوا تھا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرما دیا، وہ یہودی بھی اس وقت تک ہمارے درمیان زندہ تھا۔

فَآمَنَّا بِهِ وَكَفَرَ بِهِ بَغْيًا وَحَسَدًا.

"ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے، لیکن وہ سرکشی اور حسد کی وجہ سے کفر پر اڑا رہا۔"

ہم نے اس سے کہا کہ فلاں تجھ پر افسوس ہے، کیا تو وہی نہیں ہے، جس نے اس پیغمبر کے حوالے سے اتنی لمبی تقریر کی تھی، اس نے کہا: کیوں نہیں لیکن میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ ❶

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے رفیق سے کہا کہ چل ہمارے ساتھ اس نبی کی طرف، تو اس نے کہا: ان کو نبی نہ کہو، اگر وہ سن لیں تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی، یعنی بہت خوش ہوں گے، وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے "نو" واضح احکامات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "وہ نو حکم یہ ہیں، اللہ کیساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، زنا نہ کرو، اس جان کو قتل نہ کرو، جس کو اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، مگر حق کے ساتھ، کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے، جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، پاکباز عورتوں پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ، لڑائی کے دن میدان

---

❶ مسند احمد: ١٥٨٤١، حسن۔

جنگ سے نہ بھاگو، اور خاص تمہارے لئے اے یہود! کہ تم ہفتہ کے دن حد سے تجاوز نہ کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چوما اور کہنے لگے:

نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ.

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔''

تو آپ نے فرمایا: پھر کونسی چیز تمہیں میری اطاعت سے روکتی ہے؟ کہنے لگے داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں رہیں، ہم ڈرتے ہیں کہ اگر تمہارے مطیع ہو جائیں تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔ (1)

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، میرا باپ اور میرا چچا ابو یاسر بن اخطب دونوں آپ کے پاس گئے، پھر واپس پلٹے، فرماتی ہیں میں نے اپنے چچا کو سنا کہ وہ میرے باپ سے پوچھ رہا تھا کہ یہ وہی ہیں؟ تو جواب ملا، ہاں اللہ کی قسم! چچا نے پوچھا آپ ان کو ان کی صفات سے اچھی طرح پہچانتے ہیں تو جواب ملا۔ ہاں اللہ کی قسم! تو پھر چچا نے سوال کیا، تیرے دل میں اسکا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ تو جواب ملا، اللہ کی قسم! عداوت میرے دل میں رہے گی، جب تک میں زندہ رہوں گا۔ (2)

بشارت عیسیٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝﴾ (3)

''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، جو مجھ سے پہلے تورات کی

---

(1) سنن ترمذی، الاستئذان والادب، باب ماجاء فی قبلة الید والرجل: ۳۳۲۷۔

(2) الخصائص الکبریٰ، باب اجتماع الیهود بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینة وسوالهم له ومعرفتهم، ج ۱، ص ۳۵، دارالکتب العلمیه، طبع ۲۰۰۳۔ (3) الصف ۶۱: ۶۔

صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔"

راہب کی پہچان

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طالب تجارت کے لئے شام کی طرف گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ چل دیئے۔ قریش کے شیوخ بھی ساتھ تھے۔ جب وہ لوگ راہب کے پاس پہنچے، تو ابو طالب اترے، لوگوں نے بھی اپنے کجاوے کھول دیئے۔ راہب ان کے پاس آیا۔ یہ لوگ ہمیشہ وہاں سے گزرا کرتے تھے، لیکن وہ نہ ان لوگوں کے پاس آیا اور نہ ہی ان کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ابھی کجاوے کھول ہی رہے تھے کہ راہب ان کے درمیان گھس گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ، هَذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ، فَقَالَ إِنَّكُمْ حِيْنَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ.

"یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے مالک کے رسول ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجیں گے۔ قریش کے مشائخ کہنے لگے کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا؟ کہنے لگا کہ جب تم لوگ اس ٹیلے پر سے اترے تو کوئی پتھر یا درخت ایسا نہیں رہا، جو سجدہ میں نہ گر گیا ہو اور یہ نبی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔

میں انہیں نبوت کی مہر سے بھی پہچانتا ہوں، جو ان کے شانے کی اوپر والی ہڈی پر سیب کی طرح ثبت ہے۔ پھر واپس گیا اور ان کے لئے کھانا تیار کیا، جب وہ کھانا لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ راہب کہنے لگا کہ کسی کو بھیج کر انہیں

بلاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ جب تشریف لائے، تو بدلی آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے، ساتھ چل رہی تھی۔ لوگ درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ جب بیٹھے تو درخت جھک گیا اور آپ ﷺ پر سایہ ہوگیا۔ راہب کہنے لگا: دیکھو درخت بھی ان کی طرف جھک گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ وہیں کھڑا انہیں قسم دے کر کہنے لگا کہ انہیں روم نہ لے جاؤ۔ وہاں کے لوگ انہیں دیکھ کر ان کے اوصاف سے پہچان لیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر راہب متوجہ ہوا تو دیکھا کہ سات رومی آئے ہیں اور ان سے پوچھنے لگے کہ کیوں آئے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ یہ نبی اس مہینے میں (گھر سے) باہر نکلنے والے ہیں۔ لہٰذا ہر راستے پر کچھ لوگ بٹھائے گئے ہیں، جب ہمیں تمہارا پتہ چلا تو ہمیں اس طرف بھیج دیا گیا۔ راہب نے پوچھا کہ کیا تمہارے پیچھے بھی کوئی ہے جو تم سے بہتر ہو۔ کہنے لگے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ (نبی) تمہارے راستے میں ہے۔ راہب کہنے لگا دیکھو اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو کیا کوئی شخص انہیں روک سکتا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ راہب نے کہا کہ پھر ان کے ہاتھ پر بیعت کرو اور ان کے ساتھ رہو۔ پھر وہ (راہب) اہل مکہ سے مخاطب ہوا اور قسم دے کر پوچھا کہ ان کا سرپرست کون ہے۔ انہوں نے کہا: ابوطالب۔ وہ انہیں قسمیں دیتا رہا یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ ﷺ کو واپس بھیج دیا۔ [1]

چچا ابوطالب بھی پہچان گیا تھا

آپ کا چچا ابوطالب جس نے ہمیشہ آپ کا دفاع کیا آپ سے تعاون و ہمدردی کا اظہار کیا، دل سے نبوت کی تصدیق بھی کی لیکن زبان سے کلمہ شہادت نہ پڑھا، جب نبی ﷺ نے اپنے چچا کو دعوت دی، لا الہ الا اللہ پڑھنے کو کہا تو ابوطالب نے کہا:

لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ حَمَلَهٗ عَلٰى ذَالِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ۔ [2]

---

[1] سنن ترمذی، أبواب المناقب، باب ما جاء فی بدء نبوة النبی ﷺ: ٣٦٢٠، قال الشیخ الالبانی صحیح۔

[2] صحیح مسلم، الایمان، باب الدلیل علیٰ صحة اسلام من حضره الموت: ٢٤۔

''بھتیجے! اگر قریش کی طعنہ زنی کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ گھبراہٹ نے ابوطالب کو لا الہ الا اللہ کہنے پر مجبور کر دیا، تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تیری آنکھیں ضرور ٹھنڈی کرتا۔''

پتھر کی پہچان

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)) [1]

''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں کہ جو مکہ مکرمہ میں میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھ پر سلام کیا کرتا تھا۔''

ایک دفعہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین رفقاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ کی جانب گئے، جب احد پر آپ قدم رنجہ ہوئے تو اچانک پہاڑ نے حرکت شروع کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی جنبش اور کانپنا دیکھ کر اپنا قدم مبارک احد پہاڑ پر مارا اور فرمایا:

((أُثْبُتْ يَا أُحُدُ فَإِنَّ عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)) [2]

''اے اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید (عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم) ہیں۔''

اسی لیے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے متعلق کہا کرتے تھے۔

((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) [3]

''(لوگو!) یہ احد کے پتھر ہم سے محبت کرتے ہیں، اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

---

[1] صحيح مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبى صلى الله عليه وسلم، وتسليم الحجر عليه قبل النبوة ٢/ ٢٢٧٧۔

[2] صحيح بخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب ابى بكر: ٣٦٧٥۔ [3] صحيح بخاري، المغازي، باب احد يحبنا ونحبه: ٤٠٨٤؛ صحيح مسلم: ١٣٩٣۔

درختوں نے پہچان لیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے، مگر وہاں پردے کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی، آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو وادی کے کنارے پر دو درخت نظر آئے، جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے، آپ نے ایک درخت کی ایک ٹہنی کو پکڑا، تو وہ درخت آپ کے پیچھے چل پڑا، جیسے نکیل والا اونٹ چلتا ہے، نصف فاصلہ طے ہو گیا تو آپ نے دوسرے درخت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا، وہ دونوں درخت اللہ کے حکم سے آپس میں مل گئے۔ ان کے پردے میں آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو وہ دونوں علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گئے۔ ❶

کھجور کے تنے نے پہچان لیا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور (کے تنے) سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انصار کی ایک خاتون یا ایک مرد نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے منبر نہ بنوا دیں......؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم چاہو تو بنوا دو!''

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک منبر بنوا دیا، جب جمعہ کا دن آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے، کھجور کا تنا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، جیسے بچہ چلا کر روتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے (اس تنے یا) درخت کو اپنے سینے سے لگایا، تو وہ اس بچے کی طرح باریک آواز نکالنے لگا، جس کو تسلی دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ اس لیے روتا ہے کہ پہلے میرے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر سنتا تھا۔'' ❷

ورقہ بن نوفل کی پہچان

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں

---

❶ صحیح مسلم، الزهد: ٣٠١٢۔

❷ صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام: ٣٥٨٤۔

تو ورقہ نے سب کچھ پوچھنے کے بعد کہا:

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی.

کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔

یَا لَیْتَنِی فِیْهَا جَذَعًا، لَیْتَنِی أَکُوْنُ حَیًّا إِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ.

کاش میں نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے جواب دیا، ہاں جو چیز تو لے کر آیا ہے، اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا، اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا۔ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک سفر کے دوران میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران میں ایک آدمی آیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا تم کہاں جا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا، اپنے گھر جا رہا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا:

((هَلْ لَكَ فِیْ خَیْرٍ؟)) قَالَ وَمَا هُوَ؟

''کیا تمہیں بھلائی میں کوئی دلچسپی ہے۔'' اس نے جواب دیا، وہ کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، صرف وہی معبود ہے، اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ وہ دیہاتی بولا:

وَمَنْ یَشْهَدُ عَلٰی مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ ((هٰذِهِ السَّلَمَةُ)).

آپ کی اس بات کی گواہی کون دے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیکر کا ایک درخت۔'' پھر نبی اکرم ﷺ نے اس درخت کو بلایا، وہ درخت وادی کے کنارے پر موجود تھا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے

---

[1] صحیح بخاری: ۳۔

اس سے تین مرتبہ گواہی مانگی اور اس نے تین مرتبہ اس بات کی گواہی دی، جو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، پھر وہ واپس اس جگہ پر چلا آیا، جہاں وہ موجود تھا۔ وہ دیہاتی اپنی قوم میں واپس جاتے ہوئے بولا۔ اگر ان لوگوں نے میری پیروی کی تو میں انہیں آپ کے پاس لاؤں گا اور اگر نہیں کی تو میں واپس آ جاؤں گا اور میں آپ کے پاس رہوں گا۔ [1]

شاہ روم ہرقل نے پہچان لیا

شاہ روم ہرقل کے نام مکتوب ارسال کیا، اس نے خط بنظر غائر پڑھا، پھر کہا: قریش کے قافلے کو بلاؤ اور قافلے سے پوچھا:

تم میں سے کون مدعی رسالت کے زیادہ قریب ہے؟

ابوسفیان نے کہا: ''میں''

تو ابوسفیان سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا، پھر آخر ہرقل کہنے لگا۔

میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا، تم نے کہا: ''وہ ہم میں عالی نسب ہیں''

میں نے پوچھا کہ یہ بات تمہارے اندر پہلے کسی نے کہی ہے؟ تم نے کہا۔ ''نہیں''

میں نے کہا: تم نے کبھی اس پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا؟ تم نے کہا۔ ''نہیں''

میں نے پوچھا کہ بڑے لوگ اسکے پیرو ہیں یا کمزور؟ تم نے کہا: ''کمزوروں نے اسکی اتباع کی ہے'' دراصل یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے کہا: ''وہ بڑھ رہے ہیں''۔ ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے، حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ کوئی شخص اس سے ناخوش ہو کر اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ تم نے کہا: ''نہیں'' تو ایمان کی یہی خاصیت ہوتی ہے کہ جب اس ایمان کی بشاشت کسی دل میں بس جائے تو پھر وہ انسان جائے تو کہاں؟

میں نے پوچھا کہ وہ کبھی عہد شکنی بھی کرتے ہیں؟ تم نے کہا۔ ''نہیں'' پیغمبروں کا یہی

---

[1] سنن دارمی باب ما کان علیه الناس قبل مبعث النبی ﷺ من الجهل والضلالة: ١٦، صحیح۔

حال ہوتا ہے، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ ❶

بھیڑیے کا پہچاننا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ کر لے گیا، چرواہا اس کی تلاش میں نکلا اور اسے بازیاب کرالیا، وہ بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہنے لگا:

أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ، تَنْزِعُ مِنِّي رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيَّ۔

''تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ تم نے مجھ سے میرا رزق جو اللہ نے مجھے دیا تھا چھین لیا؟''

وہ چرواہا کہنے لگا تعجب ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر مجھ سے انسانوں کی طرح بات کر رہا ہے؟ وہ بھیڑیا کہنے لگا:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْرِبَ يُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ۔

میں تمہیں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں لوگوں کو ماضی کی خبریں بتا رہے ہیں۔

جب وہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ منورہ واپس پہنچا تو اپنی بکریوں کو ایک کونے میں چھوڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ گوش گزار کر دیا، نبی ﷺ کے حکم پر، الصلوٰۃ جامعۃ، کی منادی کر دی گئی، نبی ﷺ اپنے گھر سے نکلے اور چرواہے سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا واقعہ بیان کرو، اس نے لوگوں کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا، نبی ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَيُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ، وَشِرَاكُ نَعْلِهِ، وَيُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ)). ❷

---

❶ صحیح بخاری، الوحی: ۳، ۴۵۵۳، ۲۹۴۱، ۷۔ ❷ مسند احمد: ۱۱۷۹۲۔

"اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں، اور انسان سے اس کے کوڑے کا دستہ اور جوتے کا تسمہ باتیں نہ کرنے لگے، اور ان کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے پیچھے اس کے اہل خانہ نے کیا کیا۔"

شیر کا پہچاننا

حضرت سفینہ جو رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جہاز میں سفر کر رہا تھا کہ وہ جہاز ٹوٹ گیا، میں ایک تختے پر بیٹھ گیا، وہ تختہ مجھے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا، وہاں ایک شیر بیٹھا تھا، تو جو میری طرف بڑھا تو میں نے اسکو مخاطب ہو کر کہا:

يَا أَبَا الْحَارِثِ، أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَطَأْطَأَ رَأْسَهُ.

"اے ابوالحارث (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں، تو اس نے ادب سے گردن جھکالی۔"

اور دم ہلاتے ہوئے میرے پاس آ گیا، جب بھی کوئی آواز سنتا تو اس کی طرف جاتا، چنانچہ اس نے مجھے ساتھ لیکر جنگل سے باہر ایک راستے پر لاکر کھڑا کیا، پھر کچھ دیر آوازیں نکالتا رہا، گویا مجھے الوداع کہہ رہا ہو۔ [1]

اونٹ نے پہچان لیا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

"اے اللہ کے رسول! باغ میں ہمارا ایک اونٹ بے قابو ہو گیا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور اونٹ سے فرمایا: ادھر آؤ۔ وہ اونٹ فوراً سر جھکا کر آپ کے پاس آ گیا۔ آپ نے اسے نکیل ڈالی اور مالکوں کے سپرد کر دیا۔ یہ منظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دیکھ رہے تھے، انہوں نے بے ساختہ کہا: اے اللہ کے رسول! یوں لگتا

---

[1] المستدرك للحاكم: ٢/ ٦٧٥ (٤٢٣٥)، دلائل النبوة للبيهقي: ٦/ ٤٢۔

ہے کہ اسے آپ کے نبی ہونے کا علم تھا (یعنی اس نے آپ کو پہچان لیا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ منورہ کے دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں نبی ہوں۔ صرف کافر انسان اور جن نہیں جانتے۔" ❶

ایک روایت میں ہے کہ وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگا آیا اور آپ کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ صحابہ کرام نے فرمایا:

اے اللہ کے رسول! یہ جانور جو شعور نہیں رکھتے، آپ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، ہمارا تو زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا: "کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے انسان کے لیے سجدہ کرے۔ اگر انسان کے لیے کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے کہ خاوند کا حق عورت پر بہت زیادہ ہے۔" ❷

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن پانچ یا چھ اونٹنیاں نحر کے لیے پیش کی گئیں، آپ ﷺ انہیں نحر کرنے کے لیے آگے بڑھے، تو ہر اونٹنی آپ کی طرف گردن بڑھانے لگی، تا کہ آپ پہلے اسے ذبح کریں۔ ❸

کوے کا واقعہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اپنے (چرمی) موزے منگوائے، ابھی ایک موزہ پہنچا تھا کہ ایک کوا آیا اور دوسرا موزا اٹھا کر لے گیا، کچھ دور جا کر اس نے موزہ پھینک دیا موزے سے ایک سانپ نکل کر بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسْ خُفَّيْهِ حَتّٰى يَنْفُضَهُمَا)) ❹

---

❶ المعجم الكبير للطبراني ١٢/١٥٥/١٢٤٤ سنده حسن۔

❷ مسند أحمد: ٣/ ١٥٨، سنده جيد۔

❸ سنن ابی داود، المناسك: ١٧٦٥؛ المستدرك للحاكم: ٤/ ٢٢١، صحيح۔

❹ المعجم الصغير للطبراني: ٢/ ١٨٠، سنده صحيح۔

"جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ موزے نہ پہنے، جب تک انھیں اچھی طرح جھاڑ نہ لے۔"

عبداللہ بن سلام کی پہچان

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے، تو لوگ دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف آئے اور مشہور ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا، تاکہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھوں۔ جب میری نظر آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی

أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).[1]

تو میں جان گیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر پہلی مرتبہ یہ بات فرمائی: "اے لوگو! سلام کو رواج دو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔"

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ کی آمد کا سنا آئے اور آکر کہا میں آپ سے ان تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا، جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

1. قیامت کی اولین نشانی کونسی ہے؟
2. وہ پہلا کونسا کھانا ہوگا، جس سے اہل جنت کی ضیافت ہوگی؟
3. بچہ کبھی باپ پر جاتا ہے اور کبھی ماں پر اس کا سبب کیا ہے؟

صادق و مصدوق، ناطق وحی کی زبان مبارک حرکت میں آئی۔ فرمانے لگے، جبرائیل نے مجھے ابھی ابھی بتلایا ہے۔

1. قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے، جو لوگوں کو مشرق سے ہانک کر مغرب کی طرف لے

---

[1] سنن ترمذی أبواب صفة القيامة والرقائق والورع: ٢٤٨٥، صحيح۔

جائے گی۔

❷ وہ پہلا کھانا، جس سے اہل جنت کی مہمان نوازی کی جائے گی، وہ مچھلی کی کلیجی کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہوگا۔

❸ بچہ باپ کی شکل پر اس وقت جاتا ہے، جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جاتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو بچے کی صورت ماں پر چلی جاتی ہے۔

تو عبداللہ بن سلام کہنے لگے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ❶

ضماد ازدی کا پہچاننا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ضماد ازدی ایک مرتبہ مکہ مکرمہ آئے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان چند نوجوانوں کو بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے تھے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جنون کا علاج کرتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ کلمات فرمائے کہ تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں، ہم اس سے مدد اور بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کے شر سے اس کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ضماد نے کہا کہ یہ کلمات دوبارہ سنایئے، پھر کہا:

لَقَدْ سَمِعْتُ الشِّعْرَ، وَالْعِيَافَةَ، وَالْكَهَانَةَ، فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ، لَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوسَ الْبَحْرِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. فَأَسْلَمَ. ❷

میں نے شعر، نجوم اور کہانت سب چیزیں سنی ہیں، لیکن ایسے کلمات کبھی نہیں سنے،

---

❶ صحیح بخاری، المناقب: ۳۹۳۸، ۳۳۲۹۔ ❷ مسند احمد: ۲۷۴۹، صحیح۔

یہ تو سمندر کی گہرائی تک پہنچے ہوئے کلمات ہیں، یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کلمہ کی ضمانت آپ اور آپ کی قوم دونوں پر ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں مجھ پر بھی اور میری قوم پر بھی، چنانچہ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد نبی ﷺ کے صحابہ کا ایک سریہ ضماد کی قوم پر سے گزرا اور بعض لوگوں نے ان کا کوئی برتن وغیرہ لے لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ یہ ضماد کی قوم کا برتن ہے، اسے واپس کردو، چنانچہ انہوں نے وہ برتن واپس کر دیا۔

ام معبد اور اس کے خاوند کی پہچان

نبی علیہ السلام سفر پر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے، راستے میں بھوک محسوس ہوئی، ایک خیمہ میں آئے، وہاں ایک عورت موجود تھی، اس سے پوچھا: کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا: نہیں تو آپ نے پوچھا: اس بکری کا دودھ نکالنے کی اجازت دے دو، وہ عورت بولی: میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر دودھ دیتی ہے، تو نکال لو، آپ نے دعا فرمائی اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا، اس کے تھن دودھ سے بھر گئے، اپنے ساتھیوں کو پلایا خود پیا، اس عورت کے گھر کے سارے برتن بھر گئے، شام کو خاوند گھر آیا، اس نے سوال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے، تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا، تو وہ کہنے لگا، اس کا حلیہ بیان کر، تو پھر ام معبد نے نبی علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ،	میں نے ایک آدمی دیکھا جس کا رنگ نکھرا ہوا
أَبْلَجَ الْوَجْهِ،	تابناک چہرہ
حَسَنَ الْخَلْقِ،	خوبصورت بناوٹ
لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ،	نہ بڑھا ہوا پیٹ
وَلَمْ تُزْرِيهِ صَعْلَةٌ	اور نہ بہت بڑا سر
وَسِيمٌ قَسِيمٌ،	کھلا ہو خوبصورت مکھڑا
فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ	سرگیں آنکھیں
وَفِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ	باریک ہونٹ
وَفِي صَوْتِهِ صَهَلٌ	بارعب آواز

وَفِی عُنُقِہٖ سَطَعٌ	صراحی نما خوبصورت لمبی گردن
وَفِی لِحْیَتِہٖ کَثَاثَۃٌ	گھنی داڑھی
أَزَجُّ أَقْرَنُ	باریک اور دراز ابرو
إِنْ صَمَتَ فَعَلَیْہِ الْوَقَارُ	خاموش ہوں تو پروقار نظر آئیں
وَإِنْ تَکَلَّمَ سَمَاہُ وَعَلَاہُ الْبَہَاءُ	گفتگو فرمائیں تو عالیشان اور پرکشش
أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْہَاہُ مِنْ بَعِیْدٍ	دور سے آپ خوبرو اور دلنشین نظر آئیں
وَأَحْسَنُہٗ وَأَجْمَلُہٗ مِنْ قَرِیبٍ	قریب سے دیکھیں تو سب سے بڑھ کر حسین وجمیل
حُلْوُ الْمَنْطِقِ فَصْلًا	شیریں گفتگو
لَا نَزْرٌ وَلَا ہَذْرٌ	بات دوٹوک نہ اختصار اور نہ زیادہ بول
کَأَنَّ مَنْطِقَہٗ خَرَزَاتُ نَظْمٍ یَتَحَدَّرْنَ	بولیں تو یوں محسوس ہو جیسے لڑی سے موتی گر رہے ہیں۔
رَبْعَۃٌ لَا تَشْنَأُہٗ مِنْ طُولٍ وَلَا تَقْتَحِمُہٗ عَیْنٌ مِنْ قِصَرٍ	درمیانہ قد نہ اتنا لمبا کہ ناگوار لگے اور نہ اتنا چھوٹا کہ آنکھوں میں نہ جچے۔
وَأَحْسَنُہُمْ قَدْرًا	معزز ترین
لَہٗ رُفَقَاءُ یَحُفُّوْنَ بِہٖ	آپ کے رفقا آپ کے گرد ہالے کی طرح
إِنْ قَالَ ﷺ سَمِعُوا لِقَوْلِہٖ	آپ کی بات بڑے غور سے سنیں
وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوْا إِلَی أَمْرِہٖ	اگر حکم فرمائیں تو ماننے میں ایک دوسرے سے جلدی کریں۔

ابو معبد نے یہ حلیہ سن کر کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی قریش کا آدمی ہے، جس کا تذکرہ ہر زبان پر ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اس کی خدمت میں حاضری دوں، اگر کوئی راستہ نکلا تو میں ضرور جاؤں گا۔ [1]

---

[1] المستدرک للحاکم: ۳/ ۱۰(٤٢٧٤)۔

نبی ﷺ کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝﴾ ❶

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے، یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کافی ہے، سب کچھ جاننے والا۔''

تمہیدی کلمات

یہ انسان کی فطرت ہے کہ اپنے فائدے کے لیے کسی نہ کسی سے تعلق رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی اس کی نظر صرف دنیا کے مفاد پر ہوتی ہے اور کبھی آخرت کی بہتری پر، جیسے لوگوں سے تعلق رکھے گا، ویسا ہی اثر اس کی شخصیت پر پڑے گا، رسول اللہ ﷺ نے اچھی اور بری مجلس کی مثال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے، خوشبو والا یا تو تجھے کچھ ویسے ہی خوشبو عطا کر دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا، ورنہ تو اس سے عمدہ خوشبو تو پائے گا ہی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا، ورنہ تو اس بدبو کو تو پائے ہی گا۔ ❷

---

❶ النساء٤: ٦٩۔٧٠۔ ❷ صحیح مسلم، البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحين...... : ٢٦٢٨۔

اس صحبت اور دوستی کا اثر دنیا اور آخرت دونوں پر پڑتا ہے۔ روز محشر کچھ ایسے بدنصیب ہوں گے، جنہیں اللہ رب العزت مخلوق میں سے بدترین لوگوں کے ساتھ کھڑا کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ایک دن آپ ﷺ نے نماز کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) [1]

''جو شخص اس کی حفاظت کرے گا، وہ نماز اس کے لیے نور ہوگی اور برہان ہوگی اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا، نماز اس کے لیے نہ نور ہوگی، نہ نجات اور نہ ہی برہان ہوگی اور قیامت کے دن وہ شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

کچھ ایسے خوش نصیب ہوں گے، جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاء، صلحاء، شہداء کے ساتھ کھڑا کریں گے اور ان میں سے بھی وہ کس قدر خوش بخت ہوں گے، جنہیں امام کائنات، امام اعظم، رحمت عالم، محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ آیئے ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں، جن کی وجہ سے ہمیں سید البشر شافع محشر اور خاتم رسولوں کا ساتھ نصیب ہوسکتا ہے۔

متقین رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گے

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت بھی اسی چیز کی وصیت فرمائی تھی۔ فرمایا:

((وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا)) [2]

''بلاشبہ متقی لوگ مجھ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں، وہ کوئی بھی ہوں

---

[1] سنن الدارمی، الرقاق: ۲۷۶۳۔ [2] صحیح ابن حبان: ٦٤٧؛ مسند أحمد: ۲۲۰۵۲؛ الصحیحة: ۲٤۹۷۔

اور جہاں بھی ہوں۔"

متقین کے لیے ایک اور اعزاز بھی اللہ نے رکھا ہے کہ انہیں اپنے گھر کے متولی بنایا ہے۔

﴿ إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [1]

"وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں۔ اس کے جائز متولی تو صرف اہلِ تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فتنوں کا بہت زیادہ ذکر فرمایا، یہاں تک کہ آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا۔ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فتنہ احلاس کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسا فتنہ ہے کہ لوگ باہمی بغض وعداوت کی بنا پر ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے، آدمی کا سارا مال چھین کر اس کو ہی بے دست کر دیا جائے گا۔ پھر نعمتوں کا فتنہ ہوگا، اس کا دھواں میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے دونوں قدموں کے نیچے سے ہوگا وہ گمان کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے، لیکن وہ مجھ سے نہیں۔

((إِنَّمَا أَوْلِيَآئِي الْمُتَّقُونَ)) [2]

"یقیناً میرے دوست تو متقی لوگ ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ [3]

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔"

---

[1] الانفال۸: ۳٤۔ [2] سنن ابی داود، الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها: ٤٢٣٦، صحیح۔ [3] الحجرات٤٩: ١٣۔

ایک مجلس لگی ہوئی تھی، دربار رسالت سجا ہوا تھا، کسی نے اٹھ کر سوال کر دیا:

اے اللہ کے رسول!

مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ ((أَتْقَاهُمْ))

"لوگوں میں سے زیادہ معزز کون ہے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا:" جوان میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔"

لوگوں نے کہا: ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے، فرمایا: پھر سب سے زیادہ معزز، بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، جو خود نبی تھے، نبی زادے تھے، دادا بھی نبی تھے، پردادا تو خلیل اللہ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم یہ بھی نہیں پوچھتے، فرمایا: پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو۔؟ سنو۔۔! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے، وہی اب اسلام میں بھی معزز ہیں، جبکہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ [1]

اخلاق حسنہ والے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَنْزِلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا فِي الدُّنْيَا)) [2]

"بلاشبہ تم میں سے سب سے زیادہ میرے قریب روز قیامت وہ ہوں گے، جن کے دنیا میں اخلاق اچھے ہوں گے۔"

اخلاق حسنہ والے جنت میں اعلیٰ درجات میں ہوں گے، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا))

"میں ضمانت دیتا ہوں، جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اسے

---

[1] صحیح بخاری، التفسیر، تفسیر سورة یوسف: ۱۹؛ صحیح مسلم: ۲۲۷۸۔

[2] الصحیحة: ۷۹۲۔

جنت کے گردونواح میں گھر ملے گا۔"

((وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا))

"اور میں (ضمانت دیتا ہوں) جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے اس کو جنت کے وسط میں گھر ملے گا۔"

((وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ)) ❶

"اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جس شخص کا اخلاق اچھا ہو، اسے جنت کے اوپر والے حصے میں گھر ملے گا۔"

کسی نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ)) ❷

"کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) ❸

"(اے ابوذر رضی اللہ عنہ!) تو جہاں بھی ہو، اللہ سے ڈرتا رہ اور اگر خطا ہو جائے، تو فوراً نیکی کر، وہ اس کو ختم کر دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ مل۔"

دو بچیوں کی کفالت کرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ

---

❶ ابوداود، الادب، باب فی حسن الخلق: ٤٨٠٠؛ صحیح الترغیب والترهیب: ١٣٩، حسن۔ ❷ مسند احمد: ٦/ ٩١(٢٤٦٤٥)؛ شعب الایمان: ١/ ٢٠٦، صحیح۔ ❸ سنن ترمذی: ١٩٧٨

أَصَابِعَهُ)) ❶

''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں، میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کو اپنے گھر رکھے، ان کی ضروریات پوری کرے اور ان پر شفقت کرے، اس کے لیے جنت واجب ہے۔'' قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول اور دو بھی؟ تو آپ نے فرمایا: ''دو بھی۔'' ❷

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوِ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) ❸

''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تو اس کے لیے جنت ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے کھانے کو کچھ دو، ہمیں حاجت ہے، سخت تنگی کا شکار ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، میں نے اپنے گھر میں تلاش کیا، تو صرف ایک کھجور ملی، میں نے لا کر اسے دے دی، اس نے اسے پکڑا اور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر کے دے دی اور خود اس سے کچھ بھی نہ کھایا، اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر وہ عورت اٹھ کر

---

❶ صحيح مسلم، البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسانِ إلى البنات: ٢٦٣١۔
❷ الصحيحة: ١٠٢٧۔ ❸ سنن ترمذى، البر والصلة، باب ماجاء فى النفقة على البنات والأخوات: ١٩١٦؛ صحيح الترغيب: ١٩٧٣۔

چلی گئی، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، میں نے سارا قصہ حیرانی سے سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) ❶

”جو کوئی اپنی بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح بھی آزمائش میں مبتلا ہو، تو اس نے پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائیں گی۔“

یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ. ❷

”جو کسی یتیم بچے یا بچی سے اچھا سلوک کرے، تو وہ اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔“ اور آپ نے دو انگلیوں کو ملایا۔

اللہ تعالیٰ نے جناب محمد کریم ﷺ کو یتیم بنا کر یتیموں کی دادرسی فرمائی، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ﴾ ❸

”بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ (بیشک دی) اور رستے سے ناواقف دیکھا، تو سیدھا رستہ دکھایا اور تنگدست پایا تو غنی کر دیا، تو تم بھی یتیم کو ڈانٹا نہ کرنا اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا۔“

❶ صحیح مسلم، البر والصلة، والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات: ١٤٧، ٢٦٢٩۔ ❷ مسند احمد: ٢٢٢٨٤۔ ❸ الضحیٰ ٩٣: ٦۔١١۔

نیز اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو یتیموں کا ماوی بنایا، تاکہ یتیم یتیمی کے آنسو بہانے کی بجائے صبر وشکر کے ساتھ اللہ کی منشا پر خوش رہے۔

بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا باپ نبی ﷺ کے ساتھ تھا، کسی غزوے میں شہید ہوگیا تو نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں رو رہا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں؟ میں نے جواباً کہا: جی ہاں! میرے ماں باپ اے اللہ کے رسول! آپ پر قربان ہوں۔ ❶

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى)) ❷

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں، انگشت شہادت اور درمیانی کے ساتھ اشارہ کیا۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟))

''کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری ضرورت پوری ہو جائے؟''

تو اس نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِرْحَمِ الْيَتِيمَ وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ)) ❸

''تو یتیم پر رحم کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور اسے اپنے غلے میں سے کھانا کھلا، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔''

---

❶ شعب الایمان: ۱۰۵۳۳، الصحیحة: ۳۲۴۹۔

❷ صحیح بخاری، الأدب، باب فضل من یعول یتیما: ۶۰۰۵۔

❸ صحیح الترغیب والرهیب: ۲۵۴۴۔

قیام اللیل کرنے والا

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزارتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استنجا اور وضو کے لیے پانی لایا کرتا تھا:

فَقَالَ لِي: ((سَلْ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ)) قُلْت:هُوَ ذَاكَ. قَالَ: ((فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) (1)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ''مانگ۔'' تو میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے علاوہ اور کچھ۔'' میں نے عرض کیا: بس یہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اپنے معاملہ میں سجود کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے: ''جس نے میرے دوست سے دشمنی کی، میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے، مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے، تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو پناہ دیتا ہوں۔'' (2)

درود بھیجنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) (3)

---

(1) صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیه: ٤٨٩۔

(2) صحیح بخاری، الرقاق: ٦٥٠٢۔

(3) سنن ترمذی، الصلاة: ٤٨٤؛ صحیح ترغیب: ١٦٦٨۔

''روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب تر وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ❶

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس (نبی ﷺ) پر درود بھیجو اور کثرت سے سلام بھیجو۔''

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آئے، تو ہم نے کہا: سلام تو ہم جانتے ہیں کہ آپ پر کیسے بھیجیں لیکن

((فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟))

''تو ہم آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)) ❷

''اے اللہ! صلوۃ بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے صلوۃ بھیجی، ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے...... اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔''

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

---

❶ الاحزاب ۳۳: ۵۶۔ ❷ صحیح بخاری، الأنبياء: ۳۳۷۰؛ مسلم: ۴۰۶۔

ہوئے سنا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ يُصَلِّي عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَالِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ)) (1)

"کوئی بھی بندہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے، تب تک فرشتے اس پر درود بھیجتے (رحمت کی دعا کرتے رہتے) ہیں، تو آدمی اس کو زیادہ کر لے یا کم کر لے۔"

حضرت ابوطلحہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی ﷺ کا صبح کے وقت انتہائی خوشگوار موڈ تھا اور بشاشت کے آثار چہرہ مبارک پر نظر آ رہے تھے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج تو صبح کے وقت آپ کا موڈ بہت خوشگوار ہے، جس کے آثار چہرہ مبارک سے نظر آ رہے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں آج میرے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجوں گا۔" (2)

سچا اور امانتدار تاجر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ)) (3)

"سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

رسول اللہ ﷺ خود ایک بہترین تاجر تھے، جب تک نبوت کی ذمہ داری نہ سونپی گئی، تو اس وقت تک تجارت کے پیشہ کو اختیار کیے رکھا، اسی طرح ابوبکر، حضرت عمر، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ اور صالحین اسی پیشہ کو اپنائے ہوئے تھے۔ خود رسول

---

(1) صحيح الجامع الصغير: ٦٥٢٠؛ مسند احمد: ١٥٦٨٠۔ (2) مسند احمد: ١٦٣٦٣، حسن۔ (3) صحيح الترغيب والترهيب: ١٧٨٢، صحيح

اللہ ﷺ اسی کی تلقین کرتے تھے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے آیا، تو آپ ﷺ نے اس سے اس کے گھریلو سامان (ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ) منگوا کر اسے دو درہم میں فروخت کر دیا، پھر وہ درہم اسے دے کر کہا: جاؤ، ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس آؤ (کچھ دیر بعد) وہ کلہاڑا لے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ ٹھونس دیا اور انصاری سے کہا: ''جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹو اور لے جا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تجھے (مانگتا ہوا ادھر) نہ دیکھوں۔'' وہ آدمی (جنگل کی طرف) چلا گیا، وہ (روزانہ) لکڑیاں کاٹتا اور انھیں لے جا کر (بازار میں) بیچ دیتا، پھر جب وہ واپس آیا، تو اس نے دس درہم کما لیے تھے، وہ بازار گیا اور اس نے کچھ درہموں سے اناج خرید لیا اور کچھ سے کپڑا، پھر آپ ﷺ نے (اسے مخاطب کر کے) فرمایا:

''یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت آئے اور یہ سوال تیری پیشانی پر داغ بنا ہوا ہو۔'' ❶

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تجارت پیشہ لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرما رہے تھے:

((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ)). ❷

''اے تاجروں کی جماعت! جھوٹ سے بچو۔''

حضرت عبدالرحمن بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوَلَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟

''بلاشبہ تاجر گناہگار لوگ ہیں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ

---

❶ سنن ترمذی: ۶۰۳؛ سنن ابن ماجہ: ۲۱۹۸؛ مسند احمد: ۳/ ۱۱۴؛ صحیح الترغیب والترھیب: ۸۳۴، ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے حسن کہا ہے؛ فتح الباری: ۴/ ۳۵۴۔ ❷ صحیح الترغیب والترھیب، البیوع: ۱۷۹۸۔

تعالیٰ نے تجارت حلال نہیں کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَلَى، وَلَكِنَّهُمْ، يُحَدِّثُونَ، فَيَكْذِبُونَ، وَيَحْلِفُونَ، وَيَأْثَمُونَ)) ❶

''کیوں نہیں، لیکن یہ لوگ بات کرتے وقت جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں اور گناہ گار ہوتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بے شک آپ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر، اپنے گھر والوں سے بڑھ کر اور میری اولاد سے بڑھ کر پیارے لگتے ہیں، میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں، مجھے آپ کی یاد آتی ہے، تو میں صبر نہیں کر سکتا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں اور آپ کا دیدار کر لیتا ہوں اور جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے، مجھے یقین ہے کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے، تو آپ انبیاء کی جماعت کے ساتھ ہوں گے اور میں جنت میں جاؤں تو مجھے ڈر لگتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جنت میں آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں، نبی ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ ❷

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾﴾ ❸

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے، فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

---

❶ مسند احمد: ٤ /٤٢٨؛ صحيح الترغيب، البيوع: ١٧٨٦۔

❷ الصحيحة: ٢٩٣٣۔ ❸ النساء٤: ٦٩، ٧٠۔

((مَتَى السَّاعَةُ۔؟))

''قیامت کب آئے گی؟''

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:

((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟))

''تو نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟''

تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

((مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))

''میری قیامت کے لیے تیاری کا حال تو یہ ہے کہ میرے پاس نہ زیادہ نمازیں ہیں، نہ روزے اور نہ ہی صدقہ وخیرات ہیں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) [1]

''تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت کرتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ))

''جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں تو اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔''

۱ ... أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

''اللہ اور اس کا رسول اس کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔''

۲ ... وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ۔

''اور یہ کہ وہ کسی سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو۔''

۳ ... وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ. [2]

---

[1] صحيح مسلم، البر والصلة، باب المرء مع من أحب: ٦٧١٥(٢٦٣٩)۔

[2] صحيح بخاري، الايمان، باب حب الرسول من الايمان: ١٦۔

"وہ کفر میں لوٹنا اتنا ہی ناپسند کرے، جتنا وہ آگ میں پھینکا جانا ناپسند کرتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي.

"آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))

"نہیں! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔"

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي.

پھر تو اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْآنَ يَا عُمَرُ)) [1]

"ہاں! اے عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے۔"

[1] صحيح بخاری، الايمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبی ﷺ: ٦٦٣٢۔

سفارش رسول ﷺ پانے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴾ ❶

''روزِ قیامت کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی، سوائے اس شخص کی سفارش کے، جسے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس کی سفارش کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند بھی آئے گی۔''

تمہیدی کلمات

سفارش وشفاعت برحق ہے اور روزِ قیامت اللہ اپنے بندوں پر شفقت ومحبت کرتے ہوئے ان لوگوں کے متعلق چند افراد کو سفارش کا حق دیں گے، جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ روز قیامت ہمارے ولی پیر، قطب وابدال وغیرہ ہماری سفارش کر کے ہمیں دوزخ سے آزادی دلوائیں گے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، دربار الٰہی میں نہ مشرک کی سفارش قبول ہوگی اور نہ مشرک کے متعلق سفارش قبول ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ۝ ﴾ ❷

''جب قیامت قائم ہوگی، تو مجرم لوگ حیران وپریشان ہو جائیں گے، ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارشی نہ بنے گا، اس وقت تو مجرم لوگ اپنے شریکوں کے (بااختیار ہونے سے) انکار کر دیں گے۔''

کون کون سفارش کرے گا

ہاں اس دن اللہ اپنے انبیاء کو اور اپنے پیارے نبی جناب محمد ﷺ کو اور معزز فرشتوں

❶ طٰہٰ ۲۰: ۱۰۹۔ ❷ الروم ۳۰: ۱۲، ۱۳۔

کو، نیک لوگوں کو، روزہ، قرآن اور چند دوسرے نیک اعمال کو اجازت دیں گے کہ تم جس کی سفارش کرنا چاہو کرلو، مجھے منظور ہے۔ روزِ قیامت دربار الٰہی میں جن خوش نصیب لوگوں کو سفارش وشفاعت کا حق دیا جائے گا، ان میں سرفہرست جناب محمد ﷺ ہیں۔

سب سے پہلے سفارشی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) [1]

''میں روزِ قیامت ساری اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، اور سب سے پہلے میں سفارش کروں گا، سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی۔''

آپ ﷺ کی شفاعت پانے والے لوگوں کی مختلف اقسام ہیں:

1. وہ لوگ ہوں گے، جو جہنم میں داخل ہوئے بغیر مختلف اوقات میں جنت میں جائیں گے۔
2. وہ لوگ ہوں گے، جو آپ ﷺ کی شفاعت کی بدولت بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔
3. وہ خوش نصیب جن کا حساب وکتاب ہوگا، لیکن ان کے اعمال صالحہ میزان میں بھاری ہوں گے، رسول اللہ ﷺ کی سفارش سے یہ بھی جنت میں داخل ہوجائیں گے۔
4. وہ لوگ ہوں گے، جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر برابر ہوں گی، یہ لوگ پہلے مقام اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے۔ اعراف وہ مقام ہے، جو جنت اور جہنم کے درمیان ہے، (جہاں نہ جنت کی نعمتیں ہیں اور نہ جہنم کا عذاب) وہاں یہ رحمت الٰہی کے طلبگار ہوں گے، انہیں بھی شفاعت رسول ﷺ حاصل ہوگی اور جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

---

[1] صحیح مسلم، فضائل النبی ﷺ، باب فضل نبینا علی جمیع الخلائق: ٦٩٤٠؛ سنن ابن ماجہ: ٤٣٠٨۔

5 وہ لوگ ہوں گے، جن کی نیکیاں برائیوں سے کچھ کم ہوں گی، ان کا جہنم میں جانا طے ہو جائے گا، مگر آپ ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے یہ لوگ بھی جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ [1]

مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِي))

''مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئیں۔''

1 ((كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ))

''ہر نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔''

2 ((وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِي))

''پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا۔ لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔''

3 ((وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَيِّبَةً طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ))

''اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنا دی گئی ہے، لہٰذا جو شخص جہاں نماز پالے، اسی جگہ نماز پڑھ لے۔''

4 ((وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ))

''اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی، جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔''

5 ((وَاُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ)) [2]

---

[1] عقيدة طحاوية، باب الشفاعة، ص: ٢٢٣۔ ٢٢٩۔

[2] صحيح مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة: ١١٦٣۔

''اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔''

حدیث میں موجود شفاعت سے مراد شفاعت عظمیٰ (شفاعت کبریٰ) یعنی سب سے بڑی شفاعت ہے۔ اور شفاعت صغریٰ آپ ﷺ اس وقت کریں گے، جب ایک بار لوگ جنت اور جہنم میں چلے جائیں گے، پھر آپ ﷺ کو خیال آئے گا کہ میری امت کے کچھ لوگ جنت میں نہیں آئے، تو آپ ﷺ اللہ کے حضور سر سجدے میں رکھ کر دوبارہ سفارش کریں گے۔

مزید رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوهَا فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ)) ❶

''ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے، جو وہ دعا کرتا ہے، پس میں نے اپنی دعا کو محفوظ رکھا ہے، قیامت کے دن اپنی امت کے لیے سفارش کرنے کے لیے۔''

تمام کائنات کے لوگوں کے لیے شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ [اور محدث محمد بن عبید العنبری راوی حدیث فرماتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے] تو وہ کہیں گے، ہم کسی شخص کو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں، تاکہ وہ ہمیں اس جگہ کی پریشانی سے نجات دلائے، تو جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم علیہ السلام ہیں، تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کریں، تاکہ وہ ہم کو اس پریشانی سے نجات

---

❶ صحیح بخاری، الدعوات، باب لکل نبی دعوة مستجابة: ٦٣٠٤۔

دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر اپنی خطا یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ (ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی) لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ پہلے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا، پھر لوگ جناب نوح علیہ السلام کہ خدمت میں حاضر ہونگے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی معذرت کرلیں گے اور فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک خطا ہوگئی تھی، لہٰذا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

تم ایسا کرو تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا، تو لوگ جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن جناب ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کریں گے اور اپنی خطا کا ذکر کر کے رب کے سامنے اس فعل سے باز رہیں گے اور فرمائیں گے کہ تم جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا اور ان کو تورات عطا کی، تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خطا کا ذکر کر کے معذرت کرلیں گے اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے حیا کریں گے اور کہیں گے کہ تم جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ لوگ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ، جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا، تو مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں رہنے دیں گے، پھر مجھے کہا جائے گا:

((ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر مبارک اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، مانگیں آپ کو نوازا جاتا ہے، سفارش فرمائیں، آپ کی سفارش قابل قبول ہے۔"

تو اس موقع پر میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کروں گا، جو اس وقت مجھے تعلیم ہوگی، پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کردی جائے گی، میں ان کو جہنم سے نکال

کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے، پھر کہا جائے گا:

((يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))

"اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے! کہیں، آپ کی بات قابل سماعت ہے، سوال کیجئے عنایت کیا جائے گا، سفارش فرمائیں، قبول کی جائے گی۔"

تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا، تو رب تعالیٰ کی تحمیدات کروں گا، جو کلمات اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت سکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، پس میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

راویٔ حدیث کہتے ہیں، معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر میں کہوں گا: اے میرے رب! جہنم میں اب صرف وہ ہیں، جن کے لیے ہمیشہ جہنم ہے اور قرآن نے ان کے لیے خلودِ نار واجب کر دیا ہے۔ [1]

کبیرہ گناہوں میں مبتلا لوگوں کی سفارش

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

((إِنَّ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِيْ)) [2]

"بے شک میری سفارش روزِ قیامت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔"

توحید پرستوں کی سفارش

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها: ٤٢٣(٤٧٥)۔

[2] سنن ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الشفاعة: ٤٣١٠، صحيح

((خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِيَ الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)) ❶

''مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو اختیار کرلوں یا اپنی نصف امت جنت میں داخل کروالوں، تو میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا اور یہ ہراس شخص کے لیے ہے، جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا۔''

کلمہ توحید پر کاربند رہنے والوں کی سفارش

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا، جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے؟ تو آپ نے جواب دیا:''اے ابوہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی مجھ سے سوال کروگے۔ (کیونکہ تمھیں احادیث سننے کا زیادہ شوق رہتا ہے تو سنو)

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ)) ❷

''روز قیامت میری شفاعت کی سعادت اسے نصیب ہوگی، جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا۔''

اذان سن کر اس کا جواب دینے والے کے لیے سفارش

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اذان سن کر یہ کلمات کہے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ)) ❸

---

❶ سنن ترمذی، صفة القیامة والرقائق والورع، باب منه: ٢٤٤١؛ ابن ماجه: ٤٣١٧، صحیح۔

❷ صحیح بخاری: ٩٩۔

❸ صحیح بخاری، الاذان، باب الدعاء عند النداء: ٦١٤؛ ابوداود: ٥٢٩؛ سنن ترمذی: ٢١١؛ سنن ابن ماجه: ٧٢٢۔

''یا اللہ! اس (توحید کی) مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد ﷺ کو وسیلہ، بزرگی اور مقام محمود عطا فرما، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔''

تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرنا، میرے ذمہ ہوگی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ))

''جب تم اذان دینے والے کو سنو تو جیسا وہ کہتا ہے، ویسا ہی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔''

''اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا، پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو اور وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ کا نام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص میری لیے وسیلہ طلب کرے گا، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گی۔'' [1]

آپ ﷺ پر درود بھیجنے والا سفارش کا مستحق

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

''جس نے مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام درود بھیجا، اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔''

---

[1] صحيح مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن: ٣٨٤؛ جامع الترمذي، المناقب عن رسول الله ﷺ، باب في فضل النبي ﷺ: ٣٦١٤۔

[2] صحيح الجامع الصغير: ٦٣٥٧

مدینہ منورہ میں قیام آپ ﷺ کی سفارش کا باعث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا، كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

''جس نے (مدینہ میں قیام کے دوران پیش آنے والی) مشکلات و مصائب پر صبر کیا، قیامت کے روز میں اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا، یا فرمایا اس کی سفارش کروں گا۔''

مدینہ میں موت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْ شَهِيْدًا)) ❷

''جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ مدینہ میں فوت ہو، اسے اس کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ ایسے آدمی کی میں روز قیامت سفارش کروں گا یا (اس کے ایمان کی) گواہی دوں گا۔''

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ. ❸

''اے اللہ! مجھے شہادت کی موت نصیب فرما، اگرچہ تیرے نبی کے شہر مدینے میں ہی کیوں نہ ہو۔''

---

❶ صحیح مسلم، الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ: ۳۳۳۹۔

❷ صحیح الترغیب والرھیب: ۱۱۹۵۔

❸ صحیح بخاری، فضائل المدینۃ: ۱۸۹۰۔

رب پر راضی رہنے والے انسان کی سفارش

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَأَنَا الزَّعِيمُ لَآخُذَنَّ بِيَدِهِ حَتّٰى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''جس نے صبح کے وقت کہا: میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر خوش ہوں۔ میں (اس کا) ضامن ہوں کہ ضرور بالضرور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔''

---

[1] المعجم الطبرانی فی الکبیر: ٨٣٨، الصحیحة: ٤٢١۔

اسلامی سال کا چوتھا مہینہ

ماہ ربیع الثانی

ربیع الثانی موسم بہار کے دوسرے مہینے کو کہتے ہیں، اس کے کئی ایک اور نام بھی ہیں، مثلاً: صبان، منزم اور بعض مبتدعین نے اس مہینے کا نام ''ربیع الغوث'' بھی رکھا ہے، کیونکہ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان ربیع کے مہینوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی گیارھویں دی جاتی ہے۔

ربیع الثانی کے خطبات

1. دعائے رسول ﷺ پانے والے
2. رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے
3. محبت رسول ﷺ
4. دوسروں کا دل جیتنے کے طریقے
5. امیر بننے کے طریقے
6. طوبی

دعائے رسول ﷺ پانے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ ❶

''اُن کے مال میں سے صدقہ (یعنی زکوٰۃ) قبول کرلو کہ اس سے تم اُن کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور اُن کے حق میں دعائے خیر کرو، کہ تمہاری دعا اُن کے لیے موجبِ تسکین ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

تمہیدی کلمات:

دعا عبادت ہے اور عبادت مقصدِ تخلیقِ انسان ہے، اس دنیا میں بہت سے لوگ آئے، جن کی اللہ نے دعاؤں کو قبولیت سے نوازا، مگر سب سے زیادہ اگر یہ اعزاز اگر کسی کو ملا، تو وہ جناب محمد ﷺ ہیں، آپ نے جس کے لیے دنیا میں دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی بہت سی خیر و برکت کو جمع فرمادیا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ آپ ان امتوں کے حق میں دعا کیا کریں، حتی کے محسن انسانیت نے ہمارے حق میں دعا کرنے کے اختیار کو آخرت کے لیے بھی رکھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْبِهَا فَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ فِي الْآخِرَةِ)) ❷

''ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے، جو وہ دعا کرتا ہے، پس میں نے اپنی دعا کو محفوظ رکھا ہے، قیامت کے دن اپنی امت کے حق میں سفارش کرنے

---

❶ التوبۃ ۹: ۱۰۳۔

❷ صحیح بخاری، الدعوات، باب لکل نبی دعوۃ مستجابۃ: ٦٣٠٤۔

کے لیے۔''

آج کے خطبہ میں ہم نبی رحمت ﷺ کی ان دعاؤں کا ہی ذکر کریں گے، جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، یا عام افراد کے لیے دعائیں فرمائیں۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: ''معلوم ہوتا ہے، تمہارے دوست کسی سے ناراض ہوکر آئے ہیں۔'' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر سلام کیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہوگئی تھی اور اس سلسلے میں جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے، لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی، تو میں نے ان سے معافی چاہی۔ اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ:

((يَغْفِرُ اللّٰهُ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا))

''اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف فرمائے...... '' آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی۔ تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟'' آپ ﷺ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔

آپ ﷺ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔ ❶

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ)) ❷

''اے اللہ! دونوں میں سے اپنے پسندیدہ بندے کو ہدایت نصیب فرما، عمر بن خطاب کو یا ابوجہل بن ہشام کو۔''

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً)) ❸

''اے اللہ! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو خصوصی عزت بخش۔''

دعا کی بدولت، حضرت عمر نبوت کے چھٹے سال، ستائیس سال کی عمر میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس وقت تک انتالیس (۳۹) لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُثْمَانَ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ وَمَا أَخْفٰى وَمَا أَعْلَنَ وَمَا أَسَرَّ وَمَا أَجْهَرَ)) ❹

''اے اللہ! سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام گناہ معاف فرما، اگلے اور پچھلے، اور جو

---

❶ صحیح بخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب إن لم تجدینی فأتی اباکر: ۳۶۶۱۔
❷ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب: ۳۶۸۱؛ مسند احمد: ۲/ ۹۵ (۵۶۹۸)؛ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۱؛ اسنادہ حسن لذاتہ۔
❸ المستدرك للحاكم: ۳/ ۸۳ (۴۴۸۵)؛ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۲، إسنادہ حسن لذاتہ۔ ❹ حیاۃ الصحابة: ۳/ ۱۶۲؛ المنتخب: ۵/ ۶۔

انہوں نے خفی کیے اور جو انہوں نے اعلانیہ کیے اور جو پوشیدہ طور سے کیے اور جو سب کے سامنے کیے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَجَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ)) ❶

"اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جن سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں، انہوں نے تنگی کے وقت جہاد فی سبیل اللہ میں لشکر (تبوک) کو تیار کیا۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوِ اشْفِهِ)) ❷

"اے اللہ! اسے عافیت یا شفا عطا فرمایا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں جس کا دوست ہوں، یہ علی اس کے دوست ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ! وَ أَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغِضْ مَنْ يُّبْغِضُهُ! وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ)) ❸

"اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے، تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے، تو اس سے دشمنی کر اور جو ان سے محبت کرے، تو اس سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے، تو اس سے بغض رکھ اور جو ان کی مدد کرے، تو اس کی مدد کر اور جو ان کی مدد چھوڑ دے تو بھی اس کی مدد چھوڑ دے۔"

---

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب: ۳۷۱۴؛ البدایة والنهایة: ۷/ ۳۶۱؛ السنة لابن ابی عاصم: ۲/ ۵۷۷۔

❷ جامع ترمذی: ۳۵٦٤، سنده حسن۔ ❸ کنز العمال: ٤/ ١٤٣؛حیاة الصحابة: ۳/ ١٦٢؛ مجمع الزوائد: ۹/ ٤٠٢؛ جمع الجوامع: ۲/ ١٠٦، امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، علاوہ فطر بن خلیفہ کے اور وہ ثقہ ہیں: ۹/ ١٠٥۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ))

''اے اللہ! اس سے سردی اور گرمی کو دور کر دے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آج کے دِن تک مجھے کبھی سردی اور گرمی نہیں ہوئی۔ ❶

سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو پوچھا:

مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: ((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)). ❷

یہ کیا چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لپیٹ رکھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کوکھوں پر تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دونوں (حکما) میرے بیٹے ہیں اور (حقیقۃً) میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ، جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔''

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ

---

❶ مجمع الزوائد: ۹ / ۱۱۳؛ المناقب، باب اكتحاله بريق رسول الله و كفايته الحرد والبرد: ۱٤۷۰۷؛ الطبراني في الاوسط: ۲۲۸٤، فيه ضعف۔

❷ سنن ترمذي أبواب المناقب باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب: ۳۷٦۹، حسن۔

کر فرماتے، اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا)) ❶

"اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو قینقاع کے بازار میں میرے ہاتھ سے سہارا لگائے ہوئے نکلے، وہاں کا چکر لگا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس آئے، تو جائے نماز پر بیٹھ گئے اور پوچھا:

((أَيْنَ لَكَاعُ؟)) ادْعُوا لِي لَكَاعًا فَجَاءَ الْحَسَنُ، فَاشْتَدَّ حَتَّى وَثَبَ فِي حَبْوَتِهِ، فَأَدْخَلَ فَمَهُ فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ ثَلَاثًا))

"بچہ کدھر ہے اسے میرے پاس بلاؤ۔" تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے، آپ نے اس کے منہ کو بوسہ دیا، پھر فرمایا: "اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اس کو بھی اپنا محبوب بنالے، جو اس سے محبت رکھے۔ تین بار آپ نے یہ فرمایا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنِي. ❷

"جب بھی میں حسن کو دیکھتا ہوں، تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ (اُمّ

---

❶ صحیح بخاری، الأدب، باب وضع الصبی علی الفخذ: ٦٠٠٣۔

❷ مسند احمد: ١٠٨٩١، حسن۔

سلیم رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''اے اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، اس کے لیے دعا کریں۔'' تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)) ❶

''اے اللہ! اس کے مال واولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے، اس میں برکت عطا فرما۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بچہ تھا اور میرے ساتھ میری والدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! اس کے لیے اللہ سے دعا کریں''۔ تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)) ❷

''اے اللہ! اس کو مال واولاد کثرت سے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل کر۔''

چونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے درازیٔ عمر اور مال واولاد میں برکت کی دعا کی تھی اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے متجاوز ہوئی۔ اولاد میں برکت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میری اولاد اور پوتے پوتیوں کی تعداد سو سے زائد ہے اور مال میں برکت کا اثر یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کے باغات سال میں ایک مرتبہ پھل دیا کرتے تھے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔ ۹۳ ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ ❸

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر زردی کا رنگ لگا ہوا دیکھا، تو دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''میں نے ایک

---

❶ صحیح بخاری، الدعوات، باب الدعاء بکثرۃ المال مع البرکۃ: ٦٣٧٨ (٦٣٧٩) (٦٣٨١)؛ مسلم: ٦٣٧٢؛ الترمذی: ٣٨٢٩۔ ❷ صحیح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ والصلاۃ علی حصیر: ١٤٩٩؛ سنن ترمذی: ٣٨٢٩۔ ❸ تہذیب الکمال: ٣/ ٣٦٤؛ تہذیب التہذیب: ١/ ٣٢٩، ٣٣٠۔

عورت سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کر لی ہے (یعنی اتنا حق مہر دیا ہے)۔'' تو آپ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)) ❶

''اللہ تجھ میں برکت نازل فرمائے، دعوت ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔''

مدینہ منورہ میں جب مساوات قائم کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا، تو آپ کو سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا اور وہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے۔ کہنے لگے:

''میں اپنا نصف مال و منال تمہیں بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں، ان کو دیکھ لو، جو پسند آئے اس کا نام بتاؤ، میں طلاق دے دوں گا، عدت گزر جائے تو تم نکاح کر لینا۔''

لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ جواب دیا: ''اللہ تمہارے مال و متاع اور اہل و عیال میں برکت دے، مجھے صرف بازار دکھا دو''۔ لوگوں نے بنی قینقاع کا بازار دکھایا۔ وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچا لائے۔ دوسرے روز باقاعدہ تجارت شروع کر دی۔ پھر چند دِنوں کے بعد ہی روپیہ پیسہ کما کر شادی کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ ❷

اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ)) ❸

''اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پانی پلا۔''

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے چونکہ دعائے برکت فرمائی تھی، جس کی بدولت ان کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت دی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا، تو اس کے نیچے سونا نکل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر فیاضی اور

---

❶ سنن ترمذی، النکاح، باب ما جاء فی الولیمة: ١٠٩٤؛ صحیح بخاری: ٥١٦٧۔ ❷ صحیح بخاری، النکاح، باب الولیمة ولو بشاة: ٥١٦٧؛ صحیح مسلم: ١٤٢٧۔ ❸ مجمع الزوائد: ٩/ ١٦٣ (١٤٨٩٨)؛ مسند احمد: ٦/ ٢٩٩۔

انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود وہ اپنے وارثوں کے لیے نہایت وافر دولت چھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ چاروں بیویوں نے جائیداد متروکہ کے صرف آٹھویں حصہ سے اسی (۸۰) ہزار دینار پائے۔ سونے کی اینٹیں اتنی بڑی بڑی تھیں کہ کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے۔ جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ ❶

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے سینے اور میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا:

((اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ)) ❷

''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کے لیے اس کی ہجرت کو پورا کر دے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

ضَمَّنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلٰى صَدْرِهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ))

''مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔''

اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) ❸

''(اے اللہ!) اس کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فراغت

---

❶ اسد الغابه: ٣/ ٣١٧۔ ❷ صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث: ١٦٢٨(٤٢١٥)؛ سنن ابی داود، الجنائز: ٣١٠٤۔ ❸ صحيح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ذكر ابن عباس: ٣٧٥٦؛ سنن ابن ماجه: ١٦٦۔

کے بعد تشریف لائے، تو انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ ﷺ نے پانی رکھا ہوا دیکھا، تو فرمایا: ''یہ کس نے رکھا ہے۔'' تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ)) ❶

''اے اللہ! اسے دین میں فہم وتدبر عطا فرما۔''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ)) ❷

''اے اللہ! اسے دین میں فہم اور قرآن میں سمجھ بوجھ عطا فرما''۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور کہنے لگے:

''اے بچے! پینے کے لیے دودھ مل سکتا ہے؟''

میں نے کہا: ''ہاں! مگر میں تو مؤتمن ہوں (یعنی یہ تو میرے پاس امانت ہیں)۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ایسی بکری ہمارے پاس لے آؤ، جو ابھی تک دودھ دینے کے قابل نہیں ہوئی (یعنی جس نے ابھی بچہ نہیں جنا)''۔ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا دودھ اتر آیا۔ آپ ﷺ نے دودھ نکالا، خود پیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے اس بکری کے تھن کے لیے کہا کہ تو اپنی پہلی حالت میں چلا جا۔ تو وہ ویسا ہی ہو گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب قریب ہوا اور عرض کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللّٰه بن عباس: ٢٤٧٧۔

❷ مسند احمد: ١/ ٢٦٦۔

((يَا غُلَامُ! يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! فَإِنَّكَ عَلِيمٌ مُعَلَّمٌ)) [1]

''اے بیٹے! اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یقیناً تو علم رکھنے والا اور علم سکھایا ہوا ہے۔''

بیہقی کی روایت میں بکری کی جگہ اونٹنی کا ذکر ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرکہ تھی۔ ایک دِن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا، تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات کہی، جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا، وہ نہ مانتی تھی۔ آج اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجھے وہ بات کہی جو مجھے ناگوار ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ))

''اے اللہ! ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔''

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر آیا اور دروازہ پر پہنچا، تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی، تو کہا کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض یہ کہ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور کہا کہ اے ابوہریرہ:

اَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشی سے دوڑتا ہوا آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خوش ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کی

[1] حياة الصحابة: ٣/ ٣٥٦؛ البداية والنهاية: ٦/ ١٠٢؛ مصنف ابن أبي شيبة: الفضائل، باب ما أعطى الله تعالى محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دی۔ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دِلوں میں ڈال دے۔

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ أَبَا هُرَيْرَةَ وَ أُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ))

''اے اللہ! اپنے بندے کی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دِلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔''

پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا، جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو، مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔'' ❷

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یارسول اللہ! میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:

''ان کھجوروں کو لے کر اپنے توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی کھجوریں لینا چاہو، تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور انہیں (ساری باہر نکال) نہ بکھیرنا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق (ایک وسق تقریباً ۱۵۰ کلو) اللہ کے راستے میں خرچ کیے۔ ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے

---

❶ صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل ابى هريرة الدوسى: ٦٣٩٦؛ البخارى فى الادب المفرد: ٣٤۔

❷ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٧١/ ٢٥٣، حسن۔

اور کھلاتے بھی تھے۔ یہ توشہ دان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو یہ پھٹ (کر گم ہو) گیا۔ ❶

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دُعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) ❷

''اے اللہ! اسے گھوڑے پر قائم رکھ اور اسے ہادی و مہدی بنا دے۔''

مؤذن رسول کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

غزوہ حنین سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور مؤذن کو اذان کہنے کا کہا۔ مؤذن نے اذان کہی، تو پاس موجود کفار کے بچے کھیل رہے تھے، وہ نقل اتارنے لگے۔ ان میں ابومحذورہ بھی موجود تھے۔ وہ بھی نقل اتارنے لگے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آواز بہت اچھی لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بچے کو پکڑ کر لاؤ۔ بچے کو لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا کر رہے تھے؟ اس نے کہا: نقل اتار رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوبارہ کہو۔ ابومحذورہ نے کہنی شروع کی۔ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دُعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاهْدِهِ إِلَى الْاِسْلَامِ))

''اے اللہ! اس بچے میں برکت ڈال دے اور اسے ہدایت نصیب فرما۔''

تو اسی وقت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی کیفیت بدل گئی، قسمت جاگ اٹھی اور زبان سے بے اختیار کہہ اُٹھے:

---

❶ سنن الترمذی: ٣٨٣٩، حسن، وصححه ابن حبان، الاحسان: ٦٤٩٨۔

❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل جریر بن عبداللّٰه: ٦٣٦٤، ٦٣٦٦۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

اور مسلمان ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذْهَبْ أَنْتَ مُؤَذِّنُ أَهْلِ مَكَّةَ)) ❶

"اے ابومحذورہ (رضی اللہ عنہ)! جاؤ تم اہل مکہ کے مؤذن بن چکے ہو۔"

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ! هُوَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِكَ فَانْصُرْهُ))

"اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اس کی مدد فرما۔"

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا:

((فَانْتَصِرْ بِهِ)) ❷

"خالد کے ذریعے مدد فرما۔"

سیدنا عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَشْتَرِيْ بِهِ شَاةً فَاشْتَرٰى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ وَجَاءَهُ بِدِيْنَارٍ وَ شَاةٍ فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ وَ كَانَ لَوِاشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ. ❸

"نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں، انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی

---

❶ الاستیعاب: ۲/ ۶۸۰؛ تهذیب التهذیب: ۲/ ۲۲۳۔ ❷ مسند احمد: ۵/ ۲۹۹(۲۲۹۱۸) (۲۲۹۳٤)؛ النسائی فی الکبریٰ: ۵/ ٤۸ (۸۱۵۹)؛ صحیح ابن حبان: ۷۰٤۸، و اسناده صحیح۔ ❸ صحیح بخاری، المناقب، باب فی لیلة مظلمة و معهما مثل المصباحین: ۳٦٤۲؛ سنن ابی داود: ۳۳۸٤(۳۳۸۵)۔

خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔"

عروہ بن جعد کو البارقی الازدی بھی کہا جاتا ہے اور بعض نے انہیں عروہ بن عیاض بھی کہا ہے۔ کوفہ کے رہائشی، عظیم صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ بہت زیادہ مال و متاع والے تھے۔ حضرت شبیب بن غرقدہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، ان کے گھر کے سامنے ہر وقت ستر سے زائد گھوڑے ہمیشہ جنگ کے لیے تیار کھڑے رہتے تھے۔ [1]

انصار کی اولاد کے لیے دُعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)) [2]

"اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کی اولاد کی مغفرت فرما، اور انصار کی اولاد کی اولاد کی بھی مغفرت فرما۔"

شادی کرنے والے کے لیے دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو دیکھتے کہ اس نے شادی کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہ دُعا دیتے:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ)) [3]

"اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت کرے اور تجھ پر برکت کرے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں جمع کر دے۔"

دولہا، دلہن کو شادی کی مبارک باد دینے کے لیے یہی مسنون الفاظ استعمال کرنے

---

[1] طبقات ابن سعد: ٦/ ٣٤؛ اسد الغابة: ت/ ٣٦٤٠، تجريد اسماء الصحابة: ١/ ٣٧٩۔ [2] صحيح مسلم، الفضائل، باب من فضائل الانصار: ٢٥٠٦ (٦٤١٤)؛ سنن ترمذی: ٣٩٠٢؛ مسند احمد: ٤/ ٣١٩۔ ٣٧٢۔

[3] سنن ابی داود، النكاح، باب ما يقال للمتزوج: ٢١٣٠؛ سنن ترمذی: ١٠٩١؛ سنن ابن ماجه: ١٩٠٥؛ صحيح ابن حبان: ٤٠٥٢۔

چاہئیں، جو رسول اللہ ﷺ نے کیے۔ کیونکہ یہ الفاظ مبارکباد بھی ہیں اور دعائیہ کلمات بھی۔ جن کا اثر ساری زندگی رونما ہوتا رہتا ہے۔ دورِ حاضر میں عام لوگوں کی شادیوں میں اس سنت عظیمہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہر ایک کو اس سنت کے احیاء میں کوشاں ہونا چاہیے۔

اُمت محمدیہ کی صبح میں برکت کے لیے دُعا

حضرت صخر بن وداعۃ الغامدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِھَا))

''اے اللہ! میری اُمت کی صبحوں میں برکت عطا فرما۔''

اور آپ ﷺ جب کوئی دستہ یا لشکر روانہ کرتے، تو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کرتے تھے۔ حضرت صخر بن وداعہ رضی اللہ عنہ ایک تاجر تھے، وہ اپنی تجارت کا سامان دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کیا کرتے تھے۔ تو وہ امیر ہو گئے اور ان کے مال میں اضافہ ہو گیا۔ ❶

عصر سے پہلے چار سنتیں پڑھنے والے کے لیے دُعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)) ❷

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔''

مؤذنین کے لیے دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہے اور مؤذن مؤتمن (امانت کی حفاظت کرنے والا ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ)) ❸

---

❶ صحیح الترغیب، البیوع، باب الترغیب فی البکور فی طلب الرزق: ۱۶۹۳؛ سنن ابی داود: ۲۶۰۶؛ سنن ترمذی: ۱۲۱۲۔ ❷ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب صلاۃ قبل العصر: ۱۲۷۱؛ صحیح ابی داود: ۱۱۳۲؛ سنن ترمذی: ۴۳۰۔

❸ سنن ترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء أن الامام ضامن والمؤذن مؤتمن: ۲۰۷؛ صحیح ابن خزیمۃ: ۱۵۲۸۔

''اے اللہ! حکمرانوں کو ہدایت نصیب فرما اور اذان دینے والوں کی بخشش کر دے۔''

اذان شعائر اسلام میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کسی علاقہ میں اگر اذان کی آواز سنتے تو وہاں حملہ نہیں کرتے تھے۔ ❶

نیز اذان دینے والے کی آپ ﷺ نے بہت زیادہ فضیلت بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے بارہ سال (مسجد میں) اذان دی۔ اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور اس کے لیے اس کی ہر اذان کے بدلے ہر روز ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔'' ❷

لین دین میں نرمی اور فیاضی سے کام لینے والے کے لیے دعا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَدْخَلَ اللّٰهُ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ)) ❸

''اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں صرف اس وجہ سے داخل کر دیا کہ وہ خریدتے وقت، فروخت کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے ایسے خوش نصیب کے لیے رسول اللہ ﷺ نے رحمت کی دعا فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى)) ❹

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، الاذان: ٦١٠۔ ❷ سنن ابن ماجه، الاذان، باب فضل الاذان و ثواب المؤذنين: ٧٢٨، صحيح۔ ❸ سنن ابن ماجه، البيوع: ٢٢٠٢؛ صحيح الترغيب: ١٧٤٣، حسن۔ ❹ صحيح بخاری، البيوع، باب السهولة والسماحة فی الاشتراء والبيع ومن طلب حقا فليطلبه فی عفاف: ٢٠٧٦۔

رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴾ ❶

''اے ایمان والو! اپنے آپ پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے، تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور جو کچھ تم کر رہے تھے، اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔''

تمہیدی کلمات

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے، آپ نے اکثر اوقات میں اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے لیے بھی شفقت کا اظہار فرمایا ہے، بعض مواقع ایسے بھی ہیں کہ جہاں آپ ﷺ کو بہت زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، وہاں بھی آپ نے بددعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ کیسے وہ بدنصیب افراد ہیں، جن کے لیے اس رحیم ورؤف نبی نے بددعا فرمائی ہے، ان میں سے کچھ تو وہ ہیں، جنہیں بددعا لگی، تو وہ نشان عبرت بن گئے اور کچھ وہ بدنصیب بھی ہیں، جو اب بھی ایسے کام کر رہے ہیں، جن کے کرنے والوں کے لیے رحمت جہاناں نے بددعا فرمائی ہے، آپ کی بددعا سے ان کاموں کی سنگینی اور برائی واضح ہوجاتی ہے۔ پہلے ان چند افراد کا ذکر کیا جاتا ہے، جنہیں بددعا ملی تو عبرت کا نشان بن گئے۔

قریش مکہ کے لیے بددعا

عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ، وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ

---

❶ احزاب ۳۳: ۹۔

جُلُوْسٌ، إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَجِيْئُ بِسَلَى جَزُوْرِ بَنِي فُلَانٍ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَّى: اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَى، فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ.[1]

''نبی ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے چند دوست بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص فلاں قبیلہ کی اونٹنی کی اوجھری لے آئے اور اس کو محمد (ﷺ) کی پشت پر، جب وہ سجدہ میں جائیں، رکھ دے، پس سب سے زیادہ بد بخت عقبہ اٹھا، اور وہ لے آیا اور دیکھتا رہا، جب نبی ﷺ سجدہ میں گئے، فوراً ہی اس نے اس کو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھ دیا، میں یہ حال دیکھ رہا تھا، مگر کچھ نہ کر سکتا تھا، کاش! میرے ہمراہ کچھ لوگ ہوتے (تو میں کیوں یہ حالت دیکھتا) عبداللہ کہتے ہیں، پھر وہ لوگ ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر

[1] صحيح بخاري، الوضوء، باب إذا ألقى على ظهر المصلى قذر أو جيفة، لم تفسد عليه صلاته، ٢٤٠۔

(مارے ہنسی کے) گرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے، اپنا سر نہ اٹھا سکتے تھے، یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے اسے آپ ﷺ کی پیٹھ سے اسے اتار پھینکا، تب آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''یا اللہ! قریش کی ہلاکت یقینی فرما دے۔'' تین مرتبہ فرمایا: یہ ان پر شاق ہوا کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں بددعا دی، عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ جانتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں دعا قبول ہوتی ہے، پھر آپ نے (ہر ایک کے) نام لیے کہ اے اللہ! ابوجہل کی ہلاکت یقینی فرما اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت یقینی فرما، اور ساتویں کو گنایا، مگر اس کا نام مجھے یاد نہیں رہا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ان لوگوں (کی لاشوں) کو، جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا، کنویں میں (بدر کے کنویں میں) گرا ہوا دیکھا۔''

جنگ احزاب میں دشمنوں کے لیے

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول ﷺ نے جنگ احزاب کے دن مشرکوں کے لیے یہ بددعا کی تھی، کہ:

((اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، سَرِیْعَ الْحِسَابِ، اھْزِمِ الْأَحْزَابَ، وَزَلْزِلْ بِھِمْ)) [1]

''اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، حساب کے جلد لینے والے، اے اللہ ان ٹولیوں کو بھگا دے، اے اللہ! ان کو تتر بتر کر دے اور ان کو اکھاڑ دے۔''

دشمنان اسلام نے جنگ احزاب کے موقع پر ایک ماہ تک محاصرہ کیے رکھا، لیکن اس دوران میں وہ خندق عبور کر کے مسلمانوں کی طرف نہ آ سکے، اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے ان پر آندھی بھیج دی، جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور وہ آگ جلانے سے بھی

[1] صحیح بخاری، التوحید، باب قول اللہ تعالی: ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ﴾: ۷۴۸۹۔

عاجز آ گئے، اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴾ ❶

''اے ایمان والو! اپنے آپ پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے، تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور جو کچھ تم کر رہے تھے، اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔''

کسریٰ کے لیے بددعا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ. ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط ایک شخص کے ہاتھ بھیجا اور اس کو یہ حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دے دے (چنانچہ اس نے دے دیا) بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ (شاہ ایران) تک پہنچایا، جب کسریٰ نے اس کو پڑھا، تو اپنی بدبختی سے اس کو پھاڑ ڈالا، ابن شہاب (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ میرے خیال میں ابن مسیب نے اس کے بعد مجھ سے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے خط کو پھاڑ نا سنا) تو ان لوگوں کو بددعا دی کہ ان کے پرخچے اڑا دیئے جائیں گے۔''

اس کے بعد کسریٰ کے یمن کے حاکم باذان کے نام خط لکھا کہ وہ دو آدمی حجاز کی سرزمین کی طرف روانہ کرے اور وہاں سے آپ کے بارے میں خبر لائیں۔

---

❶ احزاب ۳۳ :۹۔ ❷ صحیح بخاری، العلم، باب ما یذکر فی المناولة، وکتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان: ٦٤۔

سراقہ بن مالک جعشمی کے لیے بددعا

یہ اس وقت کی بات ہے، جب نبی کریم ﷺ کافروں کے محاصرے سے نکل کر کچھ دن غارِ ثور میں رہنے کے بعد مدینہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے، آپ نے ساحل سمندر والا راستہ اختیار کیا، اس بات کی خبر سراقہ بن مالک کو ہوئی، تو وہ سو اونٹ کے انعام کے لالچ میں آپ کے پیچھے نکلا، جب بالکل قریب ہوا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

أُتِينَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)) فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا۔ أُرَى۔ فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ۔ شَكَّ زُهَيْرٌ۔ فَقَالَ: إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوَا لِي، فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا، فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا، فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا۔[1]

''میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی تعاقب کر رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم فکر نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے سراقہ پر بددعا کی، تو اس کا گھوڑا پیٹ تک مع اس کے زمین میں دھنس گیا، زہیر راوی نے کہا: سخت زمین میں دھنس گیا، سراقہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لیے بددعا کی ہے تم میرے لیے دعا کرو تا کہ میں زمین سے نکل آؤں، واللہ میں تمہاری تلاش کرنے والوں کو واپس کر دوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور اس نے نجات پائی پھر سراقہ جس کسی سے ملتا تو کہتا میں تلاش کر چکا ہوں، غرض جس سے ملتا اس کو واپس کر دیتا، ابوبکر کہتے ہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

اب ان امور کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن کے مرتکبین کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی یا ان کے لیے لعنت فرمائی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، المناقب باب علامات النبوۃ فی الإسلام: ۳۶۱۵۔

بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے لیے بد دعا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، تو آپ نے اسے فرمایا:

((كُلْ بِيَمِينِكَ))، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ))، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ.❶

"اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔" تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(اللہ کرے) تو اسے اٹھا ہی نہ سکے۔" اس آدمی کو سوائے تکبر اور غرور کے اور کسی چیز نے اس طرح کرنے سے نہیں روکا، راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

ظالم حکمران کے لیے بد دعا

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کے لیے حاضر ہوا، تو سیدہ نے فرمایا:

مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، فَقَالَتْ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا: ((اللَّهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ)).❷

---

❶ صحيح مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما: ١٠٧۔ ٢٠٢١۔ ❷ صحيح مسلم، الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، والحث على الرفق بالرعية، والنهي عن إدخال المشقة عليهم: ١٩۔ ١٨٢٨۔

تم کن لوگوں میں سے ہو، میں نے عرض کیا، اہل مصر میں سے ایک آدمی ہوں، تو سیدہ نے فرمایا: تمہارا ساتھی تمہارے ساتھ غزوہ میں کیسے پیش آتا ہے، میں نے عرض کیا: ہم نے اس میں کوئی ناگوار بات نہیں پائی، اگر ہم میں سے کسی آدمی کا اونٹ مر جائے، تو وہ اسے اونٹ عطا کرتا ہے اور غلام کے بدلے غلام عطا کرتا ہے اور جو خرچ کا محتاج ہو، اسے خرچہ عطا کرتا ہے، سیدہ نے فرمایا: مجھے وہ معاملہ اس حدیث کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتا، جو اس نے میرے بھائی محمد بن ابوبکر سے کیا، رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے میرے اس گھر میں فرمایا: ''اے اللہ! میری اس امت میں سے، جس کو ولایت دی جائے اور وہ ان پر سختی کرے، تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کو والی بنایا جائے، وہ ان سے نرمی کرے، تو تو بھی اس پر نرمی کر۔''

عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا تو کہنے لگے:

إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).❶

میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے، اگر مجھے اپنے زندہ رہنے کا علم ہوتا، تو میں تجھے بیان نہ کرتا، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اللہ اسے رعایا پر حاکم بنائے اور وہ ان کے حقوق میں خیانت کرے، تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔''

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے والے کے لیے بد دعا کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، والحث على الرفق بالرعية، والنهي عن إدخال المشقة عليهم.

((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا)) ❶

''جو آدمی مسجد میں کسی آدمی کو اپنی گمشدہ چیز کو بلند آواز کے ساتھ تلاش کرتے ہوئے سنے، تو اسے کہنا چاہیے کہ اللہ کرے تیری یہ چیز نہ ملے کیونکہ یہ مسجدیں اس لیے نہیں بنائی گئیں۔''

مسجد میں خرید وفروخت کرنے والے کے لیے بددعا کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ)) ❷

''جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں خرید وفروخت کرتا ہے، تو کہو اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ بنائے۔''

دنیا کے پجاری کے لیے بددعا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالْقَطِيفَةِ، وَالْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)) ❸

''دینار و درہم اور قطیفہ وخمیصہ (ریشمی چادر اور اونی کپڑوں) کے بندے ہلاک ہوں، اگر انہیں یہ چیزیں ملتی ہیں، تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ملتی ہیں، تو ناراض ہو جاتے ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ،

---

❶ مسلم، المساجد ومواضع الصلاة، باب النهى عن نشد الضالة فى المسجد وما يقوله من سمع الناشد: ۷۹_ (۵۶۸)

❷ سنن ترمذی، البیوع، باب النهى عن البيع فى المسجد: ۱۳۲۱، صحيح۔

❸ صحيح بخاری، الجهاد والسير، باب الحراسة فى الغزو فى سبيل الله: ۲۸۸۶۔

وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ)) [1]

"جسے آخرت کا فکر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آتی ہے، اور جسے دنیا کی فکر ہو، اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس کے مجتمع کاموں کو منتشر کر دیتا ہے اور دنیا میں بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے لیے مقدر ہے۔"

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے اور والدین پر لعنت کرنے والے کے لیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی کہ جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو، لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ)) [2]

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لیے ذبح کرے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ کی لعنت ہو کہ جو کسی بدعتی آدمی کو ٹھکانہ دے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہو اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے کہ جو آدمی زمین کے نشانات بدل ڈالے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ

---

[1] سنن ترمذی: ٢٤٦٥۔ [2] صحیح مسلم، الصید والذبائح، باب وما یؤکل من الحیوان باب تحریم الذبح لغیر اللّٰہ تعالی ولعن فاعلہ ٤٤: ١٩٧٨۔

الْقَبْرِ بَقَرَةً أَوْ شَاةً)) ❶

''اسلام میں عقر نہیں ہے۔'' عبدالرزاق نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ قبروں کے پاس جا کر گائے یا کوئی اور جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ (اس کا نام عقر ہے)۔''

شراب کی وجہ سے رسول اللہ کی لعنت کے مستحق بننے والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے:

((عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ، وَسَاقِيَهَا، وَبَاءِعَهَا، وَآكِلَ ثَمَنِهَا، وَالْمُشْتَرِي لَهَا، وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ)) ❷

''① نکالنے والے ② شراب نکلوانے والے ③ پینے والے ④ پلانے والے ⑤ لے جانے والے ⑥ جس کی طرف لے جائی جارہی ہے ⑦ فروخت کرنے والے ⑧ شراب کی قیمت کھانے والے ⑨ خریدنے والے ⑩ جس کے لیے خریدی گئی ہو اس پر۔''

عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. ❸

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی سی صورت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر (بھی) لعنت کی جو مردوں کی سی صورت اختیار کرتی ہیں، عمرہ بواسطہ شعبہ اس کی متابعت میں روایت کرتے ہیں۔''

---

❶ سنن ابی داود، الجنائز، باب كراهية الذبح عند القبر: ۳۲۲۲۔

❷ سنن ترمذی، البیوع، باب النهی أن یتخذ الخمر خلا: ۱۲۹۵، صحیح۔

❸ صحیح بخاری، اللباس، المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال: ۵۸۸۵۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. ❶

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے، جو عورت جیسا لباس پہنتا ہو اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد جیسا لباس پہنتی ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ))

''تین لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔''

((اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْهِ وَالدَّیُّوْثُ وَالرَّجِلَةُ)) ❷

''اپنے والدین کا نافرمان، دیوث اور عورتوں سے مشابہت کرنے والا۔''

رشوت لینے اور دینے والے کے لیے

ہر موقع، ہر وقت اور چیز میں رشوت سے بچو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ)) ❸

''رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ)) ❹

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

---

❶ سنن ابی دواد، اللباس، باب فی لباس النساء: ۴۰۹۸۔ ❷ الصحیحة: ۱۳۹۷۔
❸ سنن ابن ماجه: ۲۳۱۲، صحیح۔ ❹ سنن ابی داود: ۳۵۸۰، صحیح۔

محبتِ رسول ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ [1]

''کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

تمہیدی کلمات:

سورۂ توبہ کی یہ آیت دراصل ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جنھوں نے مکہ سے ہجرت فرض ہونے کے وقت ہجرت نہیں کی۔ ماں، باپ، بھائی، بہن، اولاد، بیوی اور مال و جائیداد کی محبت نے ان کو فریضۂ ہجرت ادا کرنے سے روک دیا۔ [2]

مومن کے ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کرے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یقیناً محمد کریم ﷺ کی ذات اور بات سے اس قدر محبت کی کہ دنیا کے مشرک اور کافر صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت کی مثالیں دینے پر مجبور ہو گئے۔ آج کے خطبہ میں ہم محبت رسول ﷺ پر بات کریں گے۔

---

[1] التوبة۹: ۲٤۔ [2] معارف القرآن: ٤/ ۳۳۹۔

ایمان کی تکمیل کیسے.....؟

آدمی ہر چیز سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے، ورنہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) [1]

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں باپ، اپنے بچوں اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَأَهْلِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) [2]

"کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا، یہاں تک کہ اس کی نگاہ میں میری محبت اس کے مال اور اس کی بیوی کی بہ نسبت اور تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ نہ ہو۔"

آپ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

((لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي))

"آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان: ١٥؛ صحیح مسلم: ٤٤۔ [2] سنن النسائی، الایمان، باب علامة الایمان: ٥٠١٤۔

((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))

''نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔''

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

((فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي))

''پھر تو اب اللہ کی قسم! آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْآنَ يَا عُمَرُ))[1]

''ہاں! عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے۔''

میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اپنی جان سے، اپنے اہل و عیال سے اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہوں، میں گھر میں رہتا ہوں، لیکن شوقِ زیارت مجھے بے قرار کر دیتا ہے۔ صبر نہیں ہو سکتا دوڑتا بھاگتا آتا ہوں اور دیدار کر کے چلا جاتا ہوں، لیکن

إِنِّي ذَكَرْتُ مَوْتِي وَ مَوْتِكَ.

''جب مجھے آپ کی اور اپنی موت یاد آتی ہے۔''

اور اس کا یقین ہے کہ آپ جنت میں نبیوں کے سب سے بڑے اونچے درجے میں ہوں گے، تو ڈر لگتا ہے کہ پھر میں تو آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں گا۔

''مجھے معلوم ہے، جب آپ جنت میں جائیں گے، تو نبیوں کے ساتھ ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی خاموش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کر دی:

---

[1] صحیح بخاری، الایمان و النذور، باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ٦٦٣٢۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؀ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ؀﴾ ❶

''اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے، اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔''

میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

((مَتَى السَّاعَةُ۔۔؟))

''قیامت کب آئے گی۔؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟))

''تو نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟''

تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

((مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))

''میری قیامت کے لیے تیاری کا حال تو یہ ہے کہ میرے پاس نہ زیادہ نمازیں ہیں، نہ روزے اور نہ ہی صدقہ وخیرات ہیں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ النساء٤: ٦٩، ٧٠؛ مجمع الزوائد، التفسير، تفسير سوره النساء، قوله تعالى: ٧/ ٧٠٦؛ طبرانی فی الصغير: ٥٢؛ الاوسط: ٤٨٠؛ تفسير ابن كثير: ١/ ٦٨٣۔

((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) ❶

''تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت کرتا ہے۔''

ایمان کا مزا پانے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ))

''جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں، تو اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔''

۱... أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

''اللہ اور اس کا رسول اس کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔''

۲... وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ

''اور یہ کہ وہ کسی سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو۔''

۳... وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ. ❷

''وہ کفر میں لوٹنا اتنا ہی ناپسند کرے، جتنا وہ آگ میں پھینکا جانا، ناپسند کرتا ہے۔''

محبت ہو تو ایسی۔۔۔!

صحابہ کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایسی کہ کافر بھی حیرت سے تکتے رہ گئے۔ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو جب کفار قتل کرنے لیے حرم سے باہر لے گئے، تو ابوسفیان نے جواب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، ان سے کہا:

أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْآنَ مَكَانَكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ وَإِنَّكَ فِي أَهْلِكَ.

''کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم تو اپنے گھر میں رہو اور اس وقت ہمارے پاس محمد ہوں اور ہم (معاذ اللہ) ان کو قتل کردیں؟''

---

❶ صحيح مسلم، البر والصلة، باب المرء مع من أحب: ٦٧١٥ (٢٦٣٩)

❷ صحيح بخاری، الايمان، باب حب الرسول من الايمان: ١٦۔

سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دینے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار یوں فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الْآنَ فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ تُصِيْبُهُ شَوْكَةٌ تُؤْذِيْهِ وَأَنَا جَالِسٌ فِيْ أَهْلِيْ.

''اللہ کی قسم! مجھے اتنی بات بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں اور میرے محبوب ﷺ کو وہاں رہتے ہوئے ایک ذرا سا کانٹا بھی چبھ جائے۔''

اس قسم کے مظالم، جلادانہ بے رحمیاں، عبرت خیز سفاکیاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی راہ حق سے متزلزل نہ کر سکیں، اس لیے ابوسفیان نے اقرار کرتے ہوئے کہا:

((مَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا)) [1]

''نبی کریم ﷺ کے ساتھی جس طرح آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں، اس طرح محبت اور تعظیم کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔''

محبت کا صحیح مفہوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ)) [2]

''جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

رسول ﷺ کی محبت میں سب کچھ قربان

یہ فطری بات ہے کہ آدمی کو اپنے باپ دادا، بیٹے، بیویاں، مال و متاع، گھر بار بہت زیادہ محبوب ہوتے ہیں، ان سب کو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں قربان کر دینا، یقیناً بڑی

---

[1] سیرت ابن هشام علی هامش "الروض الانف" ذکر یوم الرجیع فی سنة ثلاث: ۲۴۰/۱۶۸، ۱۶۹۔ [2] سنن الترمذی، العلم، باب ما جاء فی الاخذ من السنة: ۲۶۷۸ (۵/ ۴۵) فیه ضعف۔

ہمت کا کام ہے۔

حضرت سبرۃ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان ابن آدم کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے، وہ اسلام کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنے دین اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ رہے ہو؟ ابن آدم شیطان کی بات رد کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ اس کی ہجرت کے راستہ میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تم ہجرت کر کے اپنے وطن کی زمین اور آسمان کو چھوڑ رہے ہو۔ مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو۔ ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رد کر کے ہجرت کرتا ہے، پھر شیطان اس کے جہاد کے راستہ میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تم جہاد کرنے جا رہے ہو، تم اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالو گے، تم جہاد میں مارے جاؤ گے، تمہاری بیوی دوسرا نکاح کر لے گی، تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا۔ ابن آدم اس کی اس بات کو بھی رد کر کے جہاد کے لیے چلا جاتا ہے، جس مسلمان نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت رکھتے تھے، اس کا ثبوت ان گنت مثالیں ہیں کہ صحابہ نے نبی ﷺ کی محبت میں اپنے باپ، بیٹوں اور بہن بھائیوں کو قربان کر دیا اور اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کر دیا، جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی محبتِ رسول کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! ان قیدیوں کو ہر مسلمان کے حوالے کیا جائے، جو اس کا عزیز ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر دے تاکہ دنیا کو اس کی خبر ہو کہ محبت رسول میں محمد ﷺ کے چاہنے والے ہر چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ ہم چند ایک مثالیں یہاں درج کیے دیتے ہیں۔

محبت رسول میں باپ قتل کر دیا

غزوہ بدر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بے خوف و خطر دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ کی حالت کو دیکھ کر دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی۔

---

[1] سنن النسائی: ۳۱۳۴۔

جونہی آپ کسی شہسوار کے سامنے آتے وہ گھبرا کر طرح دے جاتا۔ لیکن ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا اور تلوار کا وار کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن آپ پہلو تہی اختیار کرتے۔ وہ شخص آپ کے مقابلہ کے لیے بار بار سامنے آتا رہا۔ لیکن آپ مسلسل طرح دیتے رہے۔ لڑائی کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اس شخص نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لیے تمام راستے بند ہو گئے، تو آپ نے مجبور ہو کر اس کے سر پر تلوار کا ایسا زوردار وار کیا، جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں رہ گئی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا یہ شخص ان کا اپنا باپ تھا۔ آپ کا یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی شان میں قرآن نازل کر دیا۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾[1]

”جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے، خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان کی ہی لوگ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیضِ غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، داخل کرے گا، ہمیشہ ان میں رہیں گے، اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش، یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔“

[1] المجادلة٥٨: ٢٢؛ الطبرانی فی الكبير: ٣٦٠؛ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٦٥؛ الاصابة: ٤/ ٤٧٦، (٤٤١٨)؛ تفسير ابن كثير: ٢/ ٣٨٥، اس کی سند صحیح ہے۔

میں ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا کہتا ہے ابو جی میدانِ کارزار میں آپ بار بار میری تلوار کے نیچے آ رہے تھے، لیکن میں نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر بیٹا تم میری تلوار کے نیچے آ جاتے تو میں آپ کو دشمن نبوی سمجھ کر تیری زندگی کا خاتمہ کر دیتا کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سامنے دنیا کی کوئی محبت آڑے نہیں آ سکتی۔ ❶

اپنے ہی ماموں کی قربانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام بن ہبیرہ کو قتل کر کے محبت رسول کا ثبوت دیا۔ ❷

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھائی کی قربانی

جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبیر بن عمیر کو قتل کر کے محبت رسول کا اظہار کیا۔ ❸

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہن کی قربانی

حضرت عمیر بن اسید رضی اللہ عنہ کی ایک بہن تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرتی تھی، تو انہوں نے محبت رسول میں آ کر انہیں قتل کر دیا۔ ❹

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بیوی قربان کر دی

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا تھا، اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد) تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، وہ اسے منع کرتا تھا، مگر مانتی نہ تھی، وہ اسے ڈانٹتا تھا، مگر سمجھتی نہ تھی، ایک رات وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کرنے اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس نابینے نے ایک برچھا لیا اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر دیا، اس لونڈی کے پاؤں میں چھوٹا

---

❶ مستدرك حاكم: ٣/ ٤٧٥؛ حياة الصحابة كاندهلوى، ص: ٤٦٣۔

❷ سيرت ابن هشام: ٢/ ٣٢٤۔ ❸ اسباب النزول للسيوطى، ص: ٨٢۔

❹ طبرانى فى الكبير: ١٧/ ٦٤، ٦٥(١٢٤)۔

بچہ آگیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ کو اس کے قتل سے آگاہ کیا گیا، اور لوگ اکٹھے ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أُنْشِدُ اللّٰهَ! رَجُلًا فَعَلَ لِيْ عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ)) قَالَ: فَقَامَ الْأَعْمٰى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ، حَتّٰى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيْكَ فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِيْ، وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِيَ مِنْهَا اِبْنَانِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِيْ رَفِيْقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيْكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا.

''میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس نے یہ کاروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے'' تو وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، اس کے قدم لرز رہے تھے، حتی کہ نبی ﷺ کے سامنے آبیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں، یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، میں اس کو منع کرتا تھا، مگر باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹتا تھا، مگر سمجھتی نہ تھی، میرے اس سے دو بچے بھی ہیں، جیسے کے موتی ہوں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی، گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی، تو میں نے چھرا لیا، اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا، حتی کہ اس کو قتل کر ڈالا۔''

تو نبی ﷺ نے فرمایا: خبردار! گواہ ہو جاؤ! اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔'' یعنی اس پر کوئی دیت نہیں ہے۔ یہ بالکل جائز ہے۔ (1)

محبت رسول میں بھائی، بیٹے اور خاوند کی قربانی

جنگ احد میں ہند بنت عمرو بن حزام (یہ جابر بن عبداللہ کی پھوپھی ہیں) کے بھائی

---

(1) سنن ابی داود، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ: ٤٣٦١؛ سنن نسائی: ٤٠٧٥؛ سندهٔ حسن۔

عبداللہ بن عمرو، خاوند عمرو بن جموح اور بیٹے خلد بن عمرو شامل تھے، جب جنگ احد کے حالات ناسازگاری کی خبر مدینہ میں پہنچی اور یہ افواہ اڑگئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ شہید کردیے گئے ہیں، تو یہ عورت دیوانہ وار آتی ہے اور میدانِ احد میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش کرتی ہے، کسی نے اسے کہا کہ تمہارا بچہ شہید ہوگیا ہے، تو وہ کہتی ہے کہ بچے کی بات چھوڑو، رسول اللہ ﷺ کی بات کرو۔ آگے بڑھتی ہے پھر کوئی اس سے کہتا ہے کہ تمہارا خاوند اور بھائی بھی شہید ہوگئے ہیں۔ لیکن وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور نہ ہی توجہ دیتی ہے، پس محبت رسول میں ہر چیز ہر رشتہ نظر انداز کیے دیتی ہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگی:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ)) ❶

''آپ کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے۔''

اجازت ہو تو میں باپ کی گردن کاٹ دوں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ بنو المصطلق میں تھے، ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا۔ مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لیے پکارا، اے مہاجرو! مدد کرو اور انصاری نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ نبی ﷺ نے چیخ و پکار سنی، تو فرمایا: ''یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کیسی چیخ و پکار ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑو! یہ بہت برا وتیرہ ہے۔'' عبداللہ بن ابی نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا: کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے؟ اب اگر ہم مدینہ پہنچے تو وہاں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا (اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے):

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ❷

''کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے

---

❶ تاریخ طبری: ٢/ ٧٤؛ تاریخ اسلام: ١/ ٢١٨؛ البدایة والنهایة: ٤/ ٤٧؛ سیرة ابن کثیر: ٢/ ٩٣، صحیح۔ ❷ المنافقون ٦٣: ٨۔

نکال باہر کریں گے، حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔"

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اجازت چاہی اور کہا: "اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں گا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کو چھوڑ دو، لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرتا ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ جو سچے کامل مومن تھے، جب خبر ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ خبر ملی ہے..... !نیز فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں، سارے مدینہ میں مَیں واحد انسان ہوں، جو اپنے باپ کا احترام سب سے زیادہ کرتا ہوں اور یہ بھی کہ میں اپنے باپ کے رعب و دبدبہ کو برداشت کرتا ہوں، اس قدر کہ میں نے کبھی باپ کی نظروں کی طرف نظر نہیں ملائی لیکن پھر بھی میری محبت اور عقیدت کا امتحان آیا ہے، تو دیکھیں:

اِمَّا فِيكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنِيْ لَقَتَلْتُهُ.

"رہا آپ کا معاملہ تو آپ مجھے حکم کریں، میں اپنے باپ کی گردن کاٹ کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔"

اور سیرت ابن ہشام کی روایت میں ہے:

أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَنِيْ أَنْتَ تُرِيْدُ قَتْلَ أَبِيْ فَإِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمُرْنِيْ بِهِ فَأَنَا أَحْمِلُ إِلَيْكَ رَأْسَهُ وَأَخْشَى أَنْ تَأْمُرَ غَيْرِيْ بِقَتْلِهِ.

"عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کا ارادہ میرے باپ کو قتل کرنے کا ہے (کیوں کہ انہوں نے آپ کی گستاخی کی ہے) اگر آپ کا خیال ایسا ہے تو پھر مجھے حکم دیجیے میں اپنے باپ کا سر قلم کر کے آپ کے قدموں میں لا دوں گا اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ کسی اور کو میرے باپ

کے قتل کا حکم دے دیں (جس سے میری حمیت جاگ جائے گی)''
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اپنے باپ کو قتل نہیں کرنا۔''
لیکن عقیدت اور محبت کے اس سپوت کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا اور قافلے کا راستہ کاٹتے ہوئے مدینہ کے باہر اس راستے پر جا کھڑا ہوا، جہاں سے ہر ایک کا گزر ہونا تھا۔ لوگ گزرنے لگے جب اس کا باپ عبداللہ بن ابی منافق آیا، تو اس نے تلوار کو میان سے نکال لیا اور کہنے لگا:

وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى يَاْذَنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

''تم اس وقت تک مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں۔''

اور تم اس بات کا اقرار کرلو کہ تم ذلت والے ہو اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! اپنے باپ کو معاف کردے اور اسے جانے دے۔''[1]

محبت رسول ﷺ میں ماں کی قربانی

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کی مشرکہ ماں کہنے لگی اگر تو محمد (ﷺ) کے دین کا انکار کرے، تو میں تیرے ساتھ راضی ہوں، ورنہ ناراض ہوں، اگر تو اسی حالت میں رہا تو میں کھاؤں گی نہیں، پیوں گی نہیں، سر میں کنگھی نہیں کروں گی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کو سمجھایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں دین محمد ﷺ کو چھوڑ دوں، بلکہ تو بھی مسلمان ہوجا، لیکن اس نے ایک نہ سنی آخر کار سعد نے اپنی ماں کو کہا:

وَاللّٰهِ لَوْ كَانَتْ لَكِ اَلْفُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِيْ هٰذَا الشَّيْءِ.

''اللہ کی قسم! اگر تمہاری ہزار جانیں بھی ہوتیں اور سب ایک ایک کر کے نکل

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٤٧٦؛ مجمع الزوائد: ٩/ ٣١٨؛ سیرت ابن هشام: ٣/ ٢٣٩؛ الطبری: ٢/ ٦٠٨، ٦٠٩؛ تاریخ ابن خلدون: ٢/ ٤٣٢؛ صحیح بخاری، التفسیر، باب تفسیر سورة المنافقین: ٦/ ١٩١؛ مسلم: ٢٥٢٥۔

جائیں، تو میں اپنے دین کی ایک چیز کو بھی نہ چھوڑتا۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

يَا أُمَّاهُ! لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِينِيْ هَذَا لِشَيْءٍ فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِيْ وَإِنْ شِئْتِ فَلَا تَأْكُلِيْ.

"اے میری ماں! اگر تمہاری سو جانیں ہوتیں اور وہ سب بھی میرے سامنے ایک ایک کر کے نکل جاتیں، تو پھر بھی میں اپنا یہ دین (اسلام) نہ چھوڑتا، اگر تم چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو تو نہ کھاؤ۔"

جب سعد کی ماں نے یہ سنا کہ یہ تو ایک کیا، محمد کی عزت پر اس کی محبت میں ہزاروں مائیں قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے، تو اس نے کھانا اور پینا شروع کر دیا۔ [1]

---

[1] اسد الغابة فی معرفة الصحابة: ٢ /٤٥٥، ترجمه سعد بن مالك القرشی و تفسیر قرطبی: ١٣/ ٢٤١۔

دوسروں کا دل جیتنے کے طریقے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

تمہیدی کلمات

ہر شخص خواہش رکھتا ہے کہ وہ دوسروں کے دل جیتے اور معاشرتی زندگی محب ومحبوب کی حیثیت سے مودت ورحمت سے گزارے۔

آپ کے سامنے وہ تیر رکھے جارہے ہیں، جن سے دل شکار ہوسکتے ہیں، مراد وہ فضائل وخصائل ہیں، جن سے دل نرم کیے جاسکتے ہیں۔ عیوب چھپ سکتے ہیں اور لغزشیں نظر انداز ہوسکتی ہیں۔ عجب ہے کہ وہ کام آسان ہیں اور تکلف کی ضرورت بھی نہیں پڑتی، لیکن اس کے باوجود ہم میں سے اکثر لوگ ان اوصاف حمیدہ سے پہلوتہی برتتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی بھائی سے ملاقات کے موقع پر مسکرادینا، سلام میں سبقت کرنا وغیرہ۔ بھلا انہیں اپنانے میں کیا نقصان ہے؟ آیئے ذیل میں ہم چند سنہرے اصول پیش خدمت کرتے ہیں، جن سے دوسروں کے قلوب واذہان کو اپنا گرویدہ بنایا جاسکتا ہے:

(۱)...... چہرے پر مسکراہٹ سجانا

اس کی حیثیت دل جیتنے کے لیے ایسے ہی ہے، جیسے کھانے میں نمک، مسکراہٹ ایک سریع الاثر تیر ہے، جس سے کسی دوسرے کے دل کو جیتا جاسکتا ہے اور پھر یہ عبادت اور صدقہ بھی ہے۔ جامع ترمذی میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ)) ❷

---

❶ الحجرات ٤٩: ١٢۔ ❷ سنن ترمذی: ١٩٥٦۔

''تیرا اپنے بھائی کو مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔''

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((مَاحَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ)) ❶

''میں نے جب سے اسلام قبول کیا، نبی کریم ﷺ نے مجھے (مجلس میں آنے سے) منع نہیں کیا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔''

آپ ﷺ تو دشمن کے لیے بھی مسکراہٹ رکھتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی، ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، پس میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کی جانب دیکھا، تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے، پھر اس دیہاتی نے کہا: ''اے محمد! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے، اس میں سے میرے لیے بھی حکم دے۔''

فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعِطَاءٍ. ❷

''آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمَ. ❸

''میں نے نبی کریم ﷺ کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں آپ ﷺ کے حلق کا کوا دیکھ سکوں، آپ تو صرف مسکرایا کرتے تھے۔''

نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی خوشی کے وقت چہرے پر بشاشت نمایاں رکھتے تھے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: کیا اللہ کے

---

❶ صحیح بخاری، الادب، باب التبسم والضحك: ٦٠٨٩؛ صحیح مسلم: ٦٣٦٣۔ ❷ صحیح بخاری، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة: ٥٨٠٩۔

❸ صحیح بخاری، الادب، باب التبسم والضحك: ٦٠٩٢۔

رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہنسا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! اور ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بھی زیادہ عظیم تھا اور بلال بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، وہ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسا کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی تو وہ راہب (یعنی تارک دنیا) بن جاتے تھے (اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے) ❶

(۲) ..... سلام میں پہل کرنا

یہ وہ تیر ہے، جو سیدھا دل کے اندر جا لگتا ہے اور دل آپ کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ چہرے کی مسکراہٹ و بشاشت کے ساتھ اگر گرم جوشی اور ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑنا بھی شامل ہو جائے تو پھر یہ سونے پہ سہاگے کا کام دیتا ہے، اس سے اجر بھی حاصل ہوتا ہے اور سب سے بہتر وہی ہے جو سلام میں پہل کرے۔ عمر الندی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیساتھ باہر نکلا تو آپ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کہتے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مصافحہ محبت ومودت کو دو چاند کر دیتا ہے۔''

صحیح مسلم میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ)) ❷

''کسی اچھے فعل کو حقیر مت جانو، چاہے اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔''

مؤطا میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ)) ❸

''مصافحہ کیا کرو، کینہ ختم ہو جائے گا۔''

(۳) ..... تحفہ دینا

یہ دل، کان، آنکھ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا عجیب نسخہ ہے۔ اس کا اثر ہر تونگر و نادار اور صغیر و کبیر پر ہوتا ہے۔ مختلف مواقع پر تحائف کا تبادلہ ایک مستحسن امر ہے، لیکن اگر تکلف سے

---

❶ شرح السنة، الاستئذان، باب الضحك: ٣٢٤٤۔ ❷ صحيح مسلم، البر والصلة والآداب: ٢٦٢٦۔ ❸ موطا الامام مالك، حسن الخلق: ٦٩٤۔

پاک ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا، وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ)) ❶

''تحائف کا تبادلہ کرو محبت بڑھے گی اور کدورتیں ختم ہو جائیں گی۔''

ابراہیم زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے اپنے والد گرامی قدر کے لیے عطیات سامنے کیے تو فرمانے لگے: اپنے گھرانے اور خاص افراد کی لسٹ بناؤ، میں نے بنا ڈالی، کہنے لگے یاد کرو کوئی رہ نہ گیا ہو، میں نے جواب دیا، کوئی نہیں، جو رہ گیا ہو۔ فرمانے لگے: ہاں ایک شخص جو سر راہ مجھے ملا اس نے بڑے احسن انداز سے سلام کیا، اس شخص کا حلیہ اس اس طرح کا ہے، اس کے نام دس دینار لکھ دو۔ توجہ فرمائیں کہ احسن انداز سے سلام کہنے کا کتنا اثر ہوا کہ وہ شخص اجنبی ہو کر بھی اجنبی نہ رہا اور ہدیہ کا مستحق بن گیا۔

(۴)..... خاموشی اور کم گوئی

آواز بلند کرنے، زیادہ گفتگو کرنے اور مجلس پر اپنی دھاک بٹھانے کے شوق سے پرہیز کریں۔ عمدہ اور سلیس عبارت کا استعمال کریں۔ صحیحین میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)) ❷

''اچھا بول بھی صدقہ ہے۔''

اچھے الفاظ کا چناؤ اپنے اندر ایک عجیب تاثیر رکھتا ہے، جس سے بھی لوگ اسیر بن جاتے ہیں۔

حضرت اسود بن اصرم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوْفًا)) ❸

''تو ہمیشہ اپنی زبان سے اچھی بات ہی کہہ۔''

---

❶ موطا لامام مالك، حسن الخلق: ٦٩٤۔

❷ صحيح بخاری، الجهاد، باب من أخذ بالركاب و نحوه، ح: ٢٩٨٩۔

❸ الترغيب والترهيب: ٣/ ٥٣٠، باسناد حسن۔

اچھی بات نہیں کہہ سکتے تو خاموش رہو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) ❶

''جو خاموش رہا، وہ نجات پا گیا۔''

سیدنا عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، انھوں نے آپ کو (السام علیکم) کہا، یعنی ''آپ پر موت واقع ہو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان کے الفاظ سمجھ گئی اور میں نے انہیں (وعلیکم السام واللعنة) کہا کہ ''تم پر موت اور لعنت واقع ہو۔'' فرماتی ہیں کہ میرا یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ رک جاؤ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔''

میں نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا جو کچھ انہوں نے کہا ہے، آپ نے سنا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے سن لیا تھا اور جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا تھا کہ تم پر بھی وہی کچھ ہو، جو تم نے کہا ہے، بس ان کو اتنا ہی جواب کافی ہے۔ ❷

ابو یعلیٰ اور بزار وغیرھما حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حسن اخلاق اور خاموشی کو لازم پکڑو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان دونوں جیسی کوئی دوسری چیز نہیں ہے، جس سے افراد کے افعال میں خوبصورتی (حسن) پیدا ہو سکتی ہو۔'' ❸

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❹

---

❶ سنن ترمذی، الدعوات، باب حدیث من کان......: ۲۵۰۱(۳۵۰۳)۔

❷ صحیح بخاری: ٦٠٢٤؛ صحیح مسلم: ٢١٦٥۔

❸ مسند ابو یعلیٰ: ۳۲۹۸، اسناده ضعیف۔

❹ صحیح بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٧٥؛ سنن ابن ماجه: ٣٩٧١۔

"جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔"

(۵)......غور سے گفتگو سننا

گفتگو کرنے والے کو ٹوکا نہ جائے، رسول اللہ ﷺ کسی کی بات کو کاٹتے نہیں تھے، یہاں تک کہ متکلم خود اپنی بات مکمل کر لیتا۔ جو شخص اس نسخہ پر عمل کرنے کا اپنے آپ کو عادی بنا لیتا ہے، لوگ اس سے محبت بھی کرتے ہیں اور اسے اچھا بھی جانتے ہیں، بخلاف اس شخص کے جو قطع کلامی بھی کرتا ہے اور گفتگو اچھی طرح سنتا بھی نہیں ہے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جب کوئی شخص مجھ سے گفتگو کرتا ہے، تو میں اس کی بات اس انداز سے سنتا ہوں، گویا میں یہ بات پہلی بار سن رہا ہوں، حالانکہ میں وہ بات اس کی پیدائش سے بھی پہلے سن چکا ہوتا ہوں۔" ❶

(۶)....اچھا حلیہ بنانا

خوش شکل اور خوش لباس ہونا بھی ان اسباب میں سے ہے، جن سے دوسروں کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔"

یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ: کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (کیا یہ تکبر ہے۔؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جمیل، یعنی خوبصورت اور آراستہ ہے اور جمال یعنی اچھائی و آراستگی کو پسند کرتا ہے اور تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ مانا جائے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھا جائے۔" ❷

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۵/ ۸۶۔ ❷ صحیح مسلم، الأیمان، باب تحریم الکبر وبیانه: ۲۶۵؛ سنن ترمذی: ۱۹۹۹۔

’’وہ نوجوان جو اچھے لباس میں اچھی خوشبو کا استعمال کر کے عبادت کے لیے آتا ہے، مجھے اچھا لگتا ہے۔‘‘

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’میں نے اچھے اور صاف ستھرے لباس کے اہتمام میں اور ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال سنوارنے میں احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں دیکھا۔‘‘

(۷)..... احسان کرنا اور ضروریات پوری کرنا

دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنا اس سے بھی دل پر اچھا اثر پڑتا ہے، ایک شاعر اپنی زبان میں یوں ترجمانی کرتا ہے۔

احسن الی الناس تستعبد قلوبهم
فطا لما استعبد الانسان احسان

’’حسن سلوک سے آپ لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکتے ہیں، انسان ہمیشہ سے احسان کا غلام رہا ہے۔‘‘

بلکہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ)) ❶

’’لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر اللہ کا وہ بندہ محبوب ہے، جو سب سے زیادہ لوگوں کو فائدہ دیتا ہے۔‘‘

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا، نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مَنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ)) ❷

---

❶ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۳۶٤٦۔

❷ صحیح مسلم، الدعوات، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن...... ۲٦۹۹۔

''جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا، جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔''

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ ❶

''اور تم احسان کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔''

خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ حضرت زین العابدین علی بن الحسین کو ایک مرتبہ ان کی باندی وضو کرا رہی تھی۔ اتفاق سے اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر اس طرح گرا کہ حضرت کے چہرہ پر کچھ زخم لگ گیا۔ ابھی آپ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ باندی بولی:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ﴾

حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ پھر اس باندی نے آیت کا اگلا ٹکڑا پڑھا

﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ﴾

تو حضرت نے فرمایا کہ جا تجھے میں نے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بھی تجھے معاف فرمائے، پھر باندی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا:

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ ❷

یہ سن کر حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے فرمایا: جا تو آزاد ہے۔

کسی شاعر کا قول ہے:

اذا انت صاحبت الرجال
فکن فتی مملوکا لکل رفیق

---

❶ البقرة ۲: ۱۹۵۔ ❷ شعب الایمان: ۵/ ۳۱۷۔

''لوگوں کیساتھ اس انداز سے رہیں کہ ایسا معلوم ہو کہ آپ ہر دوست کے غلام ہیں۔''

وکن مثل طعم الماء عذبا وباردا
علی الکبد الحری لکل صدیق

''ہر دوست کے لیے ایسے اطمینان وسکون کا باعث ہوں، جیسے میٹھا انتہائی ذائقہ دار اور میٹھا پانی دلوں کے سکوں کا سبب ہوتا ہے۔''

کسی نے کیا خوب کہا تھا:

''اس پر تعجب ہے، جو اپنے مال کے ذریعے غلام خرید لیتا ہے، لیکن آزاد لوگوں کو اپنے احسان سے نہیں خرید سکتا، جو جتنا زیادہ احسان کرے گا، اسی قدر اس کے حواری بڑھیں گے۔''

(۸).....مال لوٹانا

ہر دل کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے، اس دور میں مال ہر دل کی کمزوری ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''میں ایک شخص کو مال دیتا ہوں حالانکہ کوئی اور اس سے بڑھ کر مجھے محبوب ہوتا ہے، اس ڈر سے (مال دیتا ہوں) کہیں اسے اللہ جہنم میں اوندھے منہ نہ ڈال دے۔'' [1]

صفوان بن امیہ جس نے اسلام کی اشاعت کو روکنے اور نبی ﷺ کے قتل کے مذموم ارادے کی تکمیل کے لیے اپنی تمام تر توانائی خرچ کی۔ فتح مکہ کے دن مسلمانوں سے ڈر کر بھاگا، نبی ﷺ نے پناہ دی، تو آپ ﷺ کے پاس آگیا اور آپ سے اسلام قبول کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت طلب کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔'' نبی ﷺ کے ساتھ حنین اور طائف کی طرف نکلا، ابھی تک کافر ہی تھا، طائف کے محاصرہ کے بعد نبی ﷺ مال غنیمت کا جائزہ لے رہے تھے، اسی دوران صفوان بن امیہ کو دیکھا کہ وہ

---

[1] صحیح بخاری: ۲۷۔

اونٹوں، بکریوں، اور چرواہوں سے بھری وادی کو بڑے غور سے دیکھ رہا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو وہب! کیا تجھے یہ پسند ہے؟ جواب دیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب تیرا ہے۔'' اسی وقت صفوان بن امیہ نے کہا: اس قدر فراخ دل صرف نبی ہو سکتا ہے اور اپنی زبان سے ''اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله'' کہا اور اسلام قبول کر لیا۔'' ❶

نبی ﷺ نے تالیف قلب کی خاطر یہ سب معاملہ کیا۔

ہمارے اندر بخل اور کنجوسی کیوں ہے؟ کیوں ہم لوگوں کو اپنے عطیات سے نہیں نوازتے؟ کیا اس خوف سے کہیں جود و سخا کی وجہ سے ہم فقیر و محتاج نہ ہو جائیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی، ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، پس میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کی جانب دیکھا تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے، پھر اس دیہاتی نے کہا کہ اے محمد! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے، اس میں سے میرے لیے بھی حکم دے۔

فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعِطَاءٍ. ❷

''آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔''

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفتاً لائی اس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے اور اس لیے لائی ہوں تاکہ آپ اس کو پہنیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور وہ چادر آپ نے زیب تن کر رکھی تھی۔

---

❶ سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: ٥/ ٢٥٤۔

❷ صحيح بخاري، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة: ٥٨٠٩۔

اتنے میں ایک شخص نے چادر کی تعریف کی اور کہا: یا رسول اللہ! یہ چادر مجھے دے دیجیے (چنانچہ نبی ﷺ نے وہ چادر اسے دے دی) لوگوں نے (اس شخص سے) کہا:

أَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ.

''تو نے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ اسے نبی ﷺ نے (نہایت) ضرورت کی حالت میں پہنا تھا، لیکن تو نے آپ ﷺ سے مانگ لی، تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ سوال کو رد نہیں فرماتے۔''

(خواہ آپ کو کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو) اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لیے نہیں مانگی کہ اس کو پہنوں گا، بلکہ میں نے یہ اس لیے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن ہوگا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہی چادر اس کا کفن ہی بنی۔ ❶

(۹) ..... حسن ظن رکھنا اور عذر قبول کرنا

دل تک پہنچنے کا سب سے آسان اور افضل طریقہ یہ ہے کہ اپنے ماحول میں موجود افراد کے بارے حسن ظن رکھیں۔ بدگمانی سے بچیں اور ان کی حرکات وسکنات پر کڑی نظر رکھنے کی بجائے، ان کی کوتاہیوں سے بھی صرف نظر کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ بدگمانی کا یہ سلسلہ تمہیں بھول بھلیوں میں الجھا دے۔

متنبی کہتا ہے:

اذا ساء فعل المرء ساءت ظنونه
و صدق ما يعتاده من توهم

''جب آدمی کے افعال برے ہوں تو گمان بھی برے ہو جاتے ہیں اور ان توہمات کی تصدیق کر بیٹھتا ہے، جن کا وہ عادی ہوتا ہے۔''

جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ﴾ ❷

---

❶ صحیح بخاری، الجنائز، باب من استعد الکفن......: ۱۲۷۷۔
❷ الحجرات ۴۹: ۱۲۔

''اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا)) [1]

''بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور (لوگوں کے رازوں کی) کھود کرید نہ کرو، اور نہ (لوگوں کی نجی گفتگو کو) کان لگا کر سنو اور آپس میں دشمنی پیدا نہ کرو، بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو۔''

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مومن اپنے بھائیوں کی عذر خواہی کرتا ہے اور منافق ان کے عیوب تلاش کرتا ہے۔''

(۱۰)..... محبت ومودت کا اظہار کرنا

جب آپ کو کسی سے محبت ہو جائے یا آپ کے دل میں کسی کو خاص مقام مل جائے تو پھر اسے بتلا دینا چاہیے، کیونکہ یہ ایسا تیر ہے، جس سے دل شکار ہو جاتے ہیں اور افراد قیدی بن جاتے ہیں۔ صحیح الجامع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''جب تم میں سے کسی کو اپنے ساتھی سے محبت ہو جائے، تو اس کے گھر آ کر اسے بتلائے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' [2]

ایک مرسل روایت میں ہے کہ اس الفت ومودت کو دوام ملتا ہے۔ جس محبت کی بنیاد صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے کسی دنیوی غرض یعنی مال، عہدہ، شہرت یا حسن وجمال کی خاطر نہ ہو، وگرنہ ایسی محبت جو دنیوی غرض سے ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ قیامت کے دن یہ دشمنی میں بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴾ [3]

---

[1] صحیح بخاری: ۵۱۴۳۔ [2] صحیح جامع صغیر: ۲۸۱۔ [3] الزخرف ۴۳: ۶۷۔

''متقین کے سوا سب دوست، اپنے دوستوں کے اس دن دشمن ہوں گے۔''

نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے، جو جس سے محبت کرتا ہے، قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔ اظہار محبت دل پر اثر انداز ہونے والے عامل میں سے ایک ہے۔

جس معاشرے میں انسان رہتا ہے، وہاں یا تو محبت والفت اور مودت کا دور دورہ ہوتا ہے یا پھر باہمی اختلاف وافتراق کا قبضہ ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے ایسے معاشرے کی تکوین کی رغبت دلائی ہے، جو محبت والفت کا مظہر ہو، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے انصار ومہاجرین میں اخوت و بھائی چارہ قائم کیا اور رشتہ اتنا مضبوط بنا کہ ایک دوسرے کی پہچان بن گیا، بعض غزوات میں درجہ شہادت پر فائز ہونے والے افراد کو، جن میں مواخاۃ کا رشتہ تھا، ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

نبی ﷺ نے ان وسائل کی خصوصی تاکید کی جن سے محبت ومودت کو فروغ ملتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) [1]

''تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک مومن نہیں بن جاتے، تم اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتے، جب تک تم میں باہمی محبت نہ پیدا ہو جائے۔ سنو! میں تمہیں ایک ایسی چیز کی خبر دیتا ہوں، جس سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ گے (وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہا کرو۔''

(۱۱)..... مدارات

کیا آپ کو مدارات کا فن آتا ہے؟ کیا آپ کو مدارات اور مداہنت میں فرق کا علم ہے؟ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ہے:

ایک شخص نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: ''قبیلے کا برا بھائی اور برا بیٹا ہے۔'' جب آ کر وہ بیٹھا تو

[1] صحيح مسلم، الايمان، باب بيان انه لايدخل الجنة.....الخ: ٥٤۔

آپ ﷺ خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے ملے، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ ؓ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اس شخص کو آتے دیکھا، تو اس کے بارے میں اس اس طرح ارشاد فرمایا اور جب وہ آکر بیٹھا تو آپ ﷺ خندہ پیشانی سے ملے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تو نے کب سے مجھے فحش گو دیکھا ہے، قیامت کے دن سب سے برا مرتبہ اللہ کے ہاں اس آدمی کا ہوگا، جس کو لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے (بول چال) ترک کردیں۔'' [1]

حافظ ابن حجر ﷫ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مدارات میں اصل ہے اور پھر امام قرطبی کا قول نقل کیا ہے:

مدارات اور مداہنت میں فرق ہے، دین یا دنیا یا ان دونوں کی اصلاح کی خاطر خرچ کرنا مدارات ہے اور یہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے۔ دنیا کی اصلاح کے لیے دین چھوڑ دینا مداہنت ہے۔

مدارات کا مطلب نرم کلامی کو اختیار کرنا چہرے پر بشاشت اور خوشی کا اظہار اہل فسق اور فحش گو افراد کے لیے کرنا یا تو ان کی فحش گوئی سے بچنے کے لیے یا پھر ان کو راہ راست پر لانا ہے۔ مدارات کا تعلق صرف امور دنیا سے ہے اگر امور دینیہ میں ہو تو مداہنت بن جائے گی۔

طبرانی ﷫ اور ابن السنی ﷫ نے نبی ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے:

''لوگوں سے مدارات (اچھے طریقے سے پیش آنا) صدقہ ہے۔''

ابن بطال ﷫ کہتے ہیں:

مدارات مومنوں کا اخلاق ہے، اس کا مطلب اپنے پہلو کو لوگوں کے لیے جھکا دینا اور گفتگو میں سختی کو ترک کرنا ہے، یہ اسباب محبت والفت میں سے ایک قوی اور مضبوط سبب ہے۔

نوٹ: (یہ مضمون کیف تکسب قلوب الاخرین کا اردو ترجمہ ہے جو کویت سے شائع ہونے والے رسالہ ''امتی'' جنوری ۲۰۱۳ء شمارہ نمبر ۸۶ سے لیا گیا ہے)۔

---

[1] صحیح بخاری: ٦٠٣٢

امیر بننے کے طریقے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ ﴾ ❶

''اور میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔''

تمہیدی کلمات

اگر مال ومتاع کا حصول دنیا و آخرت کو بہتر بنانے اور رب کی رضا کے لیے ہو، تو کثرت مال ممنوع نہیں، یہاں ہم خوشحال رہنے کے لیے چند نصیحتیں اور امیر بننے کے وہ طریقے عرض کر دیتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔

کثرت مال کی محبت انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ ﴾ ❷

''اور انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔''

یاد رہے زیادہ مال کی طلب اور امیر کا خواب دیکھنا کسی کو منع نہیں ہے، بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کثرتِ مال کی دعا دی تھی:

((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)) ❸

---

❶ نوح ۷۱: ۱۰۔۱۲۔ ❷ العادیات ۱۰۰: ۸۔

❸ صحیح مسلم، المساجد: ۱۴۹۹۔

''اے اللہ! اس کو مال و اولاد کثرت سے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل کر۔''

معلوم ہوا امیر بننے کا خواب دیکھنے والا اس بات کا خیال رکھے کہ جتنا زیادہ مال ہوگا، اتنی پریشانیاں بھی زیادہ ہوں گی اور اتنا زیادہ کل اللہ کو حساب بھی دینا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''بکریوں کے ریوڑ میں بھیجے گئے، دو بھوکے بھیڑیے اتنے زیادہ نقصان دہ نہیں جتنا مال اور دین کے نام پر شہرت کی حرص آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔'' ❶

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ مال اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مجھے فرمایا:

''اے ابوذر! اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو مجھے پسند نہیں کہ میں تین دن سے زیادہ اپنے پاس کچھ رکھوں، بلکہ سب کا سب اللہ کے راستے میں خرچ کر دوں۔'' ❷

ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''ابن آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ وہ دونوں چیزیں اس کے حق میں بہت بہتر ہیں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے، جبکہ موت کی وجہ سے وہ آنے والے بے شمار فتنوں سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ وہ تھوڑے مال کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ تھوڑا مال دنیا میں راحت کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن اس کا حساب دینا بھی آسان ہوگا۔'' ❸

تقویٰ اختیار کرنا

بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ تقویٰ رزق کی فراوانی کے لیے بہترین نسخہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ سنن ترمذی: ٢٣٧٦۔ ❷ صحیح بخاری: ٦٤٤٥۔
❸ السلسلة الصحيحة: ٨١٣۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ ❶

''اور جو کوئی تقوی اختیار کرے گا، وہ اس کے لیے (رنج وغم سے) خلاصی (کی صورت) پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے (وہم و گمان بھی نہ ہو۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غموں اور دکھوں سے نجات کا نسخہ بتلانے والی قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت یہ ہے۔ (اس کا ورد بار بار کیا جائے)

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ ❷

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے لیے (رنج ومحن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا۔''

اللہ کی عبادت کے لیے خاص وقت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ))

''اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر، میں تیرے سینے کو امیری سے بھر دوں گا اور لوگوں سے تجھے بے نیاز کر دوں گا۔''

((وَإِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ)) ❸

''اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ (فضول) کاموں میں الجھا دوں گا اور تیری فقیری کو ختم نہیں کروں گا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے ابن آدم! اگر تو میری عبادت کے لیے فراغت نکالے گا تو میں۔

((أَمْلَأُ قَلْبَكَ غِنًى وَأَمْلَأُ يَدَيْكَ رِزْقًا)). ❹

---

❶ الطلاق ٦٥: ٢، ٣۔ ❷ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٤٠٠۔ ❸ سنن ترمذی، صفة القيامة......: ٢٤٦٦، صحيح۔ ❹ السلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣/ ٣٤٧۔

''میں تیرے دل کو امیری سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔''

توکل کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [1]

''اور اللہ پر توکل (بھروسہ) کرتا ہے، تو وہ اسے کافی ہو جاتا ہے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ رُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) [2]

''اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح توکل کرو، جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اسی طرح رزق دے گا، جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے، وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس پلٹتے ہیں۔''

توکل کا معنی بھروسہ کر کے بیٹھ جانا نہیں کہ میرا رزق میرے پاس خود آ جائے جتنا مقدور ہوگا، بلکہ محنت اور کوشش کے بعد اللہ پر توکل کرنا ہے۔

صلہ رحمی کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ، وَيُنْسَاَلَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ)) [3]

''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے، تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔''

حج و عمرہ کرنا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الطلاق ٦٥: ٣۔ [2] صحیح ابن حبان: ٢/ ٥٠٩۔

[3] صحیح بخاری، الادب: ٥٩٨٦۔

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ)) ❶

''پے در پے حج وعمرہ کرتے رہو، بلاشبہ حج وعمرہ فقیری اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

جسے اللہ مال ومتاع عطا کرے، وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرے، تو اللہ مزید عطا کرتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر روز صبح کے وقت اللہ کے دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ایک ان میں کہتا ہے کہ:

((اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا))

اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور بہتر عطا فرما۔

اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)) ❷

اے اللہ! جو خرچ نہ کرے، اس کا مال تلف کر دے۔''

بہت سے امیر بننے کی خواہش میں رب کا حصہ دینا بھول جاتے ہیں، جبکہ اللہ کا قانون ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) ❸

''اے ابن آدم! (میری راہ میں) خرچ کر، میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا۔''

استغفار کرنا

امیر بننے کے خواہاں اللہ عزوجل کے سامنے گناہوں کی معافی اور استغفار کو لازم پکڑیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

---

❶ سنن ترمذی، الحج: ۸۱۰، صحیح۔ ❷ صحیح بخاری، الزکاۃ: ۱۴۴۲۔
❸ صحیح بخاری: ۶۸۴؛ صحیح مسلم: ۹۹۳۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾﴾ ❶

''اور میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ)) ❷

''جس نے استغفار کو لازم کر لیا، اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی سے نکالے گا، اس کے ہر غم کو دور کرے گا اور اسے وہاں سے عطا کرے گا، جہاں سے اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔''

نکاح کرنا

رزق کی فراوانی کے لیے ایک نسخہ نکاح بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰی مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۲﴾ وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ﴾ ❸

''اور اپنی قوم کے بن بیاہے (مردوں اور عورتوں) کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ غریب ہوں گے، تو اللہ اُن کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا اور اللہ (بہت) وسعت والا

❶ نوح ۷۱: ۱۰۔۱۲۔ ❷ ابوداود، الصلاۃ: ۱۵۱۸، حدیث جید۔
❸ النور ۲٤: ۳۲، ۳۳۔

اور (سب کچھ) جاننے والا ہے اور جن کو بیاہ کی طاقت نہ ہو، وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں، یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔"

جہاد کرنا

جہاد ایک ایسا فریضہ ہے، جس کے کرنے سے غازی دنیا میں عزت و وقار پاتا ہے اور شہید جنت کے محلات کا وارث بنتا ہے۔ آغاز اسلام میں مسلمان کمزور اور نادار تھے، مفلسی اس قدر تھی کہ پہننے کے لیے مکمل لباس نہ ہوتا تھا، مگر ۲ ہجری کے بعد اذنِ جہاد ہوا تو اس کو عملی جامہ پہنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر امیر بنے کہ اللہ کے رسول ﷺ اگر خرچ فی سبیل اللہ کا اعلان کرتے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھیلے بھر بھر کر صدقہ کر دیتے۔

سیدنا سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)) [1]

"میری امت کا ایک گروہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور اللہ ان کے لیے قوموں کے دل پھیر دے گا اور ان کو ان سے رزق عطا فرمائے گا، حتی کہ قیامت قائم ہو جائے۔"

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي)) [2]

"اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے رکھا۔"

کمزوروں کی مدد

مال و دولت کی فراوانی کے اسباب میں سے ایک سبب کمزوروں، غریبوں اور دینی مدرسے کے طلبہ پر خرچ کرنا بھی ہے۔ آپ ﷺ کمزور لوگوں میں بیٹھتے، ان کی ضرورت کا خیال رکھتے اور فرماتے کہ مجھے ڈھونڈنا ہو، تو غریبوں میں دیکھنا۔ اور ساتھ فرماتے کہ مجھے ان

---

[1] سنن نسائی، الخیل: ۳۵۹۱، صحیح۔

[2] صحیح بخاری، الجهاد والسیر: ۲۹۱۴۔

غریبوں کی دعاؤں کے سبب مال و دولت عطا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کو پتا چلا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ وہ امیر ہیں، تو انہیں غریبوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (جبکہ اللہ کے ہاں فضیلت تقوی کی بنیاد پر ہوتی ہے، مال کی وجہ سے نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ)) [1]

''تمہاری مدد جو کی جاتی ہے اور جو رزق دیا جاتا ہے، وہ انہی کمزوروں کی وجہ سے ہے (یعنی تم ان پر خرچ کرتے ہو اور وہ دعائیں کرتے ہیں، اس کی بدولت تمہیں رزق ملتا ہے۔''

دینی علوم حاصل کرنے والوں پر خرچ

امیر بننے کے نسخوں میں سے ایک بہترین نسخہ یہ بھی ہے کہ دینی علوم کے حصول میں وقف طلبہ اور علماء پر خرچ کیا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، ایک علم حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں رہتا اور دوسرا کاروبار کرتا۔ جو بھائی کاروبار کرتا تھا، اس نے اپنے بھائی کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ کے پاس (کہ وہ اکیلا کماتا ہے اور بھائی دینی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ)) [2]

''شاید کہ تمہیں رزق اسی کی وجہ سے ہی ملتا ہے۔''

ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں، جیسا کہ آپ ﷺ دعا دیا کرتے تھے، جب کوئی روزہ افطار کرواتا، آپ فرماتے:

((اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)) [3]

''روزے دار تمہارے ہاں افطار کرتے رہیں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے

---

[1] صحیح بخاری، الجهاد والسیر: ٢٨٩٦۔ [2] سنن ترمذی، الزهد: ٢٣٤٥۔
[3] سنن ابی داود، الأطعمة: ٣٨٥٤، صحیح۔

رہیں اور اللہ کے فرشتے تمہارے لیے دعائیں کرتے رہیں۔"

نصیحت

جہاں ہم ایک نصیحت بھی کریں گے، ان لوگوں کو جو فقراء اور مساکین ہیں، وہ ذریعہ معاش حلال تلاش کر کے کثرتِ مال کے حصول کی محنت کریں اور اس مال کو حاصل کر کے خیر و فلاح کا کام اور اللہ کو راضی کرنے والے امور پر خرچ کریں، مگر جو اللہ تعالیٰ نے فقراء کو عظمت عطا کی ہے، وہ ان کو مت بھولیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فقیر مسلمان امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔" ❶

ایک دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے جنت میں دیکھا تو مجھے جنتیوں کی زیادہ تر تعداد غریب لوگوں کی دکھائی دی اور جب میں نے جہنم میں جھانکا، تو وہاں اکثریت عورتوں کی تھی۔" ❷

جو رب دے اس پر قناعت اختیار کریں، دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کریں، صبر و شکر کے دامن کو کبھی نہ چھوڑیں اور اپنے آپ کو حقیقی امیر بھی بنائیں اور وہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)) ❸

"امیری مال و دولت کے بہت زیادہ ہونے سے نہیں ہوتی، بلکہ حقیقی امیری تو دل سے ہوتی ہے۔"

شکر کریں لالچ نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ ❹

اگر شکر کرو گے، تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بھی) سخت ہے۔"

امیر بننے کی خواہش میں اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ جانا جائے، بلکہ جو اللہ نے نعمتیں دے

---

❶ سنن ترمذی: ۲۳۵۴۔ ❷ صحیح بخاری: ۳۲۴۱۔

❸ صحیح مسلم: ۱۰۵۱۔ ❹ ابراھیم ۱۴: ۷۔

رکھی ہیں، ان کا شکر ادا کریں، اللہ مزید عطا فرمائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ لالچ سے دور رہیں۔ آپ ﷺ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو کہا تھا۔ ''اے حکیم! یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے۔ پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے، اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے، اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھاتا ہے، لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' ❶

نیز آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص لوگوں سے بچتا ہے۔ اللہ اسے بچائے گا اور جو غنا اختیار کرے گا، اللہ اس کو غنی (امیر) کر دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا۔'' ❷

قناعت بھی کیجئے، کسی نے سوال کیا کہ میں دنیا کا امیر بننا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ)) ❸

''اللہ نے تیری قسمت کا جو مال تجھے عطا کیا ہے، اس پر راضی ہو جا، تو لوگوں میں سب سے امیر بن جائے گا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)) ❹

''وہ شخص یقیناً کامیاب ہو گیا، جو اسلام لایا اور ضرورت کے مطابق اسے رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی روزی پر قناعت کی توفیق بخشی۔''

احباب گرامی! آپ کا فرمان عالی شان ہے کہ یہ دنیا سرسبز و شاداب اور میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں بھیج کر دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو، پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے برپا ہوا تھا۔ ❺

یہ دنیا تو اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، اگر اللہ کے ہاں اس کی

---

❶ صحیح بخاری: ٦٤٤١۔ ❷ صحیح بخاری: ١٤٦٩۔

❸ سنن ترمذی: ٢٣٠٥۔ ❹ صحیح مسلم: ١٠٥٤۔ ❺ صحیح مسلم: ٢٧٤٢۔

کوئی اہمیت ہوتی، تو اللہ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا، مگر آدمی ساری زندگی اسی کے حصول میں محنت نہ کرتا رہ جائے، بلکہ اگر دنیا کا مال و متاع بھی حاصل کرے، تو مقصود اس کا اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی مطلوب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا مقصود حصول دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے، جتنی اس کے لیے مقدر ہے۔ اور جس کی نیت (دنیا کے حصول سے) آخرت کا حصول ہو (کہ وہ مال کمائے گا امیر بنے گا اور اس کے ذریعے اللہ کو خوش کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اس کے کام سلجھا دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پیچھے آتی ہے۔''[1]

ہم آخر میں یہی کہیں گے کہ امیر بننے کے لیے اور خوشحال زندگی بسر کرنے کے لیے اللہ سے دعا کرتے ہوئے وظیفہ خوشحالی پڑھیں، رزق کے حصول کے لیے ذریعہ معاش اختیار کریں۔

---

[1] سنن ابن ماجه: ١٤٠٥۔

طوبیٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ ﴾ [1]

”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اُن کے لیے خوشخبری اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔“

تمہیدی کلمات

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کی بعثت کا ایک مقصد برے لوگوں کو برائی سے ڈرانا اور اچھوں کو جنت کی بشارتیں اور خوشخبریاں سنانا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ یونس میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ [2]

”کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انھی میں سے ایک مرد کو بھیجا کہ لوگوں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو کہ اُن کے رب کے ہاں اُن کا سچا درجہ ہے (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے۔“

کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں کہ جنھیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارکہ سے اس دنیا میں واضح لفظوں کے ساتھ جنت کی خوشخبری سنا دی گئی ہے اور کچھ بدنصیب بھی ہیں، جنھیں جنت سے محرومی کی خبر سنائی گئی۔ جنت کی بشارت کے لیے آپ ﷺ نے کئی الفاظ استعمال کیے، جن میں سے ایک لفظ طوبیٰ بھی ہے، آج ہم ذکر کریں گے کہ لفظ طوبیٰ کے ساتھ کن کن افراد کو رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنائی۔

---

[1] الرعد ۱۳: ۲۹۔ [2] یونس ۱۰: ۲۔

طوبیٰ کی تفسیر

طوبیٰ کے کئی ایک معانی ہیں، مثلاً خوشخبری، مومنین کے لیے پاکیزہ زندگی، نعمت، خیر اور سرور اور ایک معنی یہ ہے کہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک سفر کرتا رہے، تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اور جنتی لوگ اس سے اپنا اپنا لباس حاصل کریں گے۔

عتبہ بن عبد بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! کیا جنت میں پھل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جنت میں ایک درخت ہے، جس کا نام طوبیٰ ہے۔ ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا اور اگر تم چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھو: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾۔'' ❷

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، آپ فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا، لیکن وہ ختم نہ ہوگا۔ ❸

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! اس شخص کے لیے طوبیٰ (خوشخبری) ہو، جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے طوبیٰ ہو، جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، پھر طوبیٰ ہو، پھر طوبیٰ ہو، پھر طوبیٰ ہو، اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔'' ایک شخص نے پوچھا: طوبیٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ جنت میں ایک درخت ہے، اس کی سو سال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔'' ❹

---

❶ مسند احمد: ٤/ ١٨٣ (١٧٧٩٢)؛ صحیح ابن حبان: ٧٣٧١؛ المعجم الکبیر: ١٧/ ١٢٦ (٣١٢)۔ ❷ الواقعہ ٥٦ :٣٠؛ مسند احمد: ٣/ ١١٠؛ صحیح مسلم: ٢٨٢٦؛ سنن الترمذی: ٣٢٩٢۔

❸ صحیح بخاری، الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ٣٢٥١ (٦٥٥٢، ٦٥٥٣)، صحیح مسلم، الجنة، باب ان فی الجنة یسیر الراکب: ٢٨٢٧۔

❹ مسند احمد: ٣/ ١٧؛ مسند ابو یعلیٰ: ١٣٧٤؛ صحیح ابن حبان: ٧١٨٦۔

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوْبَىٰ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ مَسِيْرَتُهَا مِائَةُ عَامٍ ثِيَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ أَكْمَامِهَا)) [1]

''طوبیٰ جنت کا درخت ہے، جس کا سایہ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، اہل جنت کے کپڑے اسی کے خوشے سے نکلیں گے۔''

تین کام کرنے والوں کے لیے خوشخبری

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوْبَىٰ لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهُ وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ وَبَكَىٰ عَلَىٰ خَطِيْئَتِهِ)) [2]

''خوشخبری ہے اس آدمی کے لیے، جس نے اپنی زبان کو قابو رکھا، بلاضرورت گھر سے نہ نکلا اور اپنی غلطی پر رویا۔''

ایک روایت میں کچھ الفاظ مختلف ہیں، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کس چیز میں ہے۔؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَىٰ خَطِيْئَتِكَ)) [3]

''اپنی زبان پر قابو رکھ، بلاضرورت گھر سے نہ نکل، اور اپنے گناہوں پر آنسو بہا۔''

ان دو احادیث میں تین چیزیں بیان ہوئی ہیں:

۱۔ زبان کی حفاظت کرنے والے کے لیے خوشخبری

۲۔ بلاضرورت گھر سے نہ نکلنے والے کے لیے خوشخبری

۳۔ اپنے گناہوں پر آنسو بہانے والے کے لیے خوشخبری

---

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني: ٤/ ١٩٥٨۔

[2] صحيح الترغيب والترهيب: ٢٧٤٠، حسن لغيره۔

[3] سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان: ٢٤٠٦؛ الصحيحه: ١٩٥۔

ا۔زبان کی حفاظت کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں، جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کردے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا:

((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا))

''اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھ۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا زبان کی وجہ سے بھی پکڑ ہوگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیری ماں تجھے گم پائے، اے معاذ!''

((وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْعَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ)) [1]

''لوگوں کو آتش جہنم میں ان کے چہروں کے بل ان کی زبانوں کی کٹائی ہی گرائے گی۔''

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)) [2]

''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے، جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (زبان اور شرم گاہ) تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا)) [3]

---

[1] سنن ترمذی، الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة: ٢٦١٦؛ صحيح الجامع الصغير: ٣/ ٢٩؛ سنن ابن ماجه: ٣٩٧٣، حديث حسن صحيح۔

[2] بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٧٤۔

[3] صحيح بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٧٥؛ صحيح مسلم: ١٧٣۔

''جو کوئی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ صرف اچھی بات کہے۔''

حضرت اسود بن اصرم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوْفًا)) ❶

''تو ہمیشہ اپنی زبان سے اچھی بات ہی کہہ۔''

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کونسی چیز ایسی ہے، جو جنت کو واجب کر دیتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ)) ❷

''اچھی گفتگو کیا کر اور کھانا کھلایا کرو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)) ❸

''اچھی گفتگو کرنا صدقہ ہے۔''

۲۔ بلا ضرورت گھر سے نہ نکلنے والے کے لیے خوشخبری

بلا ضرورت کام لغویات کا حصہ ہیں، لغویات اور فضولیات سے پرہیز مومن کے ایمان کی نشانی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ﴾ ❹

''بلاشبہ ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے

---

❶ الترغیب والترهیب: ٣/ ٥٣٠، حديث حسن۔ ❷ صحيح الترغيب والترهيب، الادب، باب الترغيب فی طلاقة الوجه وطيب الكلام: ٢٦٩٥۔

❸ صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب أخذ بالركاب و نحوه، ح: ٢٩٨٩۔

❹ المومنون: ٢٣/ ١۔٣۔

ہیں، جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ ❶

”اور جب وہ بے ہودہ کام کے پاس سے گزر جاتے ہیں تو باعزت گزر جاتے ہیں۔“

آدمی کے اسلام کی خوبی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) ❷

”آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ لایعنی، فضول کاموں کو چھوڑ دے۔“

۴۔ اپنے گناہوں پر آنسو بہانے والے کے لیے خوشخبری

غلطی اور گناہ فطرت انسانی ہے، لیکن گناہ پر مصر رہنا اور اس پر ندامت نہ کرنا، نقص ایمان ہے، خوش نصیب ہے وہ انسان جسے غلطی کے بعد شرمندگی، ندامت اور توبہ کی توفیق مل گئی اور اس نے اللہ کے سامنے گناہوں کا اعتراف کر کے، رب کے حضور آنسو بہا کر، اللہ سے معافی مانگ لی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو وعظ کرتے ہوئے یہی فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ بَكَى عَلَى خَطِيئَتِهِ وَخَزَنَ لِسَانَهُ وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ)) ❸

”جنت میں اس شخص کے لیے طوبی (درخت کا سایہ) ہے، جو اپنی خطاؤں پر ندامت کے آنسو بہائے، اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اس کا گھر اس کو وسیع ہو جائے۔“

اپنی غلطی پر آنسو بہا کر رونے والے کے لیے خوشخبری یعنی جہنم سے نجات اور جنت کا داخلہ نصیب ہو گیا، کیونکہ حدیث میں ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا

---

❶ الفرقان: ۲۵/ ۷۲۔ ❷ سنن ترمذی، الزھد، باب من حسن اسلام المرء......: ۲۳۱۷؛ سنن ابن ماجه: ۳۹۷۶۔ ❸ حسن السمت فی الصمت: ٦٥؛ الزھد لابن أحمد: ۳۰۴؛ الزھد للامام وکیع: ۳۱،۲۵۵، اس کی سند صحیح ہے۔

اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے......؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ)) ❶

''اپنی زبان پر قابو رکھ، بلاضرورت گھر سے نہ نکل، اور اپنے گناہوں پر آنسو بہا۔''

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَعِزَّتِيْ لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدِيْ خَوْفَيْنِ وَأَمْنَيْنِ إِذَا خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا أَمَنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِذَا أَمَنَنِيْ فِي الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ الْآخِرَةِ)) ❷

''اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا، جب دنیا میں مجھ سے ڈرا، آخرت میں امن دوں گا، اور جب دنیا میں نڈر رہا تو آخرت میں ڈراؤں گا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ. ❸

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مرتبہ) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم وہ باتیں جان لو، جن کا مجھے علم ہے، تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔'' پس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان کی آہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں۔

اہل شام کے لیے خوشخبری

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان: ٢٤٠٦؛ الصحيحة: ١٩٥۔

❷ صحيح ابن حبان: ٦٤٠۔ ❸ صحيح بخاری، الرقاق، باب قول النبی ﷺ لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا۔

((طُوبٰى لِلشَّامِ)) فَقُلْنَا: لِأَيِّ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا)) ❶

''خوشخبری ہے شام کے لیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، ہم نے کہا: وہ کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شام پر اللہ کے فرشتوں نے اپنے پر پھیلا رکھے ہیں۔''

مندرجہ ذیل احادیث میں ''شام'' کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اور بعد میں خطہ زمین کے لیے شام کا لفظ بولا جاتا تھا، اس پر اب سوریا (اردو میں ''شام'') لبنان، فلسطین اور اردن جیسے چھوٹے چھوٹے ملک پھیلے ہوئے ہیں۔

احادیث رسول میں شام، فلسطین اور بیت المقدس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشَّامُ أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ)) ❷

''شام وہ سرزمین ہے، جہاں (روزِ قیامت) لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور وہیں سے وہ (حساب کے لیے) منتشر ہوں گے۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)) ❸

''اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت دے۔''

حضرت عبداللہ بن حوالہ الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب تم کئی فوجوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، ایک فوج شام میں ہوگی، دوسری عراق میں اور تیسری یمن میں ہوگی۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں کھڑا ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ ان

---

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب فی فضل الشام والیمن: ۳۹۵۴؛ المستدرك للحاکم: ۲/ ۲۲۹؛ الصحيحة للألبانی: ۵۰۳۔

❷ صحيح الجامع الصغير: ۳۷۲۶۔ ❸ صحيح البخاری، الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''الفتنة من قبل المشرق'': ۷۰۹۴؛ مسند أحمد: ۲/ ۹۰، ۱۱۸۔

تینوں فوجوں میں سے ایک فوج میرے لیے منتخب کر دیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)) یعنی ''تم لازمی طور پر شام کی فوج میں رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ شام اللہ کی پسندیدہ زمین ہے، اسی زمین کی طرف اللہ کے بندوں کے گروہ کو اکٹھا کیا جائے گا اور جس شخص کو شام کی فوج میں شمولیت سے انکار ہو، وہ یمن میں چلا جائے اور اس کے پانیوں سے میراب ہو، اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے۔'' (1)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَيَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ)) (2)

''عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی، تو روئے زمین پر بسنے والے لوگوں میں سب سے اچھے لوگ وہ ہوں گے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت (شام) میں مستقل رہائش رکھیں گے۔''

اور حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَحَوَّلَ خِيَارُ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الشَّامِ، وَيَتَحَوَّلَ شِرَارُ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ. (3)

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک عراق کے اچھے لوگ شام میں اور شام کے برے لوگ عراق میں نہ چلے جائیں۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کا آغاز کس طرح سے تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرٰى عِيسٰى، وَرَأَتْ أُمِّي أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهَا قُصُورُ الشَّامِ)) (4)

---

(1) مسند احمد: ٥/ ٣٣؛ سنن ابی داود، الجهاد: ٢٤٨٣؛ الحاكم: ٤/ ٥١٠، البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ (2) المستدرك للحاكم: ٤/ ٥١١، اسناده حسن، وفضائل الشام للألباني: ٨٢۔ (3) مسند أحمد: ٥/ ٢٤٩، حسن۔ (4) مسند أحمد: ٥/ ٢٦٢؛ المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ١٧٥ (٧٧٢٩)؛ الصحيحة للألباني: ١٩٢٥۔

''میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (سے میرا آغاز ہوا)، اور میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ اس سے ایک نور نکلا ہے، جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ شام کو اپنے نور کے ساتھ خاص کیا ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو شام میں استقرار نصیب ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ شام کی سرزمین آخر کار اسلام اور اہل اسلام کی آخری پناہ گاہ ہوگی اور اسی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔'' ❶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنِّیْ رَاَیْتُ کَاَنَّ عَمُوْدَ الْکِتَابِ انْتُزِعَ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِیْ فَاَتْبَعْتُهٗ بَصَرِیْ فَاِذَا هُوَ نُوْرٌ سَاطِعٌ عُمِدَ بِهٖ اِلَی الشَّامِ، اَلَا وَاِنَّ الْاِیْمَانَ اِذَا وَقَعَتِ الْفِتَنُ بِالشَّامِ)) ❷

''میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے تکیے کے نیچے سے کتاب کا ستون (ایمان) کھینچ لیا گیا ہے، میری نظر نے اس کا پیچھا کیا، دیکھا تو وہ ایک نور تھا، جو شام کی طرف چمک رہا تھا۔ خبردار! جب فتنے واقع ہوں گے، تب ایمان شام میں ہوگا۔''

والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ بَرَّ وَالِدَیْهِ طُوْبٰی لَهٗ زَادَ اللّٰهُ فِیْ عُمُرِهٖ)) ❸

''خوشخبری ہے، اس آدمی کے لیے، جس نے والدین کے ساتھ نیکی کی کہ اللہ

❶ تفسير ابن كثير: ١/ ٢٥٣۔ ❷ المستدرك للحاكم: ٤/ ٥٠٩(٨٥٥٤)؛ مسند أحمد: ٥/ ١٩٩؛ صححه الشيخ الألباني۔

❸ المستدرك للحاكم: ٤/ ١٥٤؛ المعجم الكبير: ٤٤٧۔

تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرمائے۔''

والدین کے ساتھ نیکی اللہ کا حکم

والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی اللہ تعالیٰ نے خاص تلقین فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝﴾ [1]

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں سے یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابتدار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام یا کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

والدین کے ساتھ اچھا سلوک اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل بھی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو عبدالرحمن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [2]

''اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

[1] النساء٤ : ٣٦۔ [2] صحیح بخاری، مواقیت الصلوة لوقتها، باب فضل الصدقة لوقتها: ٥٢٧، ٥٩٧٠؛ صحیح مسلم: ٨٥؛ سنن ترمذی: ١٧٣۔

کثرت سے استغفار کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا)) [1]

''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے، جس کے نامۂ اعمال میں بکثرت استغفار پایا گیا۔''

استغفار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے بار بار ترغیب دلائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ [2]

''اپنے گناہوں کے لیے استغفار کر اور صبح وشام اپنے رب کی تسبیح بیان کر اس کی حمد کے ساتھ۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہمیشہ بخشتے رہنے کی قسم کھائی ہے، فرمانِ نبوی ہے کہ:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ قَالَ الرَّبُّ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي)) [3]

''شیطان نے کہا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہیں۔ پروردگار نے کہا، (مجھے) میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں انہیں بخشتا رہوں گا، جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔''

بچپن میں فوت ہونے والے بچوں کے لیے خوشخبری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

دُعِيَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقُلْتُ: يَا

---

[1] سنن ابن ماجه، الادب، باب الاستغفار: ٣٨١٨؛ صحيح الجامع الصغير: ٣٩٣٥۔ [2] الغافر ٤٠ :٥٥۔

[3] صحيح الجامع الصغير:١٦٥٠؛ صحيح الترغيب والترهيب، الذكر والدعاء، باب الترغيب فى الاستغفار: ١٦١٧؛ السلسلة الصحيحة: ١٠٤۔

رَسُولَ اللّٰہِ طُوبَی لِھٰذَا، عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِیْرِ الْجَنَّۃِ لَمْ یَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ یُدْرِکْہُ، قَالَ: ((أَوَغَیْرَ ذٰلِکَ، یَا عَائِشَۃُ إِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ أَھْلًا، خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِی أَصْلَابِ آبَائِھِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَھْلًا، خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِی أَصْلَابِ آبَائِھِمْ)) [1]

''رسول اللہ ﷺ کو انصار کے ایک بچے کے جنازہ کے لیے بلایا گیا، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خوشخبری ہو اس بچے کے لیے، یہ تو جنتی چڑیا ہے، کیونکہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ ہی گناہ کے قریب گیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ ہوگا، اے عائشہ! یقیناً اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور جنت کو ان کے لیے حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں اور اسی طرح کچھ مخلوقات کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور جہنم کو ان کے لیے، حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ بچپن میں فوت ہونے والے کہاں جائیں گے، وہ مسلمانوں کے ہیں یا غیر مسلموں کے، مذکورہ حدیث میں اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسے بچوں کے لیے جنت کی خوشخبری دی ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تصدیق فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ﴾ [2]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی (راہِ) ایمان میں ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچا دیں گے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔''

جب نبی کریم ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ وحکم موت اطفال الکفار واطفال المسلمین: ۲۶۶۲۔ [2] الطور ۵۲: ۲۱۔

((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)) ❶

''بلاشبہ جنت میں اس کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے نابالغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ خوب جانتا ہے، جو بھی وہ عمل کرنے والے ہوئے۔''

باعمل غرباء کے لیے خوشخبری

امیری اور غریبی اللہ کی تقسیم، مال وزر کی فراوانی فضل الٰہی ہے، لیکن اسلام نے غرباء کی بھی حوصلہ اور دل جوئی فرمائی ہے کہ انہیں اگرچہ دنیاوی زندگی میں بہت زیادہ نعمتیں نہیں ملیں، لیکن اگر اللہ کے فیصلے پر راضی رہے، تو اللہ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں گے، یہی خوشخبری کا مفہوم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)) ❸

''اسلام غربت میں شروع ہوا اور عنقریب اپنی پہلی غربت والی حالت میں چلا جائے گا، پس غرباء کے لیے خوشخبری ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ)) ❹

---

❶ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المسلمين: ۳۸۲۱۔

❷ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين: ۱۳۸٤؛ صحيح مسلم: ۲٦٥٨۔ ❸ صحيح مسلم، الايمان، باب بيان ان الإسلام بدا غريبا وسيعود غريبا، وانه يأرز بين المسجدين: ۱٤٥۔

❹ صحيح بخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ٦٥٤٦؛ صحيح مسلم، الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء: ۲۷۳۷)

''میں نے جنت کا مشاہدہ کیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت فقراء کی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا)) [1]

''بے شک روزِ قیامت فقیر، مہاجر لوگ، مالدار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

مجاہد کے لیے خوشخبری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ)) [2]

''روپے پیسے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جائے، تب تو خوش، جو نہ دیا جائے، تو غصے ہو جائے، ایسا شخص تباہ اور سرنگوں ہوا۔ اس کو کانٹا لگے، تو اللہ کرے پھر نہ نکلے۔ خوشخبری ہے اس بندے کے لیے، جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں، اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے، تو وہ اپنے کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر

---

[1] صحیح مسلم، الزھد والرقاق، باب: ۲۹۷۹۔ [2] صحیح بخاری، الجھاد والسیر، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل اللّٰہ: ۲۸۸۷۔

لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لیے) لگا دیا جائے، تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے، تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے، تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔"

حدیث مبارکہ میں دنیا کے حریص آدمی کی مذمت اور جنت کے متلاشی کے لیے خوشخبری ہے، جو کسی طمع و لالچ کے بغیر میدان جہاد میں اپنے مال و جان کو قربان کر کے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسے کوئی پروا نہیں کہ دنیا میں اس کا کوئی مقام بنے یا نہ بنے، لیکن آخرت سنوارنے کی خاطر سب اذیتیں اور مصائب برداشت کیے جاتا ہے، کیونکہ اسے یقین ہے کہ راہ جہاد کے راہی بغیر حساب کے جنت کے وارث بننے والے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدی کے لیے خوشخبری

سیدنا ابو عبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، دو سوار آپ کی طرف آئے، جب آپ نے ان کو دیکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کندی قبیلہ یا مذحج قبیلہ سے ہیں، جب وہ آئے، تو وہ مذحج سے تھے، راوی کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک آگے بڑھا تا کہ آپ سے بیعت کرے، جب آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ مَنْ رَآكَ فَآمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ، مَاذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوبَىٰ لَهُ))، قَالَ: فَمَسَحَ عَلَىٰ يَدِهِ فَانْصَرَفَ.

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے، جس نے آپ کو دیکھا، آپ پر ایمان لایا، آپ کی باتوں کی تصدیق کی اور پھر ان کی پیروی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "خوشخبری ہے اس کے لیے، پھر اس نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ لگایا (یعنی بیعت کی) اور وہ واپس پلٹ گیا۔"

ثُمَّ أَقْبَلَ الْآخَرُ حَتَّىٰ أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ،

أَرَأَيْتَ مَنْ آمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ وَلَمْ يَرَكَ؟ قَالَ: طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ قَالَ: فَمَسَحَ عَلَى يَدِهِ، فَانْصَرَفَ. ❶

''پھر دوسرا شخص آیا، جب آپ نے اس سے بھی بیعت کے لیے ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص آپ پر ایمان لایا، آپ کی باتوں کی تصدیق کی اور پھر ان کی پیروی کی، لیکن آپ کو دیکھا نہیں اس کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے خوشخبری ہے، اس کے لیے خوشخبری ہے، اس کے لیے خوشخبری ہے، پھر اس نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ لگایا (یعنی بیعت کی) اور وہ واپس پلٹ گیا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اس شخص کے لیے طوبیٰ (خوشخبری) ہو، جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ نے فرمایا: اس کے لیے طوبیٰ ہو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، پھر طوبیٰ ہو، پھر طوبیٰ ہو، پھر طوبیٰ ہو اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ ایک شخص نے پوچھا طوبیٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ جنت میں ایک درخت ہے، اس کی سو سال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔'' ❷

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدیہ کی فضیلت اور ان کے لیے جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبری دی گئی ہے۔

اپنے عیبوں کی اصلاح کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ)) ❸

''خوشخبری ہے اس شخص کے لیے، جسے اس کا اپنا عیب لوگوں کے عیب (تلاش

---

❶ مسند احمد: ١٧٣٨٨، حسن۔

❷ مسند احمد: ٣/ ١٧؛ مسند ابو یعلیٰ: ١٣٧٤؛ صحیح ابن حبان: ٧١٨٦۔

❸ مسند البزار، کشف الأستار: ٣٢٢٥، ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بزار نے اسے حسن سند سے نقل کیا ہے، جبکہ عراقی نے اسے اتحاف المتقین: ٧/ ٤٦٥، میں ضعیف کہا ہے۔

کرنے) سے روک دے۔''

خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جو دنیا اور آخرت میں بہترین اور خوشگوار زندگی کا اور جنت کے درخت طوبیٰ کا حقدار بننے کے لیے اپنے عیب دیکھتا ہے، انہیں دور کرنے یا چھپانے میں اس قدر منہمک رہتا ہے کہ دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ لگانے کی اسے فرصت ہی نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے عیب تلاش کرنے اور عیب لگا کر انہیں رسوا کرنے سے شدید مذمت کے ساتھ روکا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝١١ ﴾ [1]

''مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتیں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔''

﴿ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ﴾ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو چھپائے، عیب کو ظاہر کر کے اپنے بھائی کو رسوا نہ کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالے رکھے اور معاشرے میں اس کی عزت محفوظ رہے، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ دوسرے کے عیبوں کو ٹٹولتا نہ پھرے بلکہ اگر کسی کی غلطی یا عیب کا علم ہو بھی جائے، تب بھی اسے حتی المقدور چھپانے کی کوشش کی جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

---

[1] الحجرات ۴۹: ۱۱۔ [2] صحیح بخاری، المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم ولایسلمه: ۲۴۴۲۔

''جس کسی نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

اسلام کی نعمت پانے والوں کے لیے خوشخبری

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: آپ فرما رہے تھے:

((طُوبَىٰ لِمَنْ هُدِيَ لِلْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنِعَ)) [1]

''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے، جسے اسلام کی ہدایت دی گئی، اس کی معاش بقدر ضرورت تھی اور اس نے (اسی پر) قناعت اختیار کر لی۔''

حدیث مبارکہ میں اسلام قبول کرنے والے کو خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ خوش نصیب ہے کہ اسے اللہ نے ہدایت کی توفیق دی اور اس نے اس کو قبول کر لیا۔ کیونکہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے، جسے اللہ نے ہمارے لیے پسند کیا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [2]

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔''

دین اسلام کی ہدایت صرف اسے ہی ملتی ہے، جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ)) [3]

''اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے، مگر جسکو میں ہدایت دوں پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔''

---

[1] سنن ترمذی، الزھد، باب ماجاء فی الکفات والصبر علیه: ۲۳۵۰؛ صحیح الترغیب: ۸۳۰؛ الحاکم: ۱/ ۳۵۔

[2] المائدۃ ۵: ۳۔ [3] صحیح مسلم، البر والصلة، باب تحریم الظلم: ۶۵۷۲۔

عمر لمبی اور نیک عمل والے کے لیے خوشخبری

عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيَّانِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا.

''دو اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ان میں سے ایک نے عرض کیا۔''

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟))

''اے اللہ کے رسول! لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے؟''

قَالَ: ((طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ)) [1]

آپ نے فرمایا: ''خوشخبری ہے، اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس نے اس میں نیک عمل کیے۔''

نیکی عمر میں اضافہ کا سبب

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ)) [2]

''نیکی ہمیشہ عمر میں اضافے کا سبب ہوتی ہے۔''

اسی طرح ایک حدیث میں ہے، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((شَرُّ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ)) [3]

''لوگوں میں سے بدترین وہ شخص ہے، جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔''

بزرگ کہتے ہیں کہ بڑے چھوٹوں کا احترام یہ سوچ کر کریں کہ ان کی عمریں تھوڑی ہیں، انہوں نے گناہ بھی تھوڑے کیے ہوں گے اور چھوٹے بڑوں کا احترام یہ سوچ کر کریں کہ ان کی عمریں لمبی ہیں، انہوں نے نیکیاں زیادہ کیں ہیں، یہ بات درست ہے کہ اگر آدمی کی عمر لمبی

---

[1] مسند احمد: ٤/ ١٩٠؛ ابن حبان: ١٧٢٣؛ الصحیحة: ١٨٨٦۔

[2] مسند أحمد (٢٢٣٨٦)

[3] صحیح جامع الصغیر: ٣٢٩٧۔

ہے اور اس نے اس میں نیکیاں کیں ہیں، تو یہ آدمی واقعی خوش قسمت اور جنت کی بشارت اور خوشخبری کا مستحق ہے، لیکن اگر عمر تو بڑی لمبی ہے مگر اس نے اس میں گناہ ہی کیے ہیں تو اس سے بڑھ کر بدقسمت بھی کوئی نہیں ہے۔ یاد رہے کہ نیکیاں آدمی کو دنیا اور آخرت میں عزت اور برائیاں ذلت دیتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ﴾ [1]

”جو شخص نیک کام کرے گا، وہ اپنے نفع کے لیے (کرے گا) اور جو برا کام کرے گا، اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔“

[1] حم السجدة ٤١ :٤٦۔

ضروری یادداشت

اسلامی مہینوں
کی مناسبت سے
خطبات
حاصل پوری